سید عرفان احمد

15-08-1992

فطرت اور صحت

قوانین فطرت کو بنیاد بنا کر خالص سائنٹیفک استدلال کی روشنی میں
حکمتِ علاج اور حکمتِ دین و اخلاق کا حسین امتزاج

تصنیف و تالیف

حکیم سید غلام رسول شاہ گیلانی

ترتیب و تدوین و نظر ثانی

سید اسعد گیلانی ایم اے

الفیصل ناشران و تاجران کتب
غزنی سٹریٹ نزد کامیاب ڈاکخانہ لاہور ۲
اردو بازار

ترتیب و تدوین۔ زیر اہتمام۔ اسلامی اکادمی۔ منصورہ۔ ملتان روڈ لاہور

نام کتاب :۔ ـــــ قوانین فطرت اور انسانی صحت
مصنف : ـــــ حکیم سید غلام رسول شاہ گیلانی
ترتیب و تدوین : ـــــ سید اسعد گیلانی۔ ایم اے
پبلیشر : ـــــ الفیصل ناشران۔ تاجران کتب
غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور
ضخامت : ـــــ ۲۲۲ صفحات
قیمت : ـــــ ۴۸ روپے

ور

اَللّٰهُمَّ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ
وَاشْفِهٖ وَاَنْتَ الشَّافِیْ لَاشِفَاۤءَ اِلَّا
شِفَاۤؤُكَ شِفَاۤءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا ؕ

اے اللہ تکلیف دور فرما۔ اے لوگوں کے پروردگار، اسے شفاء
عنایت کر، تو ہی شفاء دینے والا ہے، تیری شفاء کے سوا اور کہیں
شفاء نہیں۔ ایسی شفاء دے جو بیماری کو مٹا دے۔

شفا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، طبیب تدبیر کرتا ہے

ان طبیبوں کے نام

جو فیس کے لیے نہیں

بلکہ

صرف اور محض

بیمار کی صحت بحال کرنے کے لیے

خالص ہمدردی اور خدا ترسی کے جذبے کے تحت

بیماری کے خلاف

جدوجہد کرتے ہیں ـــــ اور

صحت کی بحالی کے لیے

دوا پر نہیں ـــــ بلکہ ـــــ خدا پر

اور ـــــ رزق کے لیے

نسخہ پر نہیں ـــــ بلکہ ـــــ رب العالمین پر

بھروسہ رکھتے ہیں۔

ایک سو سالہ
بزرگ طبیب کے
۷۶ سالہ
طبی تجربات کا
خلاصہ

طبّی پریکٹس ۱۹۰۱ء تا ۱۹۷۷ء

آبِ حیات سے زیادہ قیمتی تجربات کا گلدستہ

فہرست

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
حرف اوّل اسعد گیلانی	۱۱	۲۔ نبض ۱۔ نبضِ قوی	۹۵
مصنف کے حالات و مشاہدات، اسعد گیلانی	۱۹	بربنائے حرکاتِ اوصافی ۲۔ نبضِ ضعیف	۹۵
باب ۱ : ابتدائیہ	۴۹	۳۔ نبضِ سریع	۹۵
باب ۲ : فطرت	۵۷	۴۔ نبضِ بطی	۹۶
باب ۳ : طبیعت	۶۱	۵۔ نبضِ صلب ممتد	۹۶
سات امورِ طبیعیہ		۶۔ نبضِ لین	۹۶
۱۔ ارکان	۶۲	۷۔ نبضِ متواتر	۹۶
۲۔ مزاج	۶۷	۸۔ نبضِ گرم	۹۶
۳۔ اخلاط	۷۱	۹۔ نبضِ سرد	۹۶
۴۔ ارواح	۸۰	۱۰۔ نبضِ ممتلی	۹۶
۵۔ اعضا	۸۱	۱۱۔ نبضِ خالی	۹۷
۶۔ قویٰ	۸۴	۳۔ نبض ۱۔ نبضِ عظیم	۹۷
۷۔ افعال	۸۵	۲۔ نبضِ صغیر	۹۷
باب ۴ : طریقِ علاج و تشخیصِ مرض کا قانون	۸۸	۳۔ نبضِ منشاری	۹۸
		۴۔ شخصی تجربات	
۱۔ نبض ۱۔ نبضِ طویل	۹۱	۵۔ زبان کی شناخت کا قانون	۱۰۰
(بربنائے حرکاتِ اصولی) ۲۔ نبضِ قصیر	۹۴	۶۔ مرکب بخاروں کی تشخیص و تفہیم کا قانون	۱۰۲
۳۔ نبضِ عریض	۹۴	باب : لاعلاج امراض کی پیدائش اور علاج کا قانون	۱۰۶
۴۔ نبضِ ضیق	۹۵		
۵۔ نبضِ مشرف	۹۵	۱۔ لاعلاج امراض اول قسم	۱۰۶
۶۔ نبضِ منخفض	۹۵	۲۔ لاعلاج امراض دوم قسم	۱۰۹

عنوان	صفحہ
۳۔ لاعلاج امراض سوئم قسم	۱۱۱
باب ۶: تشخیص امراض و مادہ کے دیگر قوانین	۱۱۳
اشعات شمسی	۱۱۳
تپوں کے حالات	۱۱۶
معالج کی ذمہ داریاں	
تجربہ کار بننے کا مجرب نسخہ	۱۱۸
باب ۷: تشخیص مرض کے چھ بنیادی چارٹ	۱۲۰
۱۔ بیماریاں اور دن رات کے اوقات کا قانون	۱۲۱
۲۔ بیماریاں اور تاریخیں مہینے اور موسم کا قانون	۱۲۲
۳۔ بیماریاں اور گرمی سردی کے اوقات کا قانون	۱۲۳
۴۔ بیماریاں اور ایام کے لحاظ سے اصولی ادویہ کا چارٹ	۱۲۴
۵۔ بیماریاں اور ان کی زیادتی کے اوقات کا قانون	۱۲۵
۶۔ اخلاط کا ابھار اور موسموں کے اثرات کا قانون	۱۲۶
باب ۸: دن کے اوقات اور سال کے مہینوں کے موازنہ کا قانون	۱۳۰
باب ۹: مرکب تپوں کی شناخت کا قانون	۱۳۵
باب ۱۰: مفرد تپوں کی شناخت تشخیص اور علاج کا قانون تپ مطبقہ	۱۳۵
تپ سونوخس	۱۳۶
غب خالص دائرہ	"
غب لازم	۱۳۷
محرقہ صفراوی	۱۳۸
بلغمی نائبہ	۱۳۸
تپ لثقہ	۱۳۹
محرقہ بلغمی	۱۴۰
تپ ربع کا دائرہ	۱۴۰
ربع لازمہ	۱۴۱
تپ مرکب	"
باب ۱۱: مفردات برائے معدلات و منضجات کا قانونِ تاثیرات	۱۴۴
معدلاتِ خون	"
مفرد ادویہ معدلات کے اثرات و خصوصیات	"
منضجاتِ صفراء	۱۴۵
منفرد ادویہ منضجات صفرا کے اثرات	۱۴۵

عنوان	صفحہ
منضجاتِ بلغم	۱۴۷
مفرد ادویہ منضجاتِ بلغم کے اثرات و خصوصیات	۱۴۷
منضجاتِ سودا	۱۴۹
مفرد ادویہ منضجات سودا کے اثرات وخصوصیات	"
منضجات کے چند مزید پہلو	۱۵۰
باب ۱۲: اشیاء کے ذائقے اور ان کی تاثیروں کا قانون ادویات	۱۵۲
ادویات مسہلہ	۱۵۳
باب ۱۳: نباتات کے اجزاء کی خاصیتوں کا قانون	۱۵۴
باب ۱۴: امراض کی علت اور ان کے گھٹنے بڑھنے کا قانون	۱۵۸
ظاہری اسباب کے اثرات	"
باب ۱۵: بیماری میں تکلیف کا فطری قانون	۱۶۱
طبیعت اور مرض میں فیصلہ کن جنگ بحران	۱۶۲
تپ دق کے علاج کے بارے میں چند مشورے	۱۶۶
باب ۱۶: طبیعت کی امداد کا قانون	۱۶۷
باب ۱۷: منضج اور اس کے تیار کرنے کا قانون	۱۷۷
آثار نضج کیا ہیں؟	۱۷۹
تپِ مرکب کا علاج	۱۸۱
باب ۱۸: خلاصۂ طب	۱۸۳

عنوان	صفحہ
عناصر اربعہ اور اخلاط میں مناسبت کا قانون	
○ آگ اور صفرا	۱۸۳
○ مٹی اور سودا	۱۸۴
باب ۱۹: طب کا عملی پہلو	۱۸۵
باب ۲۰: علاج بذریعہ پانی	۱۸۷
○ پانی کی اقسام	۱۸۷
○ شہر میں پانی کے نقصان دہ اوقات	۱۸۸
○ خراب پانی کے امراض	۱۸۹
○ پانی صاف کرنے کا طریقہ	۱۸۹
○ نضج اخلاطِ بذریعہ پانی	۱۹۰
○ نضج خون وصفرا	۱۹۱
○ نضج بلغم وسودا	۱۹۱
باب ۲۱: علاج بلا دوا یا فطری علاج کا قانون	۱۹۳
○ خشک امراض	۱۹۳
○ تر امراض	۱۹۳
○ مزید ہدایات	۱۹۴
باب ۲۲: اجتماعیات واخلاقیات	
نکاح کیلئے موزوں عورت کے انتخاب کا قانون	۱۹۵
باب ۲۳: انسانی پیدائش کا قانون	۱۹۸
○ یہ دنیا	۲۰۰
باب ۲۴: بچوں کی پرورش کا قانون	۲۰۲
○ بچے کی پرورش کے بنیادی اصول	۲۰۴
باب ۲۵: نفسِ امارہ پر قابو پانے	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
کا قانون	۲۰۹	باب ۲۶ ؛ ولائت وکرامت	۲۱۲

ضمیمہ معمولاتِ طب، ص ۲۱۳

عنوانِ نسخہ	صفحہ	عنوانِ نسخہ	صفحہ
○ سفوفِ مسکن	۲۱۵	○ تپ محرقہ	۲۱۸
○ اکسیر قلب	۲۱۵	○ ذیابیطس	۲۱۹
○ دیسی مرق ہاضم	۲۱۶	○ قلتِ طمث	۲۱۹
○ تریاق الصبیان	۲۱۶	○ شربتِ ہاضم	۲۱۹
○ سفوفِ تبخیر	۲۱۶	○ دانت کا درد	۲۲۰
○ دائمی نزلہ	۲۱۶	○ ریاح البواسیر	۲۲۰
○ موسمی نزلہ	۲۱۷	○ نسخہ اٹھراہ و اولادِ نرینہ	۲۲۰
○ بائی کی دردیں	۲۱۷	○ احتباسِ طمث	۲۲۰
○ ضعفِ معدہ	"	○ عمومی نزلہ	۲۲۱
○ وجع المفاصل	"	○ سفوف اصلاحِ معدہ	۲۲۱
○ خسرہ، پتی اچھلنا	"	○ بچوں کے معدے کی تکالیف	۲۲۲
○ جنون	۲۱۸		
○ یرقان	"	○ زیادتی پیشاب	۲۲۲
○ نفخ	"	○ کمر درد	"
○ سوءِ ہضم	"	○ دردِ گردہ	"
○ ہسٹریا	"	○ دانت کا منجن	۲۲۲

خدا، اپنی مخلوق کا خود رازق اور ذمہ دار ہے۔ تم اپنے آپ کو مخلوق
کا ذمہ دار نہ سمجھو

حرفِ اوّل

حکیم سید غلام رسول شاہ گیلانی اپنے دور میں طب کے میدان میں اجتہادی صلاحیتوں کے مالک تھے۔ انہوں نے سنہ ۱۹۰۱ء سے سنہ ۱۹۷۷ء تک انسانی صحت کی بحالی کے لیے پیہم اور مسلسل کام کیا اور اپنی مکمل توجہ مریضوں کی جسمانی صحت بحال کرنے اور اخلاقی صحت سدھارنے پر مرکوز رکھی۔ وہ شہرت سے نفرت کرتے تھے۔ نمایاں ہونے کو بے حد ناپسند کرتے تھے۔ مجلس میں بھی بڑھ چڑھ کر بات کرنے کو ناپسند کرتے تھے اور ظاہر کو ترک کر کے باطن کو سنوارنے پر اپنی ساری کوششیں صرف کرتے تھے۔

جس علاقے میں انہوں نے اپنے طویل طبی مشن کو جاری رکھا وہ ایک دور افتادہ جدید سہولتوں سے محروم اور غربت و بے روزگاری کا شکار علاقہ تھا اور انہوں نے ان حالات کے اندر اپنے طبی مشن کو سمو لیا۔ اور ان حالات کی مطابقت میں اپنا سارا مشن ڈھال لیا تھا چنانچہ وہ سستی سے سستی ادویہ کی تلاش میں رہتے تھے۔ کم سے کم تعداد میں ادویہ استعمال کرنے کے قائل تھے بلکہ ہومیوپیتھی کی طرح ایک ہی دوا سے مرض کا علاج کرنا پسند کرتے تھے پھر ان کی کوشش ہوتی تھی کہ وہ چیز بھی ایسی ہو جو بالعموم ہر گھر میں پائی جائے تاکہ مریض اور اس کے تیمارداروں کو مہنگی دواؤں کی تلاش میں سرگرداں نہ رہنا پڑے۔ اس لیے آہستہ آہستہ ان کی دوائیں گھروں میں روزمرہ کے استعمال کی چیزیں بنتی چلی گئی تھیں۔ یہی سبب ہے کہ انہوں نے کوئی قابل ذکر مطب نہیں بنایا۔ بڑے بڑے نسخے مرتب نہیں کیے۔ تیار شدہ ادویہ رکھنے

کا رواج نہیں ڈالا۔ دوا فروخت کرنے سے کوئی دلچسپی نہیں رکھی۔ وہ شفا تقسیم کرنے والے ایک ایسے چلتے پھرتے طبیب تھے جو اپنے تجربات کی روشنی میں غریب عوام کی گھریلو چیزوں سے بلا خرچ ان کا علاج کرنے کا بہترین تجربہ رکھتے تھے اور یہی تجربہ بڑھتے بڑھتے ان کا فن بن گیا تھا اور وہ اپنے اس فن کے خود ہی موجد تھے۔

لیکن ان تجربات کو وہ فطرت کے اصولوں کی روشنی میں نوٹ بھی کرتے رہے۔ انہوں نے دیکھا کہ طبیب تو صرف مددگار ہوتا ہے ورنہ تدفد و طبیعت انسانی ہے۔ خدا کی قدرت نے انسان کی جسمانی ساخت کے اندر خود ایک معالج رکھا ہوا ہے جو جسم انسانی کو بیماری لگتے ہی اس کے علاج پر لگ جاتا ہے۔ طبیب کو بیرونی طور پر اس باطنی معالج کی مدد کرنی ہوتی ہے۔ اگر وہ صحیح مدد پہنچائے تو فطرتِ انسانی خود علاج کر لیتی ہے اور اگر طبیب باہر سے اس باطنی معالج کی مزاحمت کرے تو بیماری پیچیدہ ہو جاتی ہے۔ انسانی فطرت یا اس کے باطنی معالج کو دبا کر کوئی علاج کرنے کی کوشش کرنے سے ردعمل اور بداثرات کا ایسا سلسلہ شروع ہوتا ہے کہ سادہ اور بے ضرر مرض سخت پیچیدہ مرض بن جاتا ہے اور ادویہ کے اثرات اور فطرتِ انسانی کا ردعمل باہم مل کر بیماری کو عقدۂ لاینحل بنا دیتے ہیں اور آج کل طبِ مغرب کی یہی سب سے بڑی پیچیدگی ہے کہ وہ سخت اور تیز دوائیاں استعمال کرتے ہیں اور انسانی باطنی معالج کو مدد پہنچانے کی بجائے اس سے جنگ آزما ہوتے اور اسے دباتے ہیں جس کے نتیجے میں معمولی بخار بھی ٹائیفائیڈ اور ٹی بی بن جاتے ہیں۔

حکیم غلام رسول شاہ گیلانی کی طبی پریکٹس کا لب لباب یہ ہے کہ انہوں نے انسانی فطرت کو علاج میں ہمیشہ مددگار کے طور پر استعمال کیا اور کبھی اس سے جنگ آزما ہونے یا اسے دبانے کی کوشش نہیں کی۔

یہ کتاب ان کے انہیں تجربات کا خلاصہ ہے۔ انہوں نے یہ کتاب کچھ تصنیفی مقاصد کے لیے نہیں لکھی بلکہ وہ اپنے تجربات کو ایک ترتیب سے نوٹ کرتے رہے اور میں نے ان

تجربات اور نگارشات کو اس کتاب کی صورت میں ترتیب دینے کی کوشش کی ہے۔ وہ چونکہ اپنے علاقے میں معلمِ اخلاق کی حیثیت سے بھی معروف تھے اور ان کا علاج بیک وقت طبی اور روحانی ہوتا تھا۔ اس لیے ان کی یادداشتوں میں حکمتِ علاج کے ساتھ ساتھ حکمتِ اخلاق کا بھی امتزاج ہے اور یہ ہمارے اسلاف کا خاص طریقہ ہے۔ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے طبِ نبوی کا وجود اس امر کا ثبوت ہے کہ انسانیت کا سب سے بڑا معلمِ اخلاق معالجِ جسمِ انسانی بھی تھا اور حضورؐ نے متعدد بیماریوں کا علاج کیا۔ غرض جسمِ انسانی کا جو مادہ اور روح کا امتزاج ہے جسمانی اور روحانی دونوں امراض کے علاج کا ضرورت مند ہے اس لیے جسمانی علاج اور روحانی علاج کو علیحدہ علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔

ہمارے اسلاف میں علمِ دین کے ساتھ علمِ طب اس لیے سکھایا جاتا تھا کہ علمِ دین باطن کا علاج کرے اور علمِ طب ظاہر کا علاج کرے اور یہ دونوں علاج انسان کی ضرورت ہیں۔

میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ گرامی قدر حکیم صاحب کی یہ کتاب ان کے ملفوظات اور باطنی مشاہدات کا مجموعہ بھی ہے اور ان کے طبی تجربات و اجتہادات کا ذخیرہ بھی۔ ہر شخص اس کا مطالعہ کر کے ان دونوں چیزوں سے مستفید ہوگا۔ انہوں نے معالجین کو جو نصیحتیں کی ہیں وہ بھی اس جدید دور میں جہاں علاج اور اخلاق کا رشتہ بہت کمزور ہو گیا ہے بہت مفید ہیں۔ فی الحقیقت یہ کتاب اپنے اصولوں تجربات اور سائنٹیفک استدلال کے ساتھ ساتھ اخلاقی نصائح کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ طبی تعلیم گاہوں کے نصاب میں شامل کی جائے اور طب کے طلباء کو طبی اور اخلاقی زندگی کے ان پہلوؤں سے بھی روشناس کرایا جائے جن کا تجربہ اور مشاہدہ محترم حکیم صاحب نے کیا ہے۔

ہم انتہائی مسرت کے ساتھ اس کتاب کو ایک منفرد کتاب سمجھتے ہوئے اہلِ ذوق کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

ملتان روڈ لاہور
۱۰؍ اپریل ۱۹۸۸ء

سید اسعد گیلانی

مصنّف کے حالات و مشاہدات

سید[۱] غلام رسول شاہ اخلاقی لحاظ سے ایک عظیم الشان انسان تھے اور طبی لحاظ سے ایک ماہرِ فن طبیب تھے جو لکیر کے فقیر نہیں بلکہ اپنے علم اور تجربے کی روشنی میں نئی راہیں نکالنے اور تراشنے کی وافر صلاحیت سے بہرہ ور تھے۔ انہوں نے اپنے محدود دائرۂ تعارف میں ایک عظیم انسان اور ایک خدا ترس مصلح اور معلم کی حیثیت سے کام کیا۔

اہلِ قلم بالعموم بڑے بڑے مشہور لوگوں کو ہی اپنا موضوعِ نگارش بناتے ہیں اور پڑھنے والے بھی بڑے اور مشہور لوگوں، جنہیں "مشاہیر" کہا جاتا ہے، کی زندگیوں اور کارناموں کو ہی اپنے لیے مشعلِ راہ سمجھتے اور قابلِ مطالعہ گردانتے ہیں، حالانکہ انسانی اخلاق و کردار کے نمونے معاشرے کی ہر سطح پر پائے جاتے ہیں، بالخصوص وہ لوگ جو گمنام رہ کر خدمتِ خلق کا کام کرتے ہیں۔ وہ تو ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کا نمونہ اخلاص و ایثار کا سنہری باب ہوتا ہے۔ ایسے نمونے جس قدر معاشرے میں بڑھتے جائیں، معاشرہ ان بنیادی اخلاقیات سے متصف ہوتا چلا جاتا ہے۔ جو معاشرے کی پائیدار اخلاقی بنیادیں ہوتی ہیں۔

گمنام لوگوں میں اسلامی اخلاقیات کے نمونے بھی سامنے لانے کی ضرورت ہوتی ہے اور مہارتِ فن کے نمونے بھی۔ حقیقت یہ ہے کہ ان نمونوں سے معاشرے کی حقیقی تصویر سامنے

---

[۱] یہ حالات و مشاہدات سید اسعد گیلانی نے مرتب کیے ہیں۔

آتی ہے، ورنہ مشاہیر تو اسی لیے مشاہیر بنتے ہیں کہ ان کی زندگی کے بعض پہلو حیرت انگیز طور پر نمایاں اور درخشاں ہوتے ہیں۔ اس لیے میں نے یہ ضرورت محسوس کی کہ ایک ایسی ہستی کا تعارف بھی پیش کیا جائے جس کی زندگی خدمتِ خلق کا درخشاں نمونہ تھی۔ وہ اپنے ماحول میں درخشاں ستارے کی مانند تھے اور ان کی وفات پر ہزاروں لوگ سوگوار تھے، لیکن وہ ملی اور ملکی افق پر دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ کائنات کے نظام میں ایسے ستارے بھی ہیں جو بظاہر درخشاں اور چمکتے ستاروں سے بھی زیادہ بڑے اور درخشاں ہیں، لیکن مسافت کی دوری کے سبب ان کی روشنی ہم تک نہیں پہنچ پاتی۔ اسی طرح ہمارے ہاں ایسے افراد بھی ہوتے ہیں جن کا کردار اسلامی اخلاقیات کے ترازو میں پورا اُترتا ہے۔ اپنے فن کی مہارت میں وہ بے مثال صلاحیتوں کے حامل ہوتے ہیں لیکن وہ ہم سے دور اور نامعلوم ہونے کے باعث مشہور نہیں ہوتے۔ سید غلام رسول شاہ گیلانی بھی ایسے ہی لوگوں میں سے تھے۔

جس گھر میں انہوں نے آنکھ کھولی وہ بلاشبہ سارے علاقے میں علم و اخلاق کا گہوارہ تھا، لیکن ان کے والدِ ماجد جو بہت بڑے عالمِ دین، طبیب اور خادمِ خلق تھے، ان کو چودہ سال کی عمر میں ہی چھوڑ کر انتقال کر گئے۔ جب سید غلام رسول شاہ گیلانی نے ہوش سنبھالا تو ضلع گجرات کے اس علاقے میں دس دس میل کے فاصلے تک کوئی قابلِ ذکر حد تک تعلیم یافتہ نہ تھا۔ اور نہ کوئی معالج تھا۔

انہوں نے اپنے والدِ ماجد سے چودہ سال کی عمر تک جو کچھ سیکھا تھا، اس کی مدد سے اپنے گاؤں میں ایک مدرسہ قائم کیا جس میں دینی تعلیم اور جدید پرائمری تعلیم کا اہتمام کیا گیا تھا۔ انہوں نے خود ہی ایک مدرسہ تعمیر کیا، خود ہی ایک نصاب مرتب کیا اور خود ہی مدرس بن کر اس تعلیم گاہ کا آغاز کر دیا۔ اس مدرسہ کے کھلتے ہی چاروں طرف سے طلبا اس درس گاہ میں آنے لگے اور انہوں نے ناظرہ قرآن، ابتدائی دینیات، ابتدائی نوشت و خواند،

ابتدائی ریاضیات اور عمرانیات کی تعلیم دینی شروع کر دی۔ جن ابتدائی طلبا نے ان سے تعلیم حاصل کی وہ اچھے تعلیم یافتہ لوگوں میں بھی بہتر صلاحیت اور معلومات کا اظہار کر سکتے تھے۔

پھر محکمۂ تعلیم کے بار بار اصرار کے بعد وہ مدرسہ منظور ہو گیا اور اب وہ پھلتے پھولتے ایک اچھے ہائی سکول کی صورت میں علاقے بھر میں اپنا کام کر رہا ہے۔ اس میں ایک لائبریری موجود ہے اور وہ علاقہ متمدن دنیا سے اتنی دور ہے کہ عام حالات میں اس علاقے میں کسی ہائی سکول کے قیام کا سوال بھی پیدا نہ ہوتا، اگر سید غلام رسول شاہ گیلانی نے وہ مدرسہ اپنے ذاتی وسائل کے ساتھ محنت و مشقت کے بل پر قائم کر کے اسے لوئر مڈل تک نہ پہنچا دیا ہوتا۔

آج بھی اس سکول کی عمارت پر "اسکول عمارت ھذا سید غلام رسول شاہ" کا کتبہ لگا ہوا ہے پھر انہوں نے مدرسہ کے ذریعے عوام میں عقائد کی جہالت، جاہلانہ رسوم و رواج اور توحید رسالت اور آخرت کے بارے میں غلط عقائد کی اصلاح کا کام بتدریج کیا اور برسوں کی محنت کے بعد اس علاقے میں اسلام کی بنیادی تعلیمات نے اس طرح فروغ پایا کہ فرقہ بندی کے جذبات اور مسلمانوں کی باہمی مذہبی کشمکش کا خاتمہ ہو گیا۔ آج اس علاقے میں جب کہ سید غلام رسول شاہ کو فوت ہوئے چند برس گزر گئے ہیں، عقائد و خیالات بالکل صحیح اور قرآن و سنت کی ہدایات کے عین مطابق پائے جاتے ہیں اور مذہبی منافرت جو اس دور کا بہت بڑا فتنہ ہے ان کے علاقے میں نہیں ہے۔

ان کی تگ و دو کا تیسرا بڑا میدان اُن کی طبی خدمات ہیں۔ وہ اپنے علاقے میں غریب عوام کے لیے مفت اور سستی طبی امداد کا بہت بڑا ادارہ تھے۔ انہوں نے ساری عمر اس ریسرچ میں گزاری کہ عوام کے لیے مفت یا سستی طبی امداد کے لیے طبِ اسلامی کو کس طرح استعمال کیا جائے۔ وہ سستے علاج کے علمبردار تھے۔ جو علاج عام اطبا سینکڑوں میں کرتے تھے وہی علاج سید غلام رسول شاہ کوڑیوں میں کرتے تھے۔ ان کے نصف سے زائد مریض ان سے

مفت ادویہ حاصل کرتے تھے۔ انہوں نے طب کو ذریعۂ معاش نہیں بنایا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ طب ذریعۂ معاش نہیں بلکہ ذریعۂ خدمت ہے۔ وہ ہمیشہ ایسے نسخے تلاش کرتے اور ایجاد کرنے کی فکر میں رہتے تھے جو اُن اشیاء پر مشتمل ہوں جو ہر گھر میں استعمال کے لیے بالعموم پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ وہ نمک، مرچ، ہلدی، لہسن، پیاز، لیموں اور پانی جیسی چیزوں سے بڑی بڑی بیماریوں کا علاج بتایا کرتے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ ہمارے لوگ غریب ہیں، انہیں مہنگے نسخوں کے بوجھ تلے نہیں کچلنا چاہیے اور ہمارے لوگ ناخواندہ ہیں، انہیں لمبے لمبے نسخوں کے چکر میں نہیں ڈالنا چاہیے۔

ان کا مذہبی ذوق کھرا توحیدی تھا، لیکن وہ تصوف سے بھی گہری دلچسپی رکھتے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ تصوف دراصل احسان کے درجے تک پہنچنے کا نام ہے۔ وہ مسلمان حکمرانوں سے ہمیشہ بدگمان اور نالاں رہتے تھے اور غصے سے بالعموم ان کا نام لینا بھی گوارا نہیں کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے دنیادار حکمران وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسولِ اکرمؐ کی اُمت کو تباہ و برباد اور ذلیل و رسوا کر دیا ہے۔ یہ لوگ خدا کو کیا جواب دیں گے؟ وہ اکثر کہا کرتے تھے۔ ان کے آئیڈیل بس خلفائے راشدینؓ تھے۔ بادشاہت سے انہیں سخت نفرت بلکہ چڑ تھی۔

بڑے بڑے بزرگانِ دین سے وہ بڑی عقیدت رکھتے تھے۔ مولانا اشرف علی تھانوی سے انہیں محبت تھی لیکن دورِ حاضر میں ان کی سب سے زیادہ عقیدت و محبت سیّد مودودیؒ سے تھی۔ وہ اپنے گاؤں میں نیک لوگوں کے حلقے کے سرپرست تھے۔ دیندار لوگوں کے اجتماعات اور کاموں میں وہ ہمیشہ دلچسپی لیتے۔ البتہ سید مودودیؒ کے حالات میں وہ خصوصی دلچسپی لیتے وہ کہا کرتے "دورِ حاضر نے بس یہی ایک مجاہد مولوی پیدا کیا ہے جو رسول اکرمؐ کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کرتا ہے۔ بادشاہوں کے درباروں سے بے نیاز ہے اور صحابہ کرامؓ کی تصویر ہے۔"

ان کے سب سے چھوٹے بیٹے نے میرے نام اپنے ایک مفصل اور طویل

خط میں والد صاحب کے حالات کی تصویر پیش کرتے ہوئے لکھا،

"آپ کی فرمائش پر آج ایک ایسے مرد درویش کے کچھ حالات زندگی بیان کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جس کی کتاب زندگی کا ایک ایک ورق توکل علی اللہ اور مجاہدے سے عبارت ہے۔ یہ مرد مومن میرے والد مرحوم ہیں۔ میری زندگی کا بیشتر حصہ انہی کی خدمت میں گزرا ہے۔ ان کے شب و روز میرے سامنے تھے، اس لیے مجھ سے زیادہ اُن کے حالات سے کوئی باخبر نہیں ہے۔

ان کے اذکار اور مجاہدات کو رات دن میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ضعف اور کمزوری کے باوجود وہ ایک عام جوان آدمی سے زیادہ عبادت اور ریاضت کرتے تھے، بلکہ یوں کہنا زیادہ مناسب ہے کہ وہ ہر وقت ذکر میں مشغول رہتے تھے۔ والد صاحب بچپن ہی میں شفقتِ پدری سے محروم ہو گئے تھے۔ دادا جان مرحوم و مغفور بڑے عالم فاضل اور صاحب عمل انسان تھے۔ مسجد میں اپنی کوششوں سے انہوں نے درس قائم کر رکھا تھا۔ طالب علموں کو پڑھانے کے بعد تصنیف و تالیف میں مصروف ہو جاتے تھے۔ بڑے پائے کے طبیب تھے۔ دور و نزدیک سے مریض بھی آتے رہتے تھے۔ چونکہ زیادہ وقت مسجد میں ہی گزارتے، اس لیے مسجد والے شاہ جی مشہور تھے۔ انہی کی تعلیم و تربیت کا نتیجہ تھا کہ والد صاحب ۷ سال کی عمر میں ہی نماز کے پابند ہو گئے تھے۔

جب گاؤں کے بچے باہر کھیل کود رہے ہوتے تو وہ مسجد میں تلاوتِ قرآن

---

[1] حکیم سید مرتضیٰ احسن گیلانی ان کے سب سے چھوٹے بیٹے ہیں جو ان کے خاندانی مطب میں اب بھی مطب کر رہے ہیں، اور اچھہ ضلع گجرات میں مرحوم کے جانشین ہیں۔

میں مصروف ہوتے، والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ بچپن میں میں نے ایک خواب دیکھا کہ ایک بہت ہی وجیہہ اور خوش شکل انسان مسجد میں تشریف لائے والد صاحب نے ہمیں درس دینا چھوڑ دیا اور بڑے عجز سے اٹھ کر اُن سے ملے۔ پھر والد صاحب نے مجھے اٹھا کر اُن کی گود میں بٹھا دیا اور فرمایا "یہ حضور نبی کریمؐ ہیں" میری خوشی اور حیرت کی حد نہ رہی۔ حضورؐ نے شفقت سے میرے سر پر ہاتھ پھیرا۔ کچھ عرصہ بعد ہی والد صاحب تیم ہو گئے۔ زیادہ سے زیادہ عمر ۱۴ سال ہو گی۔ بچپن کا دور بے فکری کا دور ہوتا ہے لیکن یہاں تو بچپن ہی میں مصائب زمانہ نے گھیر لیا۔ یتیمی میں کئی بار فاقوں تک نوبت پہنچی

بچپن کا ایک واقعہ سناتے وقت ہمیشہ اُن کا گلا بھر آتا اور چہرہ متغیر ہو جاتا تھا فرماتے، ایک دن والدہ نے کہا، "بیٹا آج تو کھانے کو گھر میں کچھ بھی نہیں ہے، میں بے حد پریشان ہوا کہ کیا کروں، کدھر جاؤں، کس سے مانگوں؟ کسی سے کچھ مانگنے کا تصور کر کے رنگ بدل بدل جاتا۔ اس پریشانی میں گھر سے نکل کر مسجد میں چلا گیا۔ وضو کیا، دو نفل پڑھے اور وہیں مسجد میں لیٹ گیا۔ ابھی تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ ایک شخص نے آ کر کہا، شاہ صاحب میرے ذمے آپ کے چار روپے ہیں، وہ دینے آیا ہوں۔ میں نے چار روپے لے لیے۔ شخص مذکور کو نہ اس سے قبل میں نے دیکھا تھا اور نہ ساری زندگی بعد میں دیکھا۔ پیسے تو مجھے مل گئے، اب گندم کس سے خریدوں؟ بہر حال مسجد سے نکل کھڑا ہوا۔ پیچھے سے ایک آدمی نے آواز دی کہ شاہ صاحب مجھے چار روپے کی سخت ضرورت ہے۔ اگر آپ کے پاس ہوں تو مجھے دے دیں، میں عام بھاؤ سے بھی دو سیر زیادہ گندم آپ کو دوں گا۔ اس زمانے میں ایک روپے کی ۲۰ سیر گندم آتی تھی۔ والد صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے چار روپے اُسے دے دیے

اور وہ گندم گھر چھوڑ گیا۔ یہ عجیب و غریب واقعہ میرے قلب و ذہن کو جھنجوڑ کر رکھ گیا اور اس سے بے مثال درس میرے نفس کو ملا۔ اس طرح نفس کی ایسی تربیت ہو گئی کہ ایک در کے علاوہ مجھ پر تمام دوسرے در بند ہو گئے۔ میرے لیے یہ در ہمیشہ کے لیے محدود مرکز بن گیا۔

والد صاحب زبردست موحد تھے۔ ایسا توحید پرست اور متوکل انسان میری نظر سے آج تک نہیں گزرا۔ پورا علاقہ شاہد ہے کہ ساری زندگی انہوں نے کسی معاملہ میں کسی شخص سے نہ مدد مانگی نہ سوال کیا۔ ایک دن میں نے والد صاحب سے عرض کیا کہ میں نے اپنے آپ کو آپ کی خدمت کے لیے وقف کر رکھا ہے، لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ نے اپنی کسی حاجت کا مجھ سے کبھی ذکر تک نہیں کیا۔ میں تو آپ کا بیٹا ہوں اور آپ کا مجھ پر بڑا حق ہے۔ فرمانے لگے، میں تم سے بے حد خوش ہوں، تم نیک نیت اور نیک طبیعت ہو، لیکن کیا تم دوسرے بندوں کی طرح ایک بندہ نہیں ہو جو ہستی آج تک میری حاجتیں پوری کرتی آئی ہے، کیا اُسے چھوڑ دوں اور تمہیں حاجت روا سمجھ لوں، کیا یہ میرے لیے جائز ہے؟ مجھے اللہ کو چھوڑ کر کسی بندے سے مانگتے ہوئے شرم آتی ہے سب سے بڑا حاجت روا میری تمام ضرورتوں سے خود واقف ہے۔ میں ان کا جواب سن کر پانی پانی ہو گیا۔ اپنے نفس پر نظر گئی تو گھن آئی۔ جب وہ اپنے آپ کو تنہا پاتے تو چپکے چپکے گریہ وزاری شروع کر دیتے۔ جونہی انہیں تنہائی میسر آتی وہ اپنے رب کو رو رو کر مناتے رہتے۔ ان کی باتیں دلوں پر اثر کرنے والی ہوتیں۔ وہ اپنے رب کے ایک تابع فرمان بندے تھے رات کو نوافل سے فارغ ہو کر جونہی بیٹھتے اُن پر گریہ کی کیفیت طاری ہو جاتی کئی بار رات کو آنکھ کھلتی تو وہ اپنے اسی مشغلے میں مشغول رہتے۔ گریہ زاری

ان کا پسندیدہ شغل تھا۔ کئی بار اس معاملہ پر میری اُن سے بات ہوئی۔ بس صرف اتنا فرما دیتے، تم اس لطف سے بے خبر ہو، ایک دفعہ میں نے والد محترم سے پوچھا کہ مانا کہ دادا جان مرحوم بڑے درویش صفت عالم تھے لیکن آپ کو ان کی صحبت کم نصیب ہوئی۔ پھر آپ میں اس قدر توحید کی پختگی اور توکل علی اللہ کس طرح پیدا ہوا۔ فرمانے لگے، یہ قدرت کا انعام ہے۔ جب بھی میں نے خلوصِ نیت سے اللہ سے کچھ مانگا تو مجھے وہ مل گیا۔ توحید اور تقویٰ خود بخود پختہ ہوتا چلا گیا۔ اگر کوئی شخص مکمل طور پر اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کے حوالے کر دے تو اللہ تعالیٰ خود ہی اس کی تمام ضروریات کو اپنے ذمے لے لیتا ہے۔ مجھے پوری زندگی کسی سے کچھ بھی مانگنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ کسی دوسرے سے کچھ مانگنا تو کجا، میں نے اپنی اولاد سے بھی کچھ نہیں مانگا۔ بلاشبہ ہم ان کی پوری اولاد اس بات کے شاہد ہیں۔ پھر اسی گفتگو میں وہ جذباتی ہو گئے۔ فرمانے لگے، کوئی اپنے آپ کو اس کے سپرد کر کے تو دیکھے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ایک بار جس کو اس کے دربار سے مانگنے کا سلیقہ آ گیا پھر وہ وہیں کا ہو کر رہ گیا۔ تجربہ شاہد ہے کہ آج تک کوئی گدڑی نشین بادشاہ کے دربار میں نہیں گیا بلکہ بادشاہ ہی گدڑی نشینوں کے پاس چل کر آتے ہیں پھر فرمایا، میں اپنے نفس پر اللہ کی مہربانی سے غالب رہا، لیکن پھر بھی اصلاح نفس کی خواہش ہمیشہ موجود رہی۔ چنانچہ ایک مولوی صاحب نے فرمایا، مری میں ایک صاحب بڑے کامل ولی ہیں۔ ان سے آپ ضرور ملیں۔ میں نے سکول سے رخصت لی اور وہاں چلا گیا۔ یہ ان دنوں کا واقعہ ہے جن دنوں میں نے اپنا قائم کردہ سکول سرکاری تحویل میں دے دیا تھا۔ مولوی صاحب نے مجھے ان کا پورا پورا پتہ سمجھا دیا تھا۔ وہ شہر سے کافی ہٹ کر ایک جھونپڑے میں مقیم تھے

وہاں پہنچ کر دیکھا تو جھونپڑا خالی پڑا ہے۔ وہیں بیٹھ گیا کہ کسی کام سے نکلے ہوں گے، ابھی واپس آ جائیں گے۔ میں تقریباً ظہر کے وقت پہنچا تھا۔ شام تک انتظار کرتا رہا۔ نماز مغرب کے بعد جنگل بیابان میں بیٹھے بیٹھے اکیلے دل میں گھبراہٹ پیدا ہوئی تو اٹھ کر دو رکعت نفل پڑھے اور دعا کی کہ الٰہی میری اس میں ذاتی اور دنیاوی غرض تو نہیں ہے محض تیرے ساتھ زیادہ سے زیادہ تعلق پیدا کرنے کی غرض سے سفر کیا تھا۔ اب مصیبت میں مبتلا ہو رہا ہوں۔ ابھی میں دعا مانگ ہی رہا تھا کہ وہ صاحب تشریف لے آئے۔ میں بتائے گئے حلیے سے انہیں پہچان گیا۔ علیک سلیک کے بعد میں نے کہا "میں آپ سے ملنے کے لیے بڑی دیر سے انتظار کر رہا ہوں"۔ مسکرائے اور کہنے لگے "کھانے میں کیا پسند کریں گے"؟ میں نے کہا، "ہرچہ پیش آمد خوش آمد"، آپ کو جو میسر ہو کھا لوں گا انہوں نے آواز دی۔ ایک لڑکا آیا۔ اُسے روٹی اور قیمہ لانے کے لیے کہا گیا روٹی اور قیمہ آ گیا۔

کھانا کھا لینے کے بعد وہ لڑکا برتن لے کر چلا گیا، پھر وہ دکھائی نہیں دیا۔ نہ قریب کوئی ہوٹل تھا۔ کوٹھڑی میں صرف ایک مصلا پڑا تھا۔ عشا کی نماز کے بعد وہ بھی لیٹ گئے اور میں بھی لیٹ گیا۔ نہ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کس طرح آئے ہیں، نہ میں نے ہی بتایا۔ صبح تہجد کے لیے وہ بھی اُٹھے میں بھی اٹھا۔ وہ چونکہ پہلے کے اٹھے ہوئے تھے، اس لیے تہجد سے فارغ ہو کر باہر نکل گئے۔ میں صبح کی نماز کے بعد پھر ان کا انتظار کرنے لگا۔ عجیب شخص ہے بتا کر بھی نہیں گیا۔ کچھ ان پر غصہ آیا کچھ اپنے آپ پر کہ رات کو ہی آنے کا مقصد بیان کر دیا ہوتا۔ وہ شخص گفتگو سے بے حد پرہیز کرتا تھا۔ جو بات پوچھی بتا دی۔ پھر خاموش۔ اللہ کا نام لے کر اٹھا اور تلاش شروع

کردی۔ دوپہر کو گندم کے ایک کھیت میں انہیں کھڑا دیکھا۔ پاس پہنچ کر میں نے کہا کہ آپ نے عجیب کام کیا کہ آپ بتا کر ہی نہیں آئے۔ وہ خاموش رہے البتہ جیب سے ایک کاغذ نکال کر قرآن پاک کی اس پر ایک آیت لکھی اور کاغذ میری طرف بڑھا دیا اور کہنے لگے، ۱۲ دن کا وظیفہ ہے۔ جب وظیفہ مکمل ہو جائے، اس کے بعد نرم ریت پر انگشتِ شہادت سے یہ آیت پڑھتے ہوئے دائرہ کھینچیں اور پھر ریت کو کریدیں، آپ کو سونے کا ایک پونڈ مل جائے گا۔ جتنی بار آپ یہ عمل کریں گے ہر بار آپ کو ایک پونڈ مل جائے گا لیکن ضرورت سے زیادہ عمل نہ کریں۔ میں نے اُن بزرگ سے کہا، جناب میں آپ کے پاس دولت لینے نہیں آیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے رزق دے رہا ہے اور اللہ کے فضل سے میں حکیم بھی ہوں اور معلم بھی۔ میں تو اصلاحِ نفس کی غرض سے حاضر ہوا تھا۔

مجھے بڑے غور سے دیکھا اور فرمانے لگے، زندگی میں آپ پہلے شخص ملے ہیں جنہوں نے دولت کو ٹھکرا کر نفس کی اصلاح کی خواہش ظاہر کی ہے، ورنہ میرے پاس تو لوگ دنیا کی حاجتیں لے کر ہی آتے ہیں۔ شاہ صاحب مجھے بہت افسوس ہے، میں وظیفہ تو آپ کو ہر طرح کا دے سکتا ہوں لیکن کسی کی اصلاح کرنے کی مجھ میں ہمت نہیں ہے۔ اللہ آپ کی مدد فرمائے۔

چنانچہ میں واپسی کے لیے تیار ہو گیا۔ وہ مجھ سے بے حد متاثر تھے۔ میرے پیچھے پیچھے چل دیے۔ میں نے کہا، میرے ساتھ چلیے۔ کہنے لگے نہیں، آپ سید ہیں، میں آپ کے پیچھے ہی چلوں گا۔ راستہ میں کئی بار انہوں نے مجبور کیا کہ ایک دن مجھے اور مہمان نوازی کا موقع دیں، لیکن چونکہ میں دو ہی دن کی چھٹی لے کر گیا تھا، اس لیے واپس چلا آیا۔ بس پر سوار کرانے سے

پہلے بغل گیر ہوئے اور بار بار تاسف کیا کہ زندگی میں ایک ہی بندہ خدا کا ملا تھا اور وہ بھی جدا ہو کر جا رہا ہے۔ پنڈی تک کا کرایہ زبردستی دے دیا اور کہا کہ کچھ تو خدمت کا موقع دیجیے۔

میں نے والد صاحب کو ایک بار نہیں، سینکڑوں بار دعا کرتے ہوئے سنا کہ اے اللہ! مجھے صرف تیری خوشنودی درکار ہے۔ دنیا اور آخرت میں تیرا قرب اور عزت چاہتا ہوں۔ دولت دنیا کی گندگی ہے، مجھے اس گندگی سے بچانا۔ ایسا نہ ہو کہ یہ مجھے تیری یاد سے غافل کر دے اور میں پستیوں میں ڈوب جاؤں۔ مجھے دولت نہیں تیرا قرب مطلوب ہے۔ لاہور سے میں نے ٹیپ منگوائی کہ نماز سے فارغ ہو کر جب لیٹ جاتے ہیں چونکہ وہ افرادِ خانہ سے علیحدہ تنہا کمرے میں لیٹتے تھے۔ اس لیے بستر پر لیٹتے ہی گریہ زاری شروع کر دیتے تھے اور بے حد پیاری پیاری باتیں اس انداز سے کرتے جیسے سامنے بیٹھا کوئی سن رہا ہے۔ خدا گواہ ہے، میں نے یہ باتیں ٹیپ کرنے کی ہزار بار کوشش کی، لیکن دبے پاؤں جونہی ٹیپ اون کرتا وہ خاموش ہو جاتے، حالانکہ آخری عمر میں وہ کافی اونچا سنتے تھے۔ خدا جانے وہ کیوں چُپ ہو جاتے؟ انتظار کے بعد جب ٹیپ بند کر کے بستر پر آ کر لیٹ جاتا تو وہ دوبارہ باتیں شروع کر دیتے۔ چنانچہ انتہائی کوشش کے باوجود میں ناکام ہی رہا اور ان کی وہ پیاری پیاری باتیں ٹیپ نہ کر سکا۔

مجھے آج بھی بے حد دکھ ہے کہ کاش! میں ان کی گفتگو ان کے اللہ پاک کے ساتھ ٹیپ کرنے میں کامیاب ہو جاتا۔ مجھے وہ واقعہ زندگی میں کبھی نہیں بھولے گا جن دنوں والد صاحب مجھے طب پڑھا رہے تھے۔ پاس کے گاؤں کا ایک آدمی آیا۔ والد صاحب چونکہ نحیف اور کمزور ہو چکے تھے اس لیے

باہر کسی بیمار کو دیکھنے نہیں جایا کرتے تھے۔ اس شخص نے آکر بڑی منت سماجت کی کہ شاہ صاحب میری بیوی بیمار ہے۔ کئی جگہ سے علاج کرا چکا ہوں۔ ہسپتال میں بھی کافی عرصہ رہی۔ لیکن ذرا فائدہ نہیں ہوا۔ اب تو وہ چارپائی سے بھی نہیں اٹھ سکتی۔ میں سواری کا بندوبست کر دیتا ہوں۔ آپ مہربانی فرما کر مریضہ کو دیکھ لیں۔ والد صاحب ضعیف اور کمزور ہونے کے باوجود مریضہ کو دیکھنے کے لیے جانے کو تیار ہو گئے۔ وہ بے حد رحم دل انسان تھے۔ مریضہ کو دیکھا اور ایک نسخہ تجویز کیا۔ چند روز کے استعمال سے وہ اچھی بھلی ہو گئی اور چلنے پھرنے لگ گئی تو وہ شخص بڑی خوشی خوشی والد صاحب کے پاس آیا۔ بڑے تپاک سے ملا اور پھر کچھ روپے نکال کر والد صاحب کے ہاتھ پر رکھ دیے اور ساتھ ہی کہا کہ شاہ صاحب جب میں آپ کے پاس آیا تھا، اس وقت میں مریضہ کی زندگی سے مایوس تھا۔ آپ کے علاج سے اسے صحت ہو گئی ہے۔ یہ کچھ نذرانہ ہے، آپ اسے قبول کریں۔ والد صاحب متواتر اپنا ہاتھ اس سے کھینچ رہے تھے، لیکن وہ کچھ خدمت کرنے پر بضد تھا۔ والد صاحب متواتر کہے جا رہے تھے کہ دفع کرو، انہیں مجھ سے دور رکھو، مجھے ان کی ضرورت نہیں۔ اللہ نے اسے صحت دی ہے، میرا اس میں کیا کمال ہے۔ یہی پیسے تم کسی مسکین کو دے دو، مجھے اللہ نے بہت کچھ دے رکھا ہے۔ میں حیران ہو کر یہ تماشا دیکھ رہا تھا کہ دیکھو، کچھ لوگ تو اسی دولت کو حاصل کرنے کے لیے اپنی جان کی بازی لگانے کو بھی تیار ہو جاتے ہیں اور کچھ لوگ اس کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔

مجھے اکثر فرمایا کرتے، اس علاقے کے لوگ غریب ہیں، ان کے ساتھ نرمی سے پیش آنا۔ انہیں شکایت کا موقع نہ دینا۔ اگر اللہ کو خوش رکھنا چاہتے ہو

تو اس کے بندوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ، اللہ تم سے راضی رہے گا فرمایا، سب پیشوں سے افضل اور باعزت پیشہ طبیب کا ہے، لیکن افسوس اب یہ پیشہ ڈاکوؤں اور چوروں کے ہاتھ آچکا ہے، طبیب کو رحم دل ہونا چاہیے، سنگدل نہیں۔ طبیب کو مطب نہیں بنانا چاہیے ورنہ وہ حکیم کی بجائے دوا فروش بن کر رہ جائے گا یا طب کی روح اس سے نکل جائے گی۔ اب میں خود مطب چلا رہا ہوں تو احساس ہوتا ہے کہ ان کی بات بڑی بنیادی بات ہے۔ جب میں نے طبیب کی حیثیت سے مطب بنالیا تو وہ بالکل بے فکر ہو کر یادِ الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ ان کا کوئی ملنے والا اگر انہیں جھک کر ملتا یا ہاتھ چومنے کی کوشش کرتا تو اس کی سختی آجاتی۔ اسے پورا لیکچر توحید پر دیتے اور کہتے کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کے سامنے مت جھکو، ہم بندوں کے لیے صرف اللہ کے سامنے جھکنا واجب ہے۔ بڑی تیزی سے لوگ مشرک ہوتے جا رہے ہیں۔ سورۃ اخلاص پر عمل کی وجہ سے ان میں توحید راسخ ہو چکی تھی۔ جوانی سے لے کر جب تک اللہ نے انہیں توفیق دی، قیام اللیل کیا اور دو رکعت میں ۵ ہزار مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھی۔ اللہ نے ان کا سینہ روشن کر دیا تھا وہ صرف جسمانی ہی نہیں بلکہ روحانی طبیب بھی تھے، لیکن اس بات کا علم بہت کم لوگوں کو تھا۔ وہ شہرت سے نفرت کرتے تھے بلکہ درویش صفت انسان تھے۔ مجھے ان کی صحبت سے بے حد فائدہ پہنچا۔ میں نے آج تک توحید میں اتنا پختہ اور متوکل انسان نہیں دیکھا۔ جسمانی بناؤ سنگھار اور شان و شوکت کے وہ قائل نہیں تھے۔ انہیں سادگی اور فقر پسند تھا۔

والد صاحب فرمایا کرتے تھے، اندر کے انسان کو سنوارو، ظاہر انسان (بدن)، تو کیڑوں کا مال ہے، اسے سنوارنے میں کیوں لگے ہوئے ہو؟

جو ظاہری جسم کے سنوارنے میں لگا رہا، اُس نے اپنا باطنی جسم بگاڑ لیا اور جس نے اپنا باطنی جسم سنوار لیا، اُسے ظاہری جسم سنوارنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ میں نے ایک دن پوچھا آپ اس قدر گریہ کیوں کرتے ہیں؟ فرمانے لگے، جس طرح ظاہری جسم کو غسل دیا جاتا ہے اسی طرح روح کو بھی غسل دیا جاتا ہے۔ جسم کو تو پانی سے غسل دے کر صاف کر لیتے ہیں، لیکن روح کا غسل وہ آنسو ہیں جو خوفِ الٰہی اور محبت الٰہی میں بہائے جاتے ہیں۔ اس طرح چند لفظوں میں وہ بڑے گر کی بات بتا دیتے تھے۔ ایک دن ظہر کی نماز کے لیے اٹھے بے حد خوش خوش دکھائی دے رہے تھے۔ چہرے پر غیر معمولی مسکراہٹ تھی میں نے پوچھا، کیا بات ہے، آپ بے حد خوش نظر آ رہے ہیں؟ پوچھنے پر اُن کا گلا بھر آیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ فرمانے لگے ہاں خوش ہوں بے حد خوش۔ ابھی ابھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں ملے ہیں۔ حضورؐ بے حد خوش تھے۔ مجھ سے خوب بغل گیر ہو رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ میں تجھ سے بہت خوش ہوں۔ انہوں نے اپنی ہفتہ وار نفل نمازوں کو مندرجہ ذیل طریقہ پر تقسیم کر رکھا تھا۔ ہر نفل نماز کے فائدے بھی ساتھ ہی درج تھے۔ یہ نفل نمازیں انہوں نے مختلف حدیثوں سے جمع کی تھیں۔ میں من و عن انہیں یہاں نقل کر رہا ہوں۔

بروز جمعہ: سورج بلند ہونے پر ۲ رکعت ضحیٰ پڑھنا، فائدہ: ۲۰۰ گناہ معاف اور دو سو نیکیاں عطا۔ اگر چار رکعت پڑھے تو ۴۰۰ گناہ معاف اور ۴۰۰ نیکیاں عطا۔ اس طرح وہ بارہ رکعت پڑھتے تھے۔

عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر دو رکعت پڑھے۔ بعد فاتحہ ۱۰ بار سورۃ اخلاص اور معوذتین ایک ایک بار دونوں۔ فائدہ: شب قدر کی رات کی

عبادت کا ثواب ملے گا۔

ظہر اور عصر کے مابین ۲ رکعت۔ رکعت اول میں بعد فاتحہ آیت الکرسی سورۃ فلق اور دوسری رکعت میں اخلاص اور فلق۔ سلام پھیرنے کے بعد لاحول
فائدہ: مرنے سے قبل دیدارِ الٰہی سے مشرف ہو گا اور اپنی جگہ بہشت میں دیکھ لے گا۔

اللہ کے فضل سے وہ فوت ہونے سے قبل دیدار الٰہی سے مشرف ہو چکے تھے اور جنت میں مقام بھی دیکھ چکے تھے۔

وہ بے حد رحم دل انسان تھے۔ جو حاجت مند آتا اس کی ضرور حاجت پوری کرنے کی کوشش کرتے۔ اپنے بچپن کے دو واقعات مجھے کبھی نہ بھولیں گے۔ ایک روز ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا، شاہ صاحب حُقّہ پینے کی عادت ہے۔ لیکن میرے پاس حقہ نہیں ہے، نہ ہی حُقہ خریدنے کی طاقت ہے۔ والد صاحب کے پاس جو حُقہ پڑا تھا وہی اٹھا کر دے دیا کہ لے جاؤ۔

اسی طرح ایک دن اپنے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آیا جس کے بدن پر جو قمیص تھی وہ اس قدر بوسیدہ اور پھٹی ہوئی تھی کہ اسے قمیص کہنا بھی اس کے ساتھ زیادتی تھی۔ اس شخص نے سوال کیا کہ اگر کوئی قمیص آپ کے پاس ہو تو مجھے دے دیں۔ میرے کپڑے پھٹ گئے ہیں اور سردی لگتی ہے۔ والد صاحب نے اسی وقت اپنی قمیص اور جرسی اتاری اور اسے دے دی اور خود کھیس اوڑھ کر بیٹھ گئے۔ پھر اسی حالت میں اندر آ کر میری والدہ سے پوچھا کہ کوئی قمیص ہو تو مجھے پہننے کے لیے دے دو۔ والدہ نے پوچھا کہ جو قمیص آپ نے پہن رکھی تھی وہ کدھر گئی۔ فرمانے لگے، ایک

> مسکین آیا تھا اُسے دے دی۔ والدہ نے کہا، آپ کی تو قمیص ہی ایک تھی، دوسری قمیص بنوانے کے تو آپ مخالف ہیں۔ بہر حال وقتی طور پر ایک قمیص مہیا کر دی اور چند روز کے اندر اندر ایک دوسری قمیص سلوا دی۔ یہ تھے والد صاحب جو مزاج کے غنی، اخلاق کے منکسر المزاج، عبادات میں مشقت کرنے والے، غربا اور مساکین کے ساتھی تھے۔"

مرحوم سید غلام رسول شاہ کے صاحبزادے سید مرتضیٰ احسن کے خط سے آپ کے سامنے جس شخصیت کی تصویر آتی ہے، ایسی شخصیتیں مسلم معاشرے کو بے شمار درکار ہیں، لیکن بے حد ناپید ہیں۔

اب میں آپ کے سامنے خود مرحوم کی ایک تحریر پیش کرتا ہوں جو انہوں نے اپنے فن، نظریۂ فن اور اپنے تصورِ حیات کے بارے میں خود پیش کی ہے۔ یہ تحریر ان کی ذات کے بارے میں تحریر ہے جو ان کی یادداشتوں میں سے اخذ کی گئی ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ مرحوم نے اپنے طبی تصوّرات اور طریقِ علاج کے بارے میں جو تصوّرات پیش کیے ہیں وہ ہمارے معالجین کے لیے قابلِ غور ہیں۔ یہ باتیں ان کے عمر بھر کے تجربات کا نچوڑ ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:

> "میں نے اس صدی کے پہلے سال سے ہی اپنی طبی زندگی کا آغاز کیا تھا اور اب تک علم طب سے میرا تعلق علم دین کے بعد سب سے زیادہ ہے۔ میرے نزدیک دو ہی علوم علم کہلانے کے مستحق ہیں۔ ایک انسان کی روح کی صحت کا علم جسے علم دین کہتے ہیں اور دوسرا اس کے جسم کی صحت کا علم جسے علم طب کہا جاتا ہے۔ میں نے اپنی ساری عمر انہیں دونوں علوم کی تحصیل اور مشق میں گزاری ہے اور اب جبکہ میری عمر پچانوے سال سے بھی تجاوز کر گئی ہے اور علم طب میری رگ رگ میں تجربہ بن کر سمایا ہوا ہے،

میں نے اپنا ماحصل مطالعہ اور عمر بھر کے تجربات کا نچوڑ اس یادداشت میں بیان کر دیا ہے تا کہ خلق خدا اس سے استفادہ کر سکے۔

بیماریوں میں تپ سب سے زیادہ، سب سے پیچیدہ اور طبیبوں کے لیے سب سے زیادہ پریشانی کا باعث بنتے ہیں۔ میں نے ان کی تشخیص و علاج کا جو قانون سوچ بچار اور دلیل کے ساتھ سمجھا ہے وہ میرا خود ساختہ ہے اور بار بار میرے تجربے میں آیا ہے۔ ان کے علاوہ بھی جو قوانین علاج میں نے بیان کیے ہیں یہ کسی کتاب سے حاصل نہیں کیے گئے ہیں، بلکہ یہ محض اللہ کا فضل، میری اپنی ذہنی کاوش اور عمر بھر کے تجربات کا نچوڑ ہیں ——"

"—— میں کوئی دکاندار نہیں ہوں، صرف ایک طبیب ہوں۔ بیمار کے مدعو کرنے پر اس کے گھر جا کر اور شب و روز اس کی نگرانی کر کے اس کی ہر حرکت اور ہر کیفیت پر نظر رکھتے ہوئے علاج کرتا رہا ہوں۔ میں نے بیماریوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے گھٹتے بڑھتے، قدم بہ قدم پیچھے ہٹتے اور بیمار پر سخت حملہ کرتے دیکھا ہے۔ میں نے عمر بھر مریضوں کا علاج کسی جلب منفعت کے بغیر کیا ہے۔ میں نے عمر بھر اپنی زبان سے کسی انسان سے ایک پیسہ بھی طلب نہیں کیا ہے۔ بس انسانی ہمدردی کے جذبے اور خیر خواہی کی نیت سے ہی عمر بھر علاج کرتا رہا ہوں۔ مریض کا علاج عبادت ہے پیشہ نہیں ہے ——"

"—— میں نے عمر بھر کسی مریض سے فیس طلب نہیں کی اور اپنے پورے دور طبابت میں کسی ایک مریض کی طرف سے بھی ناکام واپس نہیں آیا ہر جگہ ہر علاج میں کامیاب رہا اور اس کامیابی کو میں اللہ کا احسان اور اس کا فضل سمجھتا ہوں۔ آج تک کوئی بیمار میرے زیر علاج رہتے ہوئے فوت نہیں ہوا

میرا طریق علاج یہ ہے کہ میں سب سے پہلے مرض کو بڑھنے سے روک دیتا ہوں، اور مرض کو روکنے کا فوری قانون یہ ہے کہ مریض کے نظامِ انہضام کو فوراً درست کر دیا جائے، اسے قبض نہ رہنے دی جائے اور مریض کو نیند لانے کی کوشش کی جائے اور حتی الوسع اس کی بھوک کو بحال اور درست کر دیا جائے ـــــ "

ترقی کے چند اصول

"ـــــ میرے نزدیک چند اصول ہیں جن کے اہتمام سے انسان دنیا میں ترقی کر سکتا ہے اور ہر فن میں جو اس نے اختیار کیا ہے تکمیل تک پہنچ سکتا ہے ـــــ "

"ـــــ سب سے پہلے انسان کو محنتی ہونا چاہیے یعنی محنت ہی انسان کو تکمیل کا راستہ دکھاتی ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ انسان ہر کام جسے اپنے ذمے لے اسے ذوق و شوق، محنت اور توجہ اور کوشش سے کرے ذہن میں ہر وقت اس کا خیال رکھے۔ کسی کام کو جو شرعاً جائز ہو اپنے لیے حقیر نہ سمجھے تاکہ اسے اس کام سے دلچسپی پیدا ہو جائے اور وہ اطمینان اور دلجمعی سے اپنا کام کر سکے۔ پھر اپنی محنت کا نتیجہ اور اس کا حاصل وہ اپنے اللہ کے سپرد کر دے ـــــ " 1ـ

"ـــــ دوسری چیز قربانی ہے۔ انسان جس مقصد کے لیے قربانی دے سکتا ہے وہ چیز ضرور اسے حاصل ہو جاتی ہے۔ قربانی کا مطلب یہ ہے کہ کسی مقصد کے حصول کے لیے خدا سے یکسوئی کے ساتھ دعا کرنا اور پھر اپنی سب سے عزیز چیز اس کے حضور میں فدا کر دینا مثلاً کسی بُری عادت کو جو فطرتِ ثانیہ بن چکی ہو، خدا کی خاطر چھوڑ دینا یا اپنے نفس کے ذمہ کسی ایسے شرعی کام کی ڈیوٹی لگا لینا جس کا وہ عمر بھر تارک رہا ہو، یا کسی برائی 2ـ

سے توبہ کر لینا یہی قربانی ہے۔ اس سے انسان کے نفسِ امارہ پر جبر کا سخت بوجھ پڑتا ہے اور اس کا شیطان مغلوب ہو جاتا ہے ـــــــ“

3ـ ”ـــــــ تیسری چیز سخاوت کا رویہ اختیار کرنا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ بڑے سخی تھے۔ مہمانوں کے بغیر کبھی کھانا نہ کھاتے تھے۔ اس کے نتیجے میں وہ خدا کے خلیل بن گئے اور ہمارے حضورؐ کا عمر بھر کا اُسوہ بھی یہی ہے کہ اپنے پاس کچھ نہ رکھو اور دائیں بائیں اللہ کے بندوں پر خرچ کرتے رہو ـــــــ“

”ـــــــ تو میرے بھائی اگر تم دنیا میں معزز بن کر رہنا چاہو تو خلقِ خدا کی بھلائی کرو، مسکینوں کی امداد کرو اور عجز کا رویہ اختیار کرو، لوگوں سے اجتناب اور گریز نہ کرو، ان میں گھل مل کر رہو، ان کے دُکھ سکھ میں کام آنے کی کوشش کرو اور ان کے مقابلے میں کبھی بڑائی کا رویہ اختیار نہ کرو۔ لوگ خود بخود مانوس ہو کر تم سے محبت اور تمہارا احترام کرنے لگیں گے۔ اگر تم طبیب حاذق بننا چاہو تو علاج محض بیمار کی صحت کی نیت سے کرو اور اس کے دلی خیر خواہ بن کر اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ، فیس کا لالچ دل سے نکال دو۔ بس اسی سے تمہاری تشخیص میں خلوص اور تمہاری دوا میں شفا کی کیفیت کا اضافہ ہو جائے گا۔ یاد رکھو کہ انسان کی روزی نسخہ میں نہیں بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہے ـــــــ“

4ـ ”ـــــــ چوتھی چیز ہر نیک اور بھلے کام پر مداومت کا رویہ ہے۔ تم جس شخص سے بھی معاملہ کرو اور جس سے کلام کرو ہمیشہ دلجمعی، یکسوئی، ذہنی انہماک اور قلبی اطمینان کے ساتھ کرو۔ دل سے آمدنی کی کمی کا احساس نکال دو۔ خدا اسی کام میں برکت دے گا اور اسے تمہارے لیے کافی بلکہ زیادہ کر دے گا درحقیقت دوام ہی کام کو مکمل کرتا ہے اور جس کام کو تکمیل سے پہلے چھوڑ دیا جائے وہ سارا کام ضائع ہو جاتا ہے۔ اگر عمر کا کافی حصہ عبادت اور نیکیوں میں صرف

کیا جائے اور آخر عمر میں پہنچ کر نیکی چھوڑ دی جائے تو پھر سابقہ سب کچھ ضائع ہو جاتا ہے، کیونکہ پرہیزگاری اور خدا ترسی کی تکمیل کی مدت تا رہائش دنیا ہے اور موت پر ہی اس کی تکمیل ہوتی ہے۔ یہی تو فلسفہ ہے۔ پس دوام ہی کام کا اصل الاصول ہے ــــــــ "

5 " ــــــــ پانچویں چیز تکبر سے مکمل اجتناب ہے۔ تکبر بدترین گناہ ہے۔ مخلوقِ خدا کو اپنے سے کم رتبہ کبھی نہ سمجھو۔ کسی حلال چیز کا حرام ہونا اس کے نقص پر دلالت نہیں کرتا بلکہ یہ اللہ کے حکم پر مبنی ہے۔ اللہ کے حکم کے آگے سر جھکانے سے نفسِ امارہ مغلوب ہوتا ہے اور اسے مغلوب کرنے کے لیے ہی حلال و حرام اور معروف و منکر کی حدود کھینچی گئی ہیں تاکہ بندے کے گلے میں غلامی کا پٹہ اور اطاعت کی نکیل پڑی رہے۔ یہی ہمارا امتحان ہے اور ہمارا کام یہ ہے کہ ہم اللہ کے ہر حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیں۔ بلا دلیل، بلا حجت تسلیم کرنا ہی طرزِ بندگی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی کام بھی شرعاً ناجائز نہیں ہے، جائز کام کمینہ کام نہیں ہے۔ یہ صرف دنیا کی آبادکاری کے لیے ہے کہ مختلف لوگوں کو مختلف کاموں پہ ان کی صلاحیتوں کے مطابق خدا نے لگا دیا ہے اس لیے کسی کے نام میں نہ اعزاز ہے اور نہ ذلت ہے۔ اعزاز اور ذلت انسان کے اپنے طرزِ عمل میں ہوتے ہیں ــــــــ "

6 " ــــــــ چھٹی چیز یہ ہے کہ دشمنی کرنے والے کو اپنا دشمن سمجھ کر اس کا مخالفانہ مقابلہ نہ کیا جائے۔ تم جس راستے کو دلیل سے صحیح سمجھتے ہو اس پر مضبوطی سے ڈٹے رہو۔ یہ تو سب سے پہلا اصول ہے کہ ہر راستی کے مقابل ابلیس اور اس کی ذریت ضرور موجود ہوگی۔ اس کے مکر سے بچ نکلنا نہایت ضروری ہے، لیکن اس کے ڈر یا دھوکے سے راستی کو چھوڑ بیٹھنا

سخت درجے کی نادانی، کوتاہی اور خسارے کی بات ہے۔ لوگوں کے مقابلے کے لیے کسی طور بھی تیار نہ ہو۔ شیطان کے سوا انسانوں کا مقابلہ صرف غرور کا مظہر اور تکبر کا حصہ ہے، البتہ بھلائی اور سچائی کی مدافعت ضروری ہے اور جب مقابلہ کرنے والا صلح کرے یا ہار جائے تو پھر تمہیں بھی بلا دریغ اور بلا تاخیر اس سے صلح کر لینی چاہیے۔ مستقل دشمنی باطل کے سوا کسی سے بھی نہ ممکن ہے نہ مناسب ہے اور نہ جائز ہے۔ ——"

7 "—— ساتویں چیز یہ ہے کہ انسان شہوت رانی سے پرہیز کرے۔ انسان کی جسمانی اور روحانی ترقی میں جس قدر یہ کام حارج ہے اتنا کوئی دوسرا کام حارج نہیں ہے۔ جو شخص شہوت پر حاوی اور قابو یافتہ ہے وہ دنیا میں اگر بادشاہ بننا چاہے یا دین میں قطب بننا چاہے یا اسلام میں مجاہد بننا چاہے تو اسے کچھ دیر نہیں لگتی۔ یہ بہت بڑی قربانی ہے۔ جو شخص اس کے تسلط سے بچ جائے تمام دنیا اس کی تابع فرمان ہو سکتی ہے۔ حضورؐ نے جن دو چیزوں کے غلط استعمال سے بچنے اور ان کی حفاظت کی ذمہ داری لینے والے کے لیے جنت کی ضمانت دی تھی۔ ان میں ایک زبان تھی تو دوسری یہی شہوت تھی۔ جو شخص شہوت پر قابو پالے درحقیقت وہ شیر پر بھی سواری کر سکتا ہے اور ظاہر ہے کہ ابلیس شیر سے کم خوفناک نہیں ہے"۔

8 "—— آٹھویں چیز خیالات کی پاکیزگی ہے۔ خیالات کی پاکیزگی یہ ہے کہ انسان کا ذہن صاف ستھرے پاکیزہ صحت مند نیکی اور بھلائی کے حامل افکار کا حامل ہو۔ اس میں گندے جذبات حسد، بغض، چغلی، غیبت، فتنۂ ہم عصری، لالچ، تکبر، مقابلہ معیار زندگی کی دوڑ اور دوسروں کے مقابلے میں اپنی بڑائی جتانے کے خیالات نہ پرورش پاتے رہیں۔ انسان کا دل ودماغ

خیالات کے کاروانوں کی گزرگاہ ہے۔ یہ گزرگاہ نیکی اور بھلائی کی ہونی چاہیے نہ کہ شرارت اور بدنفسی کی۔ اس کے لیے انسان کو پاکیزہ کتابوں کا مطالعہ، صالحین کی صحبت کا اہتمام، قرآن و سنت سے متواتر تعلق اور خدا کے سامنے جوابدہی کا زندہ احساس اپنے اندر تازہ رکھنا بہت ضروری ہے۔ پاکیزہ خیالات رکھنے والے دل و دماغ کی روح بہت کم بیمار ہوتی ہے اور اس کا جسم بھی بہت سی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ بیماریوں کے بُرے جراثیم جس طرح جسم میں داخل ہو کر فساد پیدا کرتے ہیں۔ اسی طرح بدنفسی، ناخداترسی اور بدخلقی کے بُرے جراثیم بھی روح میں داخل ہو کر اسے بیمار اور مفلوج کر دیتے ہیں اور بیمار روح کا جسم توانا نہیں رہ سکتا، اس لیے پاکیزہ خیالات کا خصوصی اہتمام بہت ضروری ہے۔ اس کے بغیر جسمانی بیماری پر کنٹرول دشوار ہو جاتا ہے ——— "

9

ترقی اور عروج کی عمر

"——— یاد رکھیے! ترقی چالیس سال کی عمر تک ہی کی جاسکتی ہے اس کے بعد اسی ترقی کی بنیاد پر انسان اپنی عمارت کی بنیاد رکھ سکتا ہے اگر انسان ترقی کے بعد نکاح کرے تو پھر وہ کچھ عروج بھی دیکھ سکتا ہے میں اس سے بڑی قربانی اور اس سے زیادہ مفید کسی کام کو نہیں سمجھتا کہ انسان اپنے جذبات پر قابو پالے ——— "

10

۳ صفات

"——— اس بات کو بھی کبھی فراموش نہ کرنا چاہیے کہ بعض ایسی صفاتِ فاضلہ ہیں جن پر عمل کرنے سے انسان اعلیٰ قسم کا انسان بن جاتا ہے اور اعلیٰ قسم کا انسان ہی قربِ الٰہی حاصل کر سکتا ہے۔ ان میں سب سے پہلی انسانی صفت خاموشی اور کم گوئی ہے۔ اس سے عقل بڑھتی ہے نیکی کی رغبت بڑھتی ہے۔ عوام کے دلوں میں انسان کا رعب بڑھتا ہے، اس کی

محبت بڑھتی ہے اور انسان لوگوں میں معزز اور باوقار ہو جاتا ہے۔ دوسری صفت دیانت داری اور خداترسی ہے۔ اس سے انسان میں حوصلہ بڑھتا ہے، بے فکری بڑھتی ہے، جرأت و بہادری بڑھتی ہے اور غم و آلام سے انسان نجات پا لیتا ہے۔ عوام کے دلوں میں ایسے شخص کی عزت اور بزرگی بڑھ جاتی ہے۔ تیسری صفت بے طمع اور متوکل ہونا ہے۔ اس سے صبر و شکر اور قناعت بڑھتی ہے۔ انسان برے سے بُرے حالات میں بہتر سے بہتر عمل کا مظاہرہ کر سکتا ہے اور عوام کے دلوں میں ایسے انسان کا اعتماد و اعتقاد بڑھ جاتا ہے ــــــ"

11۔ "ــــــ میں نے اپنی زندگی میں عمل و اخلاق اور طب و علاج کے بے شمار تجربے کیے ہیں۔ جن اعمال و تجربات کو بنی نوع انسان کے لیے مفید سمجھا ہے ان کو اپنے سینے میں دفن کر کے قبر تک لے جانے کی بجائے اپنے بھائیوں تک پہنچانا بھی میں نے اپنا فرض سمجھا ہے اس لیے ان تجربات کو لکھ دیا ہے۔ لیکن حاشا و کلا کہ مجھے کسی شہرت کی طلب ہو، مقصود صرف یہ ہے کہ خدا کے بندوں کو نفع حاصل ہو ــــــ"

12۔ "ــــــ میں سمجھتا ہوں کہ علاج قوانینِ فطرت کی مدد سے ہی ہو سکتا ہے، ان سے لڑ کر نہیں ہو سکتا۔ ان کو جاننے اور سمجھنے اور ان کا بنایا ہوا رخ اختیار کرنے سے ہی علاج ممکن ہے۔ علاج پیٹنٹ نسخوں اور مجربات کا نام نہیں ہے جو سنیاسیوں کو بیسیوں سال بیٹھنے سے ملتے ہیں اور جن کے گھسنے اور لگانے سے قلعی چاندی بن جاتی ہے اور تانبا سونا بن جاتا ہے۔ یہ بے معنی اور لغو باتیں ہیں۔ درحقیقت چاندی اور سونا انسانی تجربات سے زیادہ قیمتی نہیں ہیں۔ انسانی تجربات نے ایک سفید دھات کا

نام چاندی رکھ کر اسے قیمتی قرار دے دیا ہے اور ایک زرد دھات کا نام سونا رکھ کر اسے نہایت ہی قیمتی بنا دیا ہے، اس لیے اصل قدر و قیمت کی چیز انسانی تجربات ہیں۔ انسانی تجربات بھی غاروں میں حاصل نہیں ہوتے بلکہ انسانوں کے اندر رہنے ان کے دکھ سکھ سہنے، ان سے ملنے برتنے ان کی مشکلات میں کام آنے، ان کی فطرت کے منشا کے خلاف کارروائیوں کا مشاہدہ کرنے اور ان کے نقصانات دیکھنے اور فطرت کے اصولوں کے مطابق عمل کر کے انہیں صحت سے ہم کنار کرنے سے ہی حاصل ہوتے ہیں، اس لیے علم طب غاروں اور سنیاسیوں اور صدری مجربات کا علم نہیں ہے یہ انسانوں کے انسانی معاشرے اور معالجات و تجربات کا علم ہے ـــــ"

"ـــــ عمر بھر میں نے انسانی صحت کے بارے میں قوانینِ فطرت کے 13، عمل کا جو کچھ مشاہدہ کیا ہے اسے بلا کم و کاست بیان کر دیا ہے۔ اگر گہرائی سے مطالعہ کیا جائے تو یہ علم نہایت آسان ہے، لیکن اگر سرسری طور پر دیکھا جائے تو ظاہر ہے کہ انسان ہی کائنات کی سب سے قیمتی شے ہے اور اس کی صحت سے بے دریغ کھیلنا بہت بڑا گناہ ہے۔

ازیں نقشیست کو با یار ماند
کہ ہستی را نمی بینم بقائے
مگر صاحب دلے روزے برحمت
کند درحقِ ایں مسکین دعائے

یہ ہیں ان کے خیالات اور انہی خیالات کے مطابق ان کا عمل تھا۔ میں نے ان سے زیادہ کوئی شخص اپنے خیالات کے مطابق اور اپنے نظریات کے سانچے میں ڈھلا ہوا

انسان کہیں نہیں دیکھا حقیقت یہ ہے کہ عالم باعمل یا عمل باعلم ان کے اندر رواں دواں دکھائی دیتا ہے۔

حکیم سید غلام رسول شاہ گیلانی تیرھویں صدی ہجری کے آخری عشرے میں ۱۸۷۶ء کے لگ بھگ ضلع گجرات کے ایک گاؤں آچھ میں ایک اعلیٰ پائے کے دینی اور علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ یہ گھرانہ گیلانی سادات سے تعلق رکھتا ہے جن کا سلسلۂ نسب سید عبدالقادر جیلانیؒ سے ہوتا ہوا حضرت امام حسنؓ اور حضرت علیؓ پر جا کر خاندانِ نبوت سے مل جاتا ہے، اس لیے اس گھرانے کا مزاج دعوتی اور تبلیغی ہے۔ یہ قادری خاندان بھی کہلاتا ہے۔ ان کے والد سید غلام نبی شاہ گیلانی قادری بیک وقت خطیب، علاقے کے دینی رہنما اور ایک مختصر سی درس گاہ کے بانی اور مہتمم بھی تھے۔ وہ بخاری شریف کے حافظ، قرآن کے بہترین متعلم و مدرس اور دینی اور طبی علوم کا خزانہ تھے۔ قدیم دینی کتب پر انہیں عبور حاصل تھا اور علاقے میں مرجع خلائق تھے۔ ان کا بیشتر وقت مسجد ہی میں گزرتا تھا جو خود ان کے اہتمام میں تعمیر کی گئی تھی۔ وہ بے غرض اور بے لوث خادمِ خلق تھے جو حیثیت اور مرتبہ ان کو علاقے میں حاصل تھا۔ پھر وہ مرتبہ ان کے بعد ان کے گھرانے بھر کو حاصل ہو گیا اور ان کی اولاد میں ویسے ہی متوارث اب تک چلا آتا ہے۔

حکیم صاحب مرحوم اپنے والد کے سب سے چھوٹے بچے تھے اور اپنے دس بہن بھائیوں میں چھوٹے اور لاڈلے تھے۔ جب وہ خود بھی ابھی چودہ سال کے ہی تھے کہ ان کے والد سید غلام نبی شاہ گیلانی کا انتقال ہو گیا۔ باقی بہن بھائی شادی کے بعد اپنے اپنے علیحدہ گھروں میں آباد ہو گئے تھے لیکن حکیم صاحب مرحوم اپنے آبائی گھر میں ہی اپنی والدہ کے ساتھ رہے یہاں تک کہ ان کی والدہ کا انتقال تب ہوا جب وہ خود صاحبِ اولاد ہو چکے تھے۔ حکیم صاحب کا قول تھا کہ ان کو ان کی والدہ کی خصوصی دعا کی برکت حاصل تھی اور اسی نسبت وہی دعا کا اثر ہے کہ انہیں تلاشِ معاش یا دوسرے کسی کام کے سلسلے میں بھی گھر

سے باہر پردیس میں حیران و پریشان نہیں ہونا پڑا۔ چنانچہ آخر دم تک وہ اپنے آبائی مکان میں ہی رہتے رہے اور ان کا مطلب آج بھی وہیں ہے جسے ان کے لڑکے حکیم سیّد مرتضیٰ حسن گیلانی چلا رہے ہیں۔

سادات کا یہ گھرانہ ان کے والد کے ایام جوانی میں ہجرت کرکے جالندھر کے ضلع سے یہاں آیا تھا۔ ویسے تو ہجرت سادات کے مقدر میں درج ہے اور یہ ان کے لیے کوئی انوکھی بات بھی نہیں ہے۔ چنانچہ حکیم صاحب کے بیشتر صاحبزادے بھی گاؤں سے ہجرت کرکے شہروں میں جاکر آباد ہوگئے۔ بس صرف ان کی طرح ان کا چھوٹا لڑکا حکیم سید مرتضیٰ حسن گیلانی ہی اپنے والد محترم کے حکم سے ان کے ساتھ طبی پریکٹس میں ان کا معاون و مددگار رہا اور اب بھی پریکٹس کرتا ہے۔

شہر گجرات سے بھمبر روڈ پر ایک قصبہ کوٹلہ ارب علی خان ہے۔ اس قصبہ سے مشرق کی جانب ایک خشک پہاڑی برساتی نالہ بھنڈر عبور کرکے تین میل کے فاصلے پر ایک اونچے ٹیلے پر وہ گاؤں آچھ واقع ہے جس میں حکیم صاحب مرحوم قیام پذیر تھے اور یہیں ان کا گھرانہ آباد ہے جہاں اب مقامی بس بھی چلی جاتی ہے اور تانگے بھی چلتے ہیں، لیکن بالعموم لوگ پیدل ہی سفر کرتے ہیں۔ یہ علاقہ فوجی بھرتی کے لیے بہت زرخیز ہے۔ آزاد کشمیر کی سرحد اس گاؤں سے چند میل کے فاصلے پر ہے۔ بھمبر جو آزاد کشمیر کا مشہور قصبہ ہے۔ وہاں سے صرف ۱۰ میل کے فاصلے پر ہے اور اعوان شریف چند میل کے فاصلے پر ہے۔ اس طرح اس علاقے کو دفاعی اہمیت بھی حاصل ہے۔ چھمب جوڑیاں کے دفاع کے لیے اس علاقے ہی سے دفاعی راستہ گزرتا ہے جس پر جنگ کے دنوں میں فوجی نقل و حرکت ہوتی ہے لیکن یہ سارے راستے کچے ہیں اور حکومت نے ان راستوں کو پختہ کرنے کی طرف آج تک توجہ نہیں دی ہے۔

حکیم سید غلام رسول شاہ گیلانی اپنے والد محترم سے طبی اور دینی کتابیں پڑھ ہی

رہے تھے اور چند اہم کتابیں ابھی باقی تھیں کہ ان کے والدِ محترم کا انتقال ہو گیا۔ ان کا ارشاد ہے کہ ایک ضروری کتاب کے چند اہم اسباق باقی تھے جو ان کے والد صاحب نے ان کو وفات کے بعد خواب میں آکر پڑھائے۔ باقی باتیں اور علوم کی تکمیل انہوں نے بعد میں از خود کی۔

والد صاحب کی وفات کے بعد انہیں بہت جلد ۱۴ سال کی عمر میں ہی اپنی آزاد معاش کا خود بوجھ اٹھانا پڑا۔ اس کے لیے انہیں آغازِ جوانی میں اس علاقے کے رواج کے مطابق پولیس اور فوج میں بھی چند سال لگانے پڑے۔ ابتدائی مشکلات پر قابو پانے کے بعد وہ ملازمت چھوڑ کر اپنے آبائی کام کی طرف یکسو ہو گئے۔ چونکہ ان کا گھرانہ دین دار تھا پورا گھریلو ماحول بھی بے حد مذہبی اور پرہیزگار تھا، اس لیے دینداری ان کی گھٹی میں ہی پڑی تھی۔ ان کی والدہ نماز روزہ صدقہ خیرات تلاوتِ قرآن اور دیگر دینی فرائض و واجبات کی بے حد پابند خاتون تھیں اور مذہب کی طرف میلان فطرت کا جزو بن گیا تھا، البتہ مذہب کا مطالعہ انہوں نے ذہنی آزادی اور دلیل و برہان کے ساتھ کیا اور عمر بھر اندھی تقلید مذہب اور طب دونوں میں ان کا شیوہ نہیں رہا۔ وہ اپنے مطالعہ اور ذہنی اور قلبی رجحان کے مطابق فیصلے کرتے تھے۔

ظاہر ہے کہ ان کی ساری تعلیم گھریلو تھی جو عربی فارسی کے دینی اور طبی علوم پر مشتمل تھی، اس لیے اردو کی عبارت آرائی سے انہیں زیادہ شغف نہیں تھا۔ اس لیے ان کی کتاب کو نظر ثانی کر لیا گیا ہے۔ اور اس کی زبان کو جدید بنا لیا گیا ہے

ان کے بچپن اور آغازِ جوانی میں ان کے سارے علاقے میں دس دس میل تک مکمل ناخواندگی تھی۔ فوج میں بھرتی کے لیے یہاں سے جوان جاتے تھے، لیکن حکیم صاحب نے طب کو کبھی کمائی کا ذریعہ نہیں بلکہ ہمیشہ خدمتِ خلق کا ذریعہ بنایا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ ”رازق یہ نسخہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ رازق ہے اور رزق انسان کا موت کی طرح تعاقب کرتا ہے

اس لیے نسخہ اور علاج چھپانے کی چیز نہیں بلکہ خلقِ خدا کے درمیان پھیلانے کی چیز ہے"۔ وہ خود کسی سے دوا کے پیسے نہیں مانگتے تھے۔ جس کا جو جی چاہے دے جائے۔ ان کی زندگی کا عنوان عمر بھر قناعت رہا جو اُن کا اوڑھنا بچھونا اور روز کا معمول تھا۔ وہ اپنی اولاد سے بھی کچھ نہیں مانگتے تھے۔ وہ اپنے مریضوں سے بھی کچھ نہیں مانگتے تھے۔ وہ اپنے مریدوں سے بھی کچھ نہیں مانگتے تھے۔ وہ سادہ دل، سادہ منش، سادہ لباس اور سادگی پسند بزرگ تھے۔ ایک دو جوڑے سے زیادہ کپڑے نہیں رکھتے تھے۔ وہ گھر میں اپنا علیحدہ کوئی بکس نہیں رکھتے تھے۔ وہ کھانا کھانے وقت کسی سے پانی نہیں مانگتے تھے کبھی ضرورت پڑ بھی جائے تو یوں کہہ دیتے تھے کہ پانی کہاں رکھا ہے یا پانی کھانے کے ساتھ رکھنا چاہیے لیکن وہ کسی سے کچھ نہیں مانگتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ مانگنے کے لیے ایک ہی ہستی ہے اور وہ ذاتِ الٰہی ہے۔ اس کے سوا کسی سے مانگنا یہ اس کی صعنتِ رزاقی میں شرک ہے۔ وہ ہمیشہ ہر شے کی کامیابی صرف خدا سے طلب کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے اگر موچی سے جوتا بھی مرمت کرانا ہے تو اس کے لیے بھی اللہ کی طرف رجوع کرو پھر موچی کے پاس جاؤ کیا معلوم اس کام میں بھی کیا رکاوٹ پیش آ جائے۔

وہ ہمیشہ سستے سے سستا علاج کرنے کے قائل رہے۔ وہ چند دوائیوں سے علاج کرتے تھے جو کم قیمت ہوں بنیادی طور پر وہ غریبوں کے طبیب تھے۔ طبِ نبوی بہت پسند تھی۔ چونکہ وہ غریبوں کی طب ہے۔ انہوں نے زندگی بھر صحت کے بارے میں فطرت کے قوانین کا مطالعہ کیا اور اسی مطالعہ کو اپنے انداز میں تحریر کر دیا۔ ان کا یہ مجموعہ درحقیقت طب و اخلاق کا مجموعہ ہے۔

عادات و اخلاق میں حکیم صاحب انتہائی شفیق بزرگ تھے۔ غصہ، تکبر، بڑائی، شیخی ایسی کوئی چیز ان میں نہیں تھی۔ ہر وقت تلاوتِ قرآن اور تسبیح و تہلیل ان کا مشغلہ تھا۔ قناعت توکل، سخاوت اور سادگی میں ان کا بلند مقام تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر کسی نے خدا کے کسی

ولی اور دوست کو دیکھنا ہو تو وہ ان کو دیکھ سکتا تھا۔ ان کو دیکھ کر خدا کی یاد آتی تھی۔

ان کی صحت ۹۵ سال کی عمر تک بھی بہت اچھی رہی۔ عمر بھر انہیں کوئی عارضہ لاحق نہیں ہوا۔ نزلہ، زکام، کھانسی جیسے عوارض سے وہ مکمل محفوظ رہے۔ ان کا اصول تھا کہ پانی کم سے کم پیتے تھے۔ کھانے کے بعد پانی سے سختی سے اجتناب کرتے تھے اور جب پیتے تھے تو گھونٹ گھونٹ کر کے پیتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ بیشتر امراض زیادہ اور بار بار پانی پینے کے سبب سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں توکل جیسی عظیم نعمت سے نوازا تھا اور یہ وہ دولت ہے جو انسان کو خدا کے سوا کسی دوسرے کا محتاج نہیں ہونے دیتی۔ حکیم صاحب اپنے دور میں اسلاف کی قابلِ احترام تصویر تھے اور ان کے دم سے علمِ دین اور علم طب دونوں کے چمن میں بہار تھی۔ ان کی موت علاقے بھر میں خدمتِ خلق کا زوال بن گئی۔

ان کے طبی اور اخلاقی نظریات میں سے نمونے کے طور پر ہم ”بچے کی پرورش کے اصول“ اور ”نفس امارہ پر قابو پانے کا قانون“ اختصار کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

بچے کی پرورش

بچے کی پرورش کے بنیادی اصول بیان کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

۱۔ بچہ کی پرورش کا پہلا اصول یہ ہے کہ ماں اپنے بچے کو اپنا دودھ پلائے ڈبے یا گائے بھینس کا نہ پلائے۔ بچہ کو ایک علیحدہ چھوٹی چارپائی پر لٹا کر والدہ کی حفاظت میں دے دیا جائے۔ جب بچے کو بھوک لگے گی تو ماں کا دودھ بھی جوش کرے گا۔ بس اس وقت ماں بیٹھ کر دودھ پلائے۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کبھی لیٹ کر دودھ نہ پلائے۔ جب تک دودھ جوش نہ کرے یعنی بچہ کو بھوک نہ لگے ہرگز دودھ نہ پلائے۔ کبھی بچہ کو اپنے پہلو میں نہ سلائے کہ بخارات آدمی کے زہریلے ہوتے ہیں۔

۲۔ جب تک دانت نہ نکلیں دودھ کے سوا اور کوئی غذا نہ دے۔ اگرچہ

والدہ کا دودھ کم ہی کیوں نہ ہو اگر دودھ بہت کم ہو تو اس کا علاج کیا جائے
اگر علاج سے بھی دودھ کی کمی پوری نہ ہو تو پھر گائے کا دودھ بہتر ہے جس میں
برابر کا پانی ملا کر جوش دیا گیا ہو اور تھوڑا میٹھا بھی ملا ہوا ہو کسی حالت میں بچہ
کو گود میں بار بار نہ لیں اور بار بار نہ کھلائیں اور نہ لیے لیے پھریں ظاہری پیار ظاہری پیار
کی کوئی ضرورت نہیں ہے بلکہ بچہ کو لیٹے لیٹے خود ہی ہاتھ پاؤں مارنے دیں
اس کی فطری ورزش میں ہرگز دخل اندازی نہ کریں جو فطرت اس سے کرواتی فطری ورزش
ہے ورنہ بچہ کو رونے کی عادت پڑ جائے گی اور یہ رونے کی عادت بچہ کو رونے کی عادت
بزدل اور ہر بد عادت کا گہوارہ بنا دے گی بچہ کو ہمیشہ پیٹ کے بل لٹایا کریں پیٹ کے بل
اس سے اس کا ہضم قوی ہو گا اور قبض نہیں ہو گی اور اس کی ریڑھ کی ہڈی جو ستونِ ہاضمہ قوی
بدن ہے مضبوط ہو کر دماغ اور اعصاب بھی قوی ہو جائیں گے اور اس طرح دماغ قوی
بچہ سال کے اندر ہی چلنے لگ جاتا ہے۔ اس کے اندرونی اعضا قوی ہو
جاتے ہیں۔ وہ بیمار نہیں ہوتا اور اگر رونے کا عادی ہو گیا تو بھی اس کا رونا
ختم ہو جاتا ہے اور پھر تمام عمر کمزور نہیں ہوتا کیونکہ ستونِ بدن مضبوط ہو جاتا
ہے۔ اب نہ اس کا دماغ کمزور ہو گا اور نہ دیگر امراض ہوں گے اور اگر پشت
کے بل لٹا دیا جائے تو تمام فائدے مذکورہ بالا معدوم ہو جاتے ہیں۔ یاد
رکھیے کہ تمام بیماریاں اور کمزوریٔ اعضا اور بُرے خصائل والدہ کی گود سے عادات اور والدہ کی گود
نکلتے ہیں اور زیادہ لاڈ پیار سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ تہذیب، سلیقہ
اور ہدایت صرف رعب اور خوف سے ہی آسکتی ہے، اس لیے بچوں پر
باپ کا رعب ہونا چاہیے اور باپ کو بچوں کو اٹھانا کھلانا اور لاڈ پیار
اور والدہ کی سی شفقت نہ کرنا چاہیے ورنہ باپ کا رعب جاتا رہے گا اور
آگے چل کر بچہ نافرمان اور بدعادت ہو جائے گا اور پھر اس کا کوئی

علاج نہ ہوگا۔

۳۔ والدہ کے لیے لازم ہے کہ وہ بچے کو روزانہ غسل دے اور کپڑے بدلے اور اسے ضرورت کے مطابق صاف ستھرا رکھے۔ ضرورت کے مطابق تھوڑی دیر بعد پاخانہ پیشاب کرا کر لٹا دیا کرے۔ صرف تین چار دن کی کوشش سے ہی بچہ زمین پر پیشاب کرنے کا عادی ہو جائے گا اور حاجت کے وقت وہ خود نتھنے پھلائے گا اور ہاتھ پیر مارے گا جس سے والدہ کو خود بخود معلوم ہو جائے گا کہ بچے کو حاجت ہے۔ بچے کو وہ حاجت سے فراغت کے بعد پھر بستر پر لٹا دے، گود میں ہرگز نہ لے۔

حاجت کے وقت

۴۔ جب بچہ زمین پر گھسٹنے لگے تو پھر اس سے صرف زبانی پیار کیا جائے۔ جب اس کے دانت نکل آئیں اور وہ بیٹھنے لگ جائے تو روٹی کھاتے وقت والدہ اسے اپنے ساتھ بٹھائے تاکہ وہ روٹی کھانے کا نمونہ دیکھے مگر اس سے یہ نہ کہا جائے کہ کھا۔ رفتہ رفتہ جب وہ خود ہی ہاتھ بڑھانا شروع کرے تو روٹی کا ٹکڑا پکڑا دیا جائے اور جب وہ کھانے لگے تو اسے اپنے ساتھ کھلایا جائے مگر اپنے ہاتھ سے ہرگز نہ کھلائیں۔ البتہ بہت چھوٹے چھوٹے لقمے بنا کر اس کے پاس رکھ دیں کیونکہ والدہ کو اس کی بھوک کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ جب وہ خود کھائے گا تو سیر ہو کر خود ہی چھوڑ دے گا۔ نیز شروع پرورش سے ہی اسے سویرے جاگنے یعنی چار بجے جاگنے کا عادی بنا دیا جائے تاکہ اس کا دماغ طاقت ور اور دانشمند بن جائے۔

کھانے کے بعد
پانی کے
نقصان

۵۔ یاد رکھیں کہ رات کو روٹی کے بعد کبھی پانی نہ پیا جائے اور نہ بچے کو پلائیں اس سے نزلہ پیدا ہوتا ہے اور بچوں کی آنکھیں پانی پینے پلانے سے ہی دکھنی شروع ہو جاتی ہیں۔ ان فطری قوانین پر عمل کرنے سے بچہ خود بخود دو سالہ

ہونے پر دودھ چھوڑ دے گا۔ البتہ جب ابھی دو سال میں سے بھی تین ماہ باقی ہوں تو رات کو دودھ دینا بند کر دیا جائے اور صبح اور تین بجے شام کا وقت مقرر کر دیا جائے۔ چند روز بعد صرف صبح رہنے دیا جائے۔ پھر کچھ دن اس کی یہ عادت بھی جاتی رہے گی۔ یہی طریقہ بچوں کی پرورش کا ہے۔ اس پر جوں جوں عمل کیا جائے گا اور تجربات ہوں گے بچوں میں جو جو عادات نیکی، فرماں برداری، سلیقہ، سعادت مندی، خدمت شعاری اور شرافت پیدا کرنا مطلوب ہوگا وہی عادات ہم پیدا کر سکیں گے اور وہ پیدا ہو جائیں گی۔"

بچے کی پرورش کے بعد ان کا "نفس امارہ پر قابو پانے کا قانون" دیکھیے کہ وہ کیا بیان کرتے ہیں:

> "ـــــــ انسان کے جسم کو اس کی روح سے الگ کر کے نہیں رکھا جا سکتا نفسِ امارہ روح کا دشمن ہے۔ نفسِ امارہ یا شیطان جس نے انسان کی روحانیت کو سلب کرنے کے لیے اس کے دل پر پنجہ مارا ہوا ہے۔ اس کی پیدائش کے چار عنصر ہیں۔ روح کی صحت جسم کی صحت پر اثر انداز ہوتی ہے اس لیے اسے بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ان عناصر کا چارٹ اور علاج درج ذیل ہے۔

یہ چارٹ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں:۔

نفس امارہ پر قابو پانے والے عناصر کا چارٹ۔

	۱	۲	۳	۴	۵
	نفس امارہ یا شیطان کے اثرات	کن وجوہات سے طاقتور ہوتا ہے پیدائش کے اسباب	انسان کو کیا نقصان ہوتا ہے	اسکا علاج صحت بخش اور مجرب	روحانیت کو کیا فائدہ علاج میں ہوتا ہے
۱	تکبر یعنی اپنے آپ کو بڑا سمجھنا	دنیا کی زنانہ رسومات عورتوں کی معرفت قبضہ کرتا ہے	دنیا کی نظروں میں ذلیل اور بے عزت اور غربت	استغفار زیادہ کرنا، نماز میں لمبا قیام اور کلمۂ تمجید	روحانیت ترقی کر کے طاقتور ہوتی ہے
۲	غصہ غیر شرعی رنج	ضد سے بڑھتا ہے۔ اس میں بھی عورت کا دخل ہے	عقل سے دوری اور مختلف جرائم کا ارتکاب	خاموشی اور دل میں کلمۂ تمجید آیتِ کریمہ	عقل سلیم اور خوشنودی فروتنی اور اللہ کے سامنے عجز
۳	طمع، حرص و ہوا یعنی خواہشاتِ نفسانی	لوگوں کی کمائی پر نظر رکھنا مفت خور بننا	دروغ گوئی اور ہر شخص سے مرعوب رہنا	توکل کرنا اور صبر کی عادت اپنانا، اپنی کمائی پر تکیہ کرنا	رزق میں اور ہر کام میں برکت اور عزت بڑھتی ہے
۴	شہوت عورتوں سے اختلاط	راگ اور عشقیہ ناول تماشا و سینما سے	بزدلی، روح کو سیاہ مکر و فریب کرتا ہے	روزے کثرت سے رکھنا، عورتوں کی مجلس سے پرہیز کرنا اور لاحول کا ورد کرنا	روشن ضمیری اور اللہ سے تعلق اور راسخ الاعتقادی

خالق، مالک بادشاہ کائنات خدا تعالیٰ کے احکام کا اتباع مخلوق کا فرض اور حق ہے۔ جو خواہشات احکامِ الٰہی کے اتباع سے بغاوت پیدا کرتی ہیں وہ انہیں کا نام شیطان ہے جس کو مجسم کر کے ابلیس کی صورت میں پیش کر دیا گیا ہے ——"

نفسِ مطمئنہ

"—— نفسِ امارہ ایک غیر تربیت یافتہ گھوڑے کی طرح ہے۔ اگر اس کے منہ میں لگامِ شریعت دے کر اس پر مضبوط سواری کی جائے تو یہ عرشِ معلّٰی پر لے جاتا ہے اور اگر اس پر قابو نہ پایا جائے تو وہ دوزخ میں لے جاتا ہے۔ آدمی کی پیدائش کا یہی راز ہے۔ نفسِ امارہ درست شدہ کا نام ہی نفسِ مطمئنہ ہے، جو نورِ محض ہے۔ یہی تابع شدہ وہ براق ہے جس نے جنابِ سرورِ کائناتؐ کو معراج کرایا تھا۔ اس کی شکل کسی عارف نے نہایت صحیح بنائی ہے۔ تکبر اوپر کو چڑھنا اس کا خاصہ ہے، تیزی غصہ کا خاصا ہے، چارپایوں کا جسم طمع کی علامت ہے، چہرہ سینہ خوبصورت عورت کا شہوت کی علامت ہے مگر شاہ سوار کے نیچے تابع اور مسلمان ہو چکا ہے، اس لیے جبریل وہاں نہ پہنچ سکا جہاں وہ لے کر چلا گیا اور معراج کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں۔ جو شخص ان خصائلِ اربعہ میں مشغول ہو کر ان کا تابع ہوا وہ دونوں جہانوں میں ذلیل اور بے عزت و رسوا ہو گیا۔ جس شخص نے ان کا مقابلہ کر کے ان کو اپنا تابع بنایا اور شریعت کے ماتحت ان سے خوب کام لیا وہ نورٌ علیٰ نور ہو گیا۔ جو شخص مقابلہ چھوڑ کر بھاگ کر تارکِ دنیا ہو گیا۔ وہ اپنے آپ کو تو بچا لے گیا مگر بہادری کا تمغہ اور عالی مرتبہ سے محروم رہا۔"

"—— ولی کے لیے کشف و کرامات لازمی نہیں ہیں۔ ولایت تو یہ ہے کہ نفسِ امارہ پر خدائی اصولوں کے ماتحت ضبطِ نفس کے ذریعے قابو پایا جائے

اور ان سے خدائی احکام کی تابع فرمانی کا کام لیا جائے تاکہ ان میں برائی کی طاقت نیکی سے بدل جائے اور انسان مقربِ بارگاہِ الٰہی ہو جائے۔ خدا کی قربت سے ہی انسان کے ہاتھ خدا کے ہاتھ اور اس کے پاؤں خدا کے پاؤں بن جاتے ہیں۔ یہی قانون قدرت پر حاوی ہوتا ہے اور اسی سے انسان تقدیرِ یزداں بن جاتا ہے"

حکیم سید غلام رسول شاہ گیلانی مرحوم کے حالات اور خیالات سے آپ نے اندازہ لگا لیا کہ ایسے افرادِ ملتِ مسلمہ میں بہت کم دکھائی دیتے ہیں۔ دنیا میں الجھے ہوئے حیران و پریشان لوگوں کا ہجوم ہمیں ہر طرف دکھائی دیتا ہے۔

لیکن ایسے گمنام لوگ ہی اُمتِ محمدیؐ کا مکھن اور جوہر ہیں جو فروغِ اسلام اور خدمتِ خلق کو اپنی زندگی کا مشن بناتے ہیں۔ مرحوم حکیم صاحب کی زندگی میں ہمارے دور کے لوگوں کے لیے بہت عمدہ نمونہ اور سبق پایا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حکیم صاحب مرحوم کی زندگی ایسی درخشاں اور سبق آموز زندگی ہے کہ اس کے بارے میں ایک جامع کتاب مرتب کرنے کی ضرورت ہے جو آنے والی نسلوں اور خصوصاً طبیب حضرات کے لیے روشنی کا مینار ثابت ہو سکتی ہے۔

میں نے ان سے بہت کچھ سیکھا اس لیے کہ وہ میرے والد بزرگوار تھے اور میں نے ان کی مانند خدا ترس اور نیک نفس انسان بہت کم پائے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کی کتاب طبابت پیشہ حضرات کے لیے نمونہ اخلاق اور معاون اور رہنمائے فن ثابت ہو۔

❋

کارخانۂ قدرت میں غور و فکر کرنا بھی عبادت ہے

باب ۱

ابتدائیہ

میں نے اس صدی کے پہلے سال سے ہی اپنی طبی زندگی کا آغاز کیا تھا اور اب تک علمِ طب سے میرا تعلق علمِ دین کے بعد سب سے زیادہ ہے۔ میرے نزدیک دو ہی علوم علم کہلانے کے مستحق ہیں۔ انسان کی روح کی صحت کا علم، جسے علم دین کہتے ہیں اور اس کے جسم کی صحت کا علم جسے علم طب کہا جاتا ہے۔ میں نے اپنی ساری عمر انہیں دونوں علوم کی تحصیل اور مشق میں گزاری ہے اور اب جب کہ میری عمر پچانوے سال سے بھی تجاوز کر گئی ہے اور علم طب میری رگ رگ میں تجربہ بن کر سمایا ہوا ہے میں نے اپنا حاصل مطالعہ اور عمر بھر کے تجربات کا نچوڑ اس کتاب میں بیان کر دیا ہے تاکہ خلق خدا اس سے استفادہ کر سکے۔

بیماریوں میں تپ سب سے زیادہ، سب سے پیچیدہ اور طبیبوں کے لیے سب سے زیادہ پریشانی کا باعث بنتے ہیں۔ میں نے ان کی تشخیص و علاج پر اس کتابچے میں ذرا زیادہ تفصیل سے بات کی ہے۔ ان کی تشخیص و علاج کا جو قانون میں نے دلیل کے ساتھ بیان کیا ہے وہ میرا خود ساختہ ہے اور بار بار میرے تجربے میں آیا ہے۔ ان کے علاوہ بھی جو قوانینِ علاج میں نے بیان کیے ہیں یہ کسی کتاب سے حاصل نہیں کیے گئے ہیں بلکہ یہ محض اللہ کا فضل، میری اپنی ذہنی کاوش اور میرے عمر بھر کے تجربات کا نچوڑ ہیں۔

میں کوئی دوکاندار نہیں ہوں۔ صرف ایک طبیب ہوں۔ بیمار کے مدعو کرنے پر اس

کے گھر جا کر اور شب و روز اس کو اپنی نگرانی میں رکھ کر، اس کی ہر حرکت اور ہر کیفیت پر نظر رکھتے ہوئے علاج کرتا رہا ہوں۔ میں نے بیماریوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے گھٹتے بڑھتے قدم بہ قدم پیچھے ہٹتے اور بیمار پر سخت حملہ کرتے دیکھا ہے۔ میں نے عمر بھر مریضوں کا علاج کسی جلب منفعت کے لیے نہیں کیا ہے میں نے عمر بھر اپنی زبان سے کسی انسان سے ایک پیسہ بھی طلب نہیں کیا ہے۔ بس انسانی ہمدردی کے جذبے اور خیر خواہی کی نیت سے ہی عمر بھر علاج کرتا رہا ہوں۔

میں نے عمر بھر کسی مریض سے فیس طلب نہیں کی اور اپنے پورے دورِ طبابت میں کسی ایک مریض کی طرف سے بھی ناکام واپس نہیں آیا۔ ہر جگہ ہر علاج میں میں کامیاب رہا اور اس کامیابی کو میں اللہ کا احسان اور اس کا فضل سمجھتا ہوں۔ آج تک کوئی بیمار میرے زیر علاج رہتے ہوئے مرا نہیں ہے۔ میرا طریق علاج یہ ہے کہ میں سب سے پہلے مرض کو بڑھنے سے روک دیتا ہوں اور مرض کو روکنے کا فوری قانون یہ ہے کہ مریض کے ہضم کو فوراً درست کر دیا جائے۔ اسے قبض نہ رہنے دی جائے اور مریض کو نیند لانے کی کوشش کی جائے۔ اور حتی الوسع اس کی بھوک کو بھی درست کر دیا جائے۔

میرے نزدیک چند اصول ہیں جن کے اہتمام سے انسان دنیا میں ترقی کر سکتا ہے اور ہر فن میں جو اس نے اختیار کیا ہے، تکمیل تک پہنچ سکتا ہے۔

۱۔ سب سے پہلی چیز انسان کا محنتی ہونا ہے یعنی محنت ہی انسان کو تکمیل کا راستہ دکھاتی ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ انسان ہر کام جسے اپنے ذمے لے اسے ذوق و شوق محنت، توجہ اور کوشش سے کرے۔ ذہن میں ہر وقت اس کا خیال رکھے۔ کسی کام کو جو شرعاً جائز ہو اپنے لیے حقیر نہ سمجھے تاکہ اسے اس کام سے دلچسپی پیدا ہو جائے اور

اور وہ اطمینان اور دلجمعی سے اپنا کام کر سکے۔ پھر اپنی محنت کا نتیجہ اور اس کا حاصل وہ اپنے اللہ کے سپرد کر دے۔

۲۔ دوسری چیز قربانی ہے۔ انسان جس مقصد کے لیے قربانی دے سکتا ہے وہ چیز ضرور اسے حاصل ہو جاتی ہے۔ قربانی کا مطلب یہ ہے کہ کسی مقصد کے حصول کے لیے خدا سے یکسوئی کے ساتھ دعا کرنا اور پھر اپنی سب سے عزیز چیز اس کے حضور میں فدا کر دینا ہے مثلاً کسی بُری عادت کو جو فطرتِ ثانیہ بن چکی ہو خدا کی خاطر چھوڑ دینا یا اپنے نفس کے ذمے کسی ایسے شرعی کام کی ڈیوٹی لگا لینا جس کا وہ عمر بھر تارک رہا ہو۔ یا کسی برائی سے توبہ کر لینا۔ یہی قربانی ہے، اس سے انسان کے نفسِ امارہ پر جبر کا سخت بوجھ پڑتا ہے اور اس کا شیطان مغلوب ہو جاتا ہے۔

۳۔ تیسری چیز سخاوت کا رویہ اختیار کرنا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ بڑے سخی تھے۔ مہمانوں کے بغیر کبھی کھانا نہ کھاتے تھے اس کے نتیجے میں وہ خدا کے خلیل بن گئے اور ہمارے حضورؐ کی زبانِ مبارک سے بھی اللہ تعالیٰ نے یہی کہلوایا کہ

قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا

تو میرے بھائی اگر تم دنیا میں معزز بن کر رہنا چاہو تو خلقِ خدا کی بھلائی کرو۔ مسکینوں کی امداد کرو اور عجز کا رویہ اختیار کرو۔ لوگوں سے اجتناب اور گریز نہ کرو۔ ان میں گھل مل کر رہو۔ ان کے دکھ سکھ میں کام آنے کی کوشش کرو اور ان کے مقابلے میں کبھی برائی کا رویہ اختیار نہ کرو۔ لوگ خود بخود مانوس ہو کر تم سے محبت اور تمہارا احترام کرنے لگیں گے۔

اگر تم طبیبِ حاذق بننا چاہو تو علاج محض بیمار کی صحت کی نیت سے کرو اور اس کے دلی خیر خواہ بن کر اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ فیس کا لالچ دل سے نکال دو۔ بس اسی سے

تمہاری تشخیص میں خلوص اور تمہاری دوا میں شفا کی کیفیت کا اضافہ ہو جائے گا۔ یاد رکھو کہ انسان کی روزی نسخہ میں نہیں بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

* * *

۴۔ چوتھی چیز ہر نیک اور بھلے کام پر مداومت کا رویہ ہے۔ تم جس شخص سے بھی معاملہ کرو اور جس سے کلام کرو ہمیشہ دلجمعی یکسوئی، ذہنی انہماک اور قلبی اطمینان کے ساتھ کرو۔ دل سے آمدنی کی کمی کا احساس نکال دو۔ خدا اسی کام میں برکت دے گا اور اسے تمہارے لیے کافی بلکہ زیادہ کر دے گا۔ درحقیقت دوام ہی کام کو مکمل کرتا ہے اور جس کام کو تکمیل سے پہلے چھوڑ دیا جائے وہ سارا کام ضائع ہو جاتا ہے۔ اگر عمر کا کافی حصہ عبادت اور نیکیوں میں صرف کیا جائے اور آخر عمر میں پہنچ کر نیکی چھوڑ دی جائے تو پھر سابقہ سب کچھ ضائع ہو جاتا ہے کیونکہ پرہیزگاری اور خدا ترسی کی تکمیل کی مدت تا رہائشِ دنیا ہے اور موت پر ہی اس کی تکمیل ہوتی ہے۔ یہی توبہ کا فلسفہ ہے پس دوام ہی کام کا اصل الاصول ہے۔

* * *

۵۔ پانچویں چیز تکبر سے مکمل اجتناب ہے۔ تکبر بدترین گناہ ہے۔ مخلوق خدا کو اپنے سے کم رتبہ کبھی نہ سمجھو۔ کسی چیز کا حلال حرام ہونا اس کے نقص پر دلالت نہیں کرتا بلکہ یہ حکم الٰہی پر مبنی ہے۔ اللہ کے حکم کے آگے سر جھکانے سے نفسِ امارہ مغلوب ہوتا ہے اور اسے مغلوب کرنے کے لیے ہی حلال و حرام اور معروف و منکر کی حدود کھینچی گئی ہیں تاکہ بندے کے گلے میں غلامی کا پٹہ اور اطاعت کی تکمیل پڑی رہے۔ یہی ہمارا امتحان ہے اور ہمارا کام یہ ہے کہ ہم اللہ کے ہر حکم کے سامنے صرف سر تسلیم خم کر دیں۔ بلا دلیل، بلا حجت بلا جرح اور بلا چون و چرا تسلیم کرنا ہی طرز بندگی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی کام بھی جو شرعاً ناجائز نہیں ہے وہ کمینہ کام نہیں ہے۔ یہ صرف دنیا کی آبادکاری کے لیے

ہے کہ مختلف لوگوں کو مختلف کاموں پر ان کی صلاحیتوں کے مطابق خدا نے لگا دیا ہے اس لیے کسی کام میں نہ اعزاز ہے اور نہ ذلت ہے۔ اعزاز اور ذلت انسان کے اپنے طرزِ عمل میں ہوتے ہیں۔

۶۔ چھٹی چیز یہ ہے کہ دشمنی کرنے والے کو اپنا دشمن سمجھ کر اس کا مخالفانہ مقابلہ نہ کیا جائے بس تم جس راستے کو دلیل سے صحیح سمجھتے ہو اس پر مضبوطی سے ڈٹے رہو۔ یہ تو سب سے پہلا اصول ہے کہ ہر راستی کے مقابل ابلیس اور اس کی ذرّیت ضرور موجود ہوگی۔ اس کے مکر سے بچ نکلنا نہایت ضروری ہے لیکن اس کے ڈر یا دھوکے سے راستی کو چھوڑ بیٹھنا سخت درجے کی نادانی، کوتاہی اور خسارے کی بات ہے۔ لوگوں کے مقابلے کے لیے کسی طور بھی تیار نہ ہو۔ شیطان کے سوا انسانوں کا مقابلہ صرف غرور کا مظہر اور تکبر کا حصہ ہے البتہ بھلائی اور سچائی کی مدافعت ضروری ہے اور جب مقابلہ کرنے والا صلح کرے یا ہار جائے تو پھر تمہیں بھی بلا دریغ اور بلا تاخیر اس سے صلح کر لینی چاہیے۔ مستقل دشمنی باطل کے سوا کسی سے بھی نہ ممکن ہے نہ مناسب ہے اور نہ جائز ہے۔

۷۔ ساتویں چیز یہ ہے کہ انسان شہوت رانی سے پرہیز کرے، انسان کی جسمانی اور روحانی ترقی میں جس قدر یہ کام حارج ہے آتنا کوئی دوسرا کام حارج نہیں ہے۔ جو شخص شہوت پر حاوی اور قابو یافتہ ہے وہ دنیا میں اگر بادشاہ بننا چاہے یا دین میں قطب بننا چاہے یا اسلام میں مجاہد بننا چاہے تو اسے کچھ دیر نہیں لگتی۔ یہ بہت بڑی قربانی ہے جو شخص اس کے تسلط سے بچ جائے تمام دنیا اس کی تابعدار ہو سکتی ہے۔ حضورؐ نے جن دو چیزوں کے غلط استعمال سے بچنے اور ان کی حفاظت کی ذمہ داری لینے والے کے لیے جنت کی ضمانت دی تھی ان میں ایک زبان تھی تو دوسری یہی شہوت تھی۔ جو شخص شہوت پر

قابو پالے درحقیقت وہ شیر پر بھی سواری کر سکتا ہے اور ظاہر ہے کہ ابلیس شیر سے کم خوفناک جانور نہیں ہے۔

۸۔ آٹھویں چیز خیالات کی پاکیزگی ہے۔ خیالات کی پاکیزگی یہ ہے کہ انسان کا ذہن صاف ستھرے پاکیزہ صحت مند نیکی اور بھلائی کے حامل افکار کا حامل ہو۔ اس میں گندے جذبات۔ حسد۔ بغض۔ چغلی۔ غیبت۔ نفتنہ ہم عصری۔ لالچ۔ تکبر۔ مقابلہ۔ معیار زندگی کی دوڑ اور دوسروں کے مقابلے میں اپنی بڑائی جتانے کے خیالات نہ پرورش پاتے رہیں۔ انسان کا دل و دماغ خیالات کے کاروانوں کی گزرگاہ ہے۔ یہ گزرگاہ نیکی اور بھلائی کی ہونی چاہیے نہ کہ شرارت اور بدنفسی کی۔ اس کے لیے انسان کو پاکیزہ کتابوں کا مطالعہ۔ صالحین کی صحبت کا اہتمام۔ قرآن وسنت سے متواتر تعلق اور خدا کے سامنے جوابدہی کا زندہ احساس اپنے اندر تازہ رکھنا بہت ضروری ہے۔ پاکیزہ خیالات رکھنے والے دل ودماغ کی روح بہت کم بیمار ہوتی ہے اور اس کا جسم بھی بہت سی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ بیماریوں کے بُرے جراثیم جس طرح جسم میں داخل ہو کر فساد پیدا کرتے ہیں اسی طرح بدنفسی۔ ناخدا ترسی اور بدخلقی کے بُرے جراثیم بھی روح میں داخل ہو کر اسے بیمار اور مضمحل کر دیتے ہیں۔ اور بیمار روح کا جسم توانا نہیں رہ سکتا اس لیے پاکیزہ خیالات کا خصوصی اہتمام بہت ضروری ہے اس کے بغیر جسمانی بیماری پر کنٹرول دشوار ہو جاتا ہے۔

یاد رکھیے کہ ترقی چالیس سال کی عمر تک ہی کی جاسکتی ہے۔ اس کے بعد اسی ترقی کی بنیاد پر انسان اپنی عمارت کی بنیاد رکھ سکتا ہے اگر انسان ترقی کے بعد نکاح کرے تو پھر وہ کچھ عروج بھی دیکھ سکتا ہے۔ میں اس سے بڑی قربانی اور اس سے زیادہ مفید کسی کام کو نہیں سمجھتا کہ انسان اپنے جذبات پر قابو پالے۔

اس بات کو بھی کبھی فراموش نہ کرنا چاہیے کہ بعض ایسی صفاتِ فاضلہ ہیں جنہیں پرورش کرنے سے انسان اعلیٰ قسم کا انسان بن جاتا ہے اور اعلیٰ قسم کا انسان ہی قربِ الٰہی حاصل کرسکتا ہے۔ ان میں سب سے پہلی انسانی صفت خاموشی اور کم گوئی ہے۔ اس سے عقل بڑھتی ہے۔ نیکی کی رغبت بڑھتی ہے۔ عوام کے دلوں میں انسان کا رعب بڑھتا ہے اس کی محبت بڑھتی ہے اور انسان لوگوں میں معزز اور باوقار ہو جاتا ہے۔ دوسری صفت دیانتداری اور خدا ترسی ہے اس سے انسان میں حوصلہ بڑھتا ہے بے فکری بڑھتی ہے۔ جرات و بہادری بڑھتی ہے اور غم و آلام سے انسان نجات پا لیتا ہے۔ عوام کے دلوں میں ایسے شخص کی عزت اور بزرگی بڑھ جاتی ہے۔ تیسری صفت بے طمع اور متوکل ہونا ہے اس سے صبر و شکر اور قناعت بڑھتی ہے انسان بُرے سے بُرے حالات میں بہتر سے بہتر طرزِ عمل کا مظاہرہ کرسکتا ہے اور عوام کے دلوں میں ایسے انسان کا اعتماد و اعتقاد بڑھ جاتا ہے۔

میں نے اپنی زندگی میں عمل و اخلاق اور طب و علاج کے بے شمار تجربے کیے ہیں جن اعمال و تجربات کو بنی نوعِ انسان کے لیے مفید سمجھا ہے ان کو اپنے سینے میں دفن کر کے قبر تک لے جانے کی بجائے اپنے بھائیوں تک پہنچانا بھی میں نے اپنا فرض سمجھا ہے اس لیے یہ کتاب مرتب کی ہے لیکن حاشا و کلا کہ مجھے کسی شہرت کی طلب ہو۔ مقصود صرف یہ ہے کہ خدا کے بندوں کو نفع حاصل ہو۔

میں سمجھتا ہوں کہ علاج قوانینِ فطرت کی مدد سے ہی ہو سکتا ہے ان سے ہٹ کر نہیں ہو سکتا۔ ان کو جانتے سمجھنے اور ان کا بنایا ہوا رُخ اختیار کرنے سے ہی علاج ممکن ہے۔ علاج مجربات اور پیٹنٹ نسخوں کا نام نہیں ہے جو سنیاسیوں کو بیسوں سال

غاروں میں بیٹھنے سے ملتے ہیں اور جن کے گھسنے اور رگڑنے سے قلعی چاندی بن جاتی ہے اور تانبہ سونا بن جاتا ہے۔ یہ بے معنی باتیں ہیں۔ درحقیقت چاندی اور سونا انسانی تجربات سے زیادہ قیمتی نہیں ہیں۔ انسانی تجربات نے ایک سفید دھات کا نام چاندی رکھ کر اسے قیمتی قرار دے دیا ہے اور ایک زرد دھات کا نام سونا رکھ کر اسے نہایت ہی قیمتی بنا دیا ہے۔ اس لیے اصل قدر و قیمت کی چیز انسانی تجربات ہیں۔ انسانی تجربات بھی غاروں میں حاصل نہیں ہوتے بلکہ انسانوں کے اندر رہنے۔ ان کے دکھ سکھ میں شریک ہونے، ان سے ملنے برتنے، ان کی مشکلات میں کام آنے، ان کی فطرت کے منشاء کے خلاف کارروائیوں کا مشاہدہ کرنے اور ان کے نقصانات دیکھنے اور فطرت کے اصولوں کے مطابق عمل کر کے انہیں صحت سے ہمکنار کرنے سے ہی حاصل ہوتے ہیں۔ اس لیے علم طب غاروں اور سنیاسیوں اور صدری مجربات کا علم نہیں ہے یہ انسانوں انسانی معاشرے اور معالجات و تجربات کا علم ہے۔

اس کتاب میں انسانی صحت کے بارے میں قوانینِ فطرت کے عمل کا میں نے جو کچھ مشاہدہ کیا ہے اسے بلا کم و کاست آپ کے سامنے رکھ دیا ہے۔ آپ اس کا گہرائی سے مطالعہ کریں گے تو اس علم کو نہایت آسان پائیں گے لیکن اگر سرسری طور پر دیکھیں گے تو ظاہر ہے کہ انسان ہی کائنات کی سب سے قیمتی شے ہے اور اس کی صحت کے ساتھ بے دریغ کھیلنا بہت بڑا گناہ ہے ؎

ازیں نقشیست کز ما یاد ماند
کہ ہستی را نمی بینم بقائے
مگر صاحبدلے روزے برحمت
کند درحق ایں مسکیں دعائے

شکر نعمت حصول نعمت کا بہترین ذریعہ ہے

باب ۲

فطرت

فطرت ان خصائل کا نام ہے جو قدرت نے کسی نوع کے خمیر میں متمکن کر دیے ہیں اس لیے ان کے سیکھنے سکھانے کی ضرورت نہیں ہوتی جیسے ایک مرغی انڈے دینے کے لیے جگہ تلاش کرتی ہے اور انڈوں کو سیتی ہے اور عین موقعہ پر ان کو پھاڑ کر بچے نکالتی اور ان کو دانہ چگنا سکھاتی ہے اس کو کسی نے پرورش کا یہ طریقہ سکھایا نہیں ہے۔ بس جو کام خود بخود ذہن میں پیدا ہوتے ہیں اور انسان اپنے آپ ان کو جانتا ہے وہ سب فطرتی ہیں۔ قدرت نے جو جو کام زندگی رکھنے والے جانداروں کے خمیر میں ودیعت کر دیے ہیں خواہ کسی وجود میں وہ کم ہوں یا زیادہ وہ سب فطری امور ہیں۔ جس کی فطرت میں کوئی رجحان زیادہ ہوتا ہے وہ بچپن سے ہی اس قسم کے کاموں میں رغبت زیادہ رکھتا ہے اور پھر انہیں کاموں میں زیادہ ترقی کرتا ہے۔ قدرت نے ہر نوع کو جس کام کے لیے پیدا کیا ہے وہ کام اس کی فطرت میں ودیعت کیا ہوا ہے۔

اس کائنات کو انسان کی خدمت کے لیے پیدا کیا گیا ہے اور خود انسان کو اشرف المخلوقات کا لقب دے کر یہاں پیدا کیا ہے اس کے بعد کہا گیا ہے کہ ہم نے انسان کو اپنی عبادت کے لیے ہی پیدا کیا ہے لہٰذا انسان کی فطرت میں ہی عبودیت کا سرچشمہ موجود ہے۔

فرمایا گیا ہے کہ انسان کو ہم نے زمین کی آبادی کے لیے اپنا خلیفہ یعنی نائب بنا کر بھیجا ہے اس لیے انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنے مالک کے احکام زمین پر جاری کرے۔ اس لیے

کہ وہ نائب ہے خود مالک نہیں ہے اگر وہ خدا کی بجائے اپنے احکام زمین پر چلائے تو گویا زمین کا وہ خود مالک ہے۔ ظاہر ہے یہ ایک خدائی دعویٰ ہے جو سرکشی اور بغاوت ہے۔

سب احکامِ الٰہی فطرتی ہیں مثلاً کسی محبت والے بزرگ شخص کے آنے پر طبیعت خود بخود تعظیم کے لیے کھڑا ہونے پر مجبور کرتی ہے کیا یہ ویسا ہی قیام نہیں جو نماز میں کیا جاتا ہے یہ مقامِ محبت ہے۔ ظاہر ہے کہ خدا سے زیادہ کسی سے محبت کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ پھر کسی بزرگ صاحبِ حکم شخص کو جھک کر سلام کیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ خدا سے بڑا زور آور کوئی نہیں ہے جس کے سامنے جھکا جائے۔ اسی طرح جس کی بزرگی کا اعتراف ہو اور دل اسے قابلِ تعظیم مانتا ہو اس کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھنے کی دلی خواہش ہوتی ہے۔ نماز میں یہی صورت التحیات کی ہے گویا احکامِ خدا و رسولؐ سب کے سب فطرتی ہیں۔ خدا کے احکام یہ ہیں کہ اس لیے ان فطرتی کاموں کا صحیح طریقہ بھی ہمیں بتا دیا ہے اور پھر انہیں اپنے لیے مخصوص کر لیا ہے کیونکہ تمام انسان باہمی مساوی درجہ رکھتے ہیں اور عبادت تو صرف اپنے سے اشرف کی ہی کی جا سکتی ہے اور ہم سے اشرف صرف خدا ہے جو ہمارا خالق ہے۔ مخلوق کے لیے خالق سے بڑھ کر ہونا ممکن ہی نہیں ہے اور اس کے قانون کے ذریعے ہی ہم باہمی حقیقی مساوات قائم کر سکتے ہیں اور اس کی ہدایات کے مطابق ہی ہم ہر لحاظ سے اور اپنے ہر برتاؤ میں عدل و انصاف اور نیک نیتی پر قائم رہ سکتے ہیں۔ انسانی قانون کسی شخص کو نیک چلن نہیں بنا سکتے۔ کیونکہ صحبت اور پرورش کی وجہ سے اخلاق و اعمال میں اور باہمی متکبرانہ برتاؤ اور رسم و رواج میں پڑ کر انسان اعمال قبیحہ کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ہر کام کا اجر ملنا ایک غیر متزلزل قانون ہے اس کے لیے ایک وقتِ جزا بھی مقرر ہے اسی کا نام قیامت ہے۔

کوئی کام بلا نتیجہ نہیں ہو سکتا جب کہ خالق نے دنیا میں ہر شخص کو جذبۂ روحانیت اور اپنے احکام و ہدایات دے کر روانہ کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کے بعد امتحان کی بھی

ضرورت ہے کہ اس نے روحانیت میں کیا اضافہ کیا یا اس سے کتنا انحراف کیا۔ جب تک جسم کو فنا کر کے جو اعمال کا آلہ ہے روحانیت کو مجسم نہ کیا جائے۔ امتحان ہونا ممکن نہیں ہے اسی کا نام موت ہے ورنہ موت مکمل فنا کا نام نہیں ہے بلکہ انسانی وجود سے منتقل ہو کر اعمالی وجود میں چلے جانے کا نام موت ہے۔

دنیا کی ہر خوشی انسان میں تکبر اور خدا سے بے خوفی پیدا کرتی ہے اور دنیا کا ہر غم انسان میں سستی اور غفلت پیدا کرتا ہے اس سے ان کیفیتوں کی حالت میں کسی برائی کے کرنے میں اسے شرم نہیں آتی بلکہ رفتہ رفتہ وہ اس قدر بے باک ہو جاتا ہے کہ برائی کرنا اس کے لیے معمولی کام بن جاتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ خوشی اور غم دونوں جذبوں کو مہمان سمجھا جائے یہ دائمی نہیں ہیں۔ خوشی کی حالت میں اس کے بعد آنے والے غم کا منتظر ہو جانے سے خوشی کا بُرا اثر نہ ہو گا اور غم کے وقت خوشی کی آنے والی گھڑی کا انتظار کرنے سے غم کا بُرا اثر نہ ہو گا۔ ان دونوں حالتوں میں انسان یہ حالات صادر کرنے والے مالک پر بھروسہ رکھے جس کے قبضہ میں یہ دونوں حالتیں ہیں۔ ہمارے قبضہ میں تو کوئی چیز بھی نہیں ہے یہ بھی امتحان کا ہی پرچہ ہے خوشی اور غم۔

اللہ تعالیٰ کو اولادِ آدم بہت عزیز ہے۔ جن چیزوں کے سوا انسان کا گزارہ نہیں ہو سکتا ان کو وہ اپنے اختیار سے خود شب و روز انسان کو براہ راست پہنچاتا ہے جیسے ہوا اور روشنی اور سورج البتہ جن چیزوں کی ضرورت کچھ وقفہ سے ان کے حصول کے لیے کچھ محنت بھی کرنی پڑتی ہے جیسے پانی اور خوراک لیکن جن چیزوں کی ضرورت بہت کم ہے مثلاً ادویات ان میں بھی تین مراتب ہیں اور جن چیزوں کی ضرورت بہت ہی کم ہے ان کے بغیر کام چل سکتا ہے، وہ بالکل نایاب ہیں اسی طرح جس شخص کا وجود انسانوں کے لیے مفید ہے اس کی مدت عمر لمبی کر دی جاتی ہے اور جن کا وجود لوگوں کے لیے باعث تکلیف ہو وہ برباد کر دیے جاتے ہیں،

چاہے بادشاہ ہوں اس لیے حکیم کے لیے ضروری ہے کہ وہ بلا کسی طمع کے محض انسانی ہمدردی کے خیال سے علاج کرے اور دوائیں وہ تجویز کرے جن کو ہر امیر غریب خرید سکے ان میں سے بھی مسکینوں کو مفت دوا دے دیا کرے کہ انسان بیماری میں ہمدردی اور امداد کا مستحق ہوتا ہے۔

* * *

ادب بہترین کمال اور خیرات افضل ترین عبادت ہے

باب ۳

طبیعت

طبیعت کی مثال ایک بے جان مشین کی سی ہے جو کسی دوسرے کی طاقت سے کام تو کرتی ہے لیکن نفع یا نقصان کا شعور نہیں رکھتی۔ قدرت نے جس انداز اور معیار پر اسے متعین کر دیا ہے وہ وہی کام کرتی اور اسی قدر کرتی ہے۔ وہ جسم کی حفاظت کی ذمہ دار ہے اگر کسی بیرونی صدمہ کا خطرہ ہو تو فوراً اپنے ہاتھ پاؤں آگے کر دیتی ہے اور اگر اندرونی خطرہ مرض کا ہو تو مقابلہ کے لیے فوراً تیار ہو جاتی ہے۔ اس کی کمی یا کمزوری کی خارج سے مناسب امداد کرنے کا نام ہی علاج ہے۔

مثلاً اگر طبیعت تپ کے ذریعے نضج کر رہی ہے تو تم بھی نضج ہی کرو جوشاندہ یا خیساندہ کے ذریعے اور اگر وہ دستوں کے ذریعے سدہ نکال رہی ہے تو تم جلاب دو تاکہ سدہ نکل جائے اور اگر طبیعت تعدیل کر رہی ہے تو تم بھی تعدیل کرو غرض وہی کام کرو جو طبیعت کر رہی ہے اسی کا نام امداد طبع یا علاج ہے۔

قدرت نے جسم کی پرورش کے لیے یہ قانون طبیعت کو سکھا دیا ہے کہ وہ جسم میں کوئی خلا نہ ہونے دے اس لیے یہ جسم میں خلا پیدا ہونے نہیں دیتی جہاں خرچ زیادہ ہوتا ہے وہاں تمام جسم سے مواد لا کر وہ خرچ پورا کرتی ہے۔ اسی قانون کے ماتحت امراض میں فصد کیا جاتا ہے۔ مگر اس کو یہ شعور نہیں ہے کہ یہ خرچ مجھے بقا کی طرف لے جا رہا ہے یا فنا کی جانب۔ گویا طبیعت بقا کا ہی اوزار نہیں بلکہ کبھی فنا کا آلہ بھی بن جاتی ہے مثلاً فصد میں اگر خون بند نہ کیا جائے تو طبیعت تمام جسم کا خون اسی

راستے نکال دیتی ہے۔ خلا ہونے کے خوف سے۔ اگر اسے شعور ہوتا تو وہ ایسا نہ کرتی۔ حقیقت میں ہر چھوٹا بڑا قبضہ قدرت کے ہاتھ میں ہے اس نے کام لینے کے لیے کچھ اختیار دیے ہوئے ہیں جن کا انجام کسی کو معلوم نہیں جو قانون ایک جسم پر وارد ہیں وہی قانون تمام کائنات زمینی پر دارد ہیں۔

علم طب میں طبیعت ان سات امورِ طبیعہ کا نام ہے۔

۱۔ ارکان۔ ۲۔ مزاج۔ ۳۔ اخلاط۔ ۴۔ ارواح ۵۔ اعضاء۔ ۶۔ قویٰ۔ ۷۔ افعال۔

گویا اس مشین کے سات پرزے ہیں جس سے یہ مرکب ہے اگر یہ سب پرزے بیکار ہو جائیں تو کام تمام ہو جاتا ہے اگر ان امور میں سے کسی ایک میں نقص ہو جائے تو اس کا نام بیماری ہے اور صحت زائلہ کو درستی پر لانے والے قوانین کا نام ہی طب ہے جس کا موضوع بدن انسانی ہے۔

امور طبیعہ میں جو کچھ آگے بیان کیا جائے گا ان پر پورا عمل کرنے سے بیماری کا احتمال نہیں رہتا لیکن اگر بیمار ہو بھی جائے تو دوا کی ضرورت نہیں ہوتی چند روز کے بعد طبیعت خود بخود بیماری کو دور کر دیتی ہے۔ طبیعت کو حتی الوسع علاج کا عادی نہ کرنا چاہیے اسے صرف عمل کرنے دینا چاہیے۔ جو دوا دن کو دی جاتی ہے، اس کا مکمل فائدہ رات کو ہوتا ہے کیونکہ نیند میں تمام اعضاء سست پڑ جاتے ہیں اور طبیعت کا رجوع معدہ میں ہضم کے لیے اندر کی طرف ہوتا ہے وہ مرض کا مقابلہ نہیں کرتی یہی وجہ ہے کہ رات کو دوا نہیں دی جاتی۔ اس لیے کہ طبیعت نضج کر رہی ہوتی ہے۔

اب ساتوں امور طبیعہ کی ترتیب وار تشریح کی جاتی ہے۔

(۱) ارکان

اسلامی طب کی رو سے ارکان چار ہیں۔

۱۔ آگ۔ ۲۔ ہوا۔ ۳۔ پانی۔ ۴۔ زمین

اگرچہ یہ ایک دوسرے سے پیدا بھی ہوتے ہیں اور باہمی ملے جلے رہتے ہیں مگر اصطلاح اطبا میں یہ سب مفرد ہیں اول تو اس لیے کہ ان میں سے ہر ایک الگ الگ ہماری نظر سے گزرتا ہے نیز مفرد کی تعریف جو کی گئی ہے اس کی رو سے بہ نوبت ان میں سے ہر ایک پر صادق آتی ہے مفرد کی تعریف یہ ہے کہ کسی جزء کا نام کل پر بھی ویسے ہی صادق آئے مثلاً تھوڑی سی آگ کا نام بھی آگ ہے اور بہت زیادہ کا نام بھی آگ ہی ہے۔ پانی کا قطرہ بھی پانی ہے اور سمندر بھی پانی ہی ہے۔ تھوڑی سی ہوا بھی ہوا ہے اور بہت زیادہ ہوا بھی ہوا ہی ہے۔ ایک قطعہ بھی زمین ہی ہے اور پورا کرہ ارض بھی زمین ہی ہے۔ لہٰذا یہ سب مفرد ہیں جیسے جسم میں ہڈی مفرد ہے چھوٹی بھی ہڈی ہے اور بڑی بھی ہڈی ہے۔ اگرچہ وہ متفرق اور مختلف مواد سے بنتی ہے۔

ارکان کی تاثیر معلوم کرنا خواص پر منحصر ہے۔

گرمی کی خاصیت احساسِ تپش اور اوپر کو چڑھنا ہے۔ سردی کی خاصیت فوراً سرد اور نیچے کی طرف گرنا ہے۔ رطوبت کی خاصیت فوراً شکل تبدیل کر لینا ہے اور خشکی کی خاصیت اپنی شکل کو نہ چھوڑنا اور اس پر قائم رہنا ہے۔ لہٰذا آگ گرم خشک ہے کیونکہ وہ اپنی صنوبری شکل کو نہیں چھوڑتی اور ہوا گرم تر ہے کیونکہ اوپر خلا میں چلتی ہے نیچے نہیں گرتی اور اپنی شکل یک دم تبدیل کر لیتی ہے۔ پانی سرد تر ہے نیچے کو گرتا ہے اور فوری شکل تبدیل کر لیتا ہے۔ زمین سرد خشک ہے نیچے کو گرتی ہے اور شکل تبدیل نہیں کرتی۔

گرمی اور سردی کو مزاج کہتے ہیں اور تری و خشکی کو کیفیت کہا جاتا ہے اور وجودی اندازہ کو کمیت کہتے ہیں۔ جو امراض ارکان کی کیفیت کی کمی زیادتی سے پیدا ہوتے ہیں ان کو سوء مزاج سادہ کہا جاتا ہے۔ کیوں کہ کوئی مادہ نہیں ہوتا۔ اس لیے نہ تو نضج کیا

جاتا ہے اور نہ ہی تنقیہ۔ صرف معدلات سے ہی علاج کیا جاتا ہے یہ عسر العلاج امراض ہوتی ہیں اور عناصر اربعہ میں سے جس عنصر میں رطوبت یا یبوست غریبہ پیدا ہو جائے۔ عام آبادی میں اسی قسم کی بیماری بہ شکل وبا پیدا ہوتی ہے۔ جسم انسانی میں یہ اخلاط بصورت عناصر ہیں۔ اگر مرض ہو تو مریض کی چارپائی کی پائینتی کو ایک فٹ اونچی کر دیا جائے تاکہ گرم بخارات اپنی خاصیت کے مطابق پاؤں کے راستے باہر نکل جائیں اور اعضاء رئیسہ ردی بخارات سے محفوظ رہیں اور اگر مرض سرد ہے تو مریض کی چارپائی کو سرہانے کی طرف سے چار انچ بوقت نضیج اونچا کر دو تاکہ سرد مادے اپنی خاصیت کے مطابق نیچے پاؤں کی طرف اتر جائیں اور اعضاء رئیسہ محفوظ رہیں اور طاقت میں کمی نہ ہونے سے دوا جلد فائدہ کر سکے

بلحاظ مقدار ہوا باقی تینوں ارکان سے بہت زیادہ ہے۔

ارکان کا استعمال:

ارکان حمل کے پہلے دن سے زندگی کے آخری دن تک جسم کی پرورش کرتے رہتے ہیں۔ آگ سے مراد اشعات شمسیہ ہیں یہ اشعات اور ہوا دونوں غیر اختیاری ہیں چونکہ ان دونوں رکنوں کی پرورش کی جسم کو زیادہ ضرورت ہے اور صحت کا دارومدار انہی دونوں پر ہے۔ لہٰذا قدرت نے ان دونوں کو اپنے قبضۂ قدرت میں رکھا ہوا ہے تاکہ پرورش میں کمی نہ آنے پائے۔

ہمارا فرض ہے کہ قدرت کے اس انعام سے فائدہ اٹھانے کی خود بھی کوشش کریں اور صبح پو پھٹنے کے وقت اٹھ کر آبادی کی مشرق کی جانب ایک دو فرلانگ پر کوئی زوردار کام دس بجے تک جاری رکھیں تاکہ صبح کی صاف ہوا اور اشعات شمسیہ جو ابھی

انجرات زمینی سے صاف ہیں جسم خوب جذب کرتے۔ اس کے بعد سائے میں یا گھر میں آرام کریں یہ موسم گرما کا وظیفہ ہے۔ اگر موسم سرما ہو تو کسی دیوار کی اوٹ میں جہاں اشعات کا انعکاس ہو وہاں کام کریں جب سردی کم ہو جائے تو پھر باقی وقت میں موسم گرما کا سا عمل کریں۔

دوسرے دو رکن پانی اور زمین ہمارے اختیاری ہیں چونکہ امراضِ جسمانی میں پانی کا حصہ زیادہ ہے اس لیے یہ ہمارے اختیار میں ہے تاکہ ہم مناسب پرہیز کر سکیں اور اعتدال سے کام لیں جیسا کہ اشعات اور ہوا کا استعمال معتدل بیان کیا گیا ہے پانی گرم و سرد سے بھی پرہیز ضروری ہے پانی کا اعتدال کنوئیں کی تہہ میں ہوتا ہے اسی اعتدال پر استعمال کریں۔ اگرچہ آگ سے کرنا پڑے اور پینے کے لیے ایک ایک دو دو گھونٹ پانی سانس لے لے کر پئیں ایک ہی سانس میں مسلسل نہ پئیں۔ مسلسل پینے سے زیادہ پیا جاتا ہے۔ اعتدال نہیں رہتا جو بیماری پیدا کرتا ہے۔ دو دو گھونٹ سے پیاس جلدی زائل ہو جاتی ہے زیادتی نہیں ہوتی۔

بعد خوراک تین [illegible]

موتیا، دانت، کان، نزلہ کا علاج

بعد خوراک تین گھنٹے تک پانی نہ پیو اگرچہ پیاس صادق ہو خوراک سے پہلے یا درمیان میں سیر ہو کر پانی پیو اور بعد خوراکِ شب سورج نکلنے تک پانی نہ پیو نزلہ اور دوآر پیدا کرتا ہے۔ پانی کی زیادتی سے ہی شکم میں ہر قسم کے کیڑے یعنی مرض دیدان پیدا ہوتی ہے اور ریگن یعنی عرق النساء اور تمام درد ریحی خواہ بازو ہو یا سینہ وغیرہ بلکہ وجع المفاصل تک کثرت پانی کی پیداوار ہیں۔ پانی کے غیر محتاط زیادہ استعمال سے موتیا بند ہو جاتا ہے اور دانت اور کان تک بے کار ہو جاتے ہیں اس کا علاج یہ ہے کہ جب نزلہ پیدا ہو تو اسی وقت سر کے بل ٹانگیں سیدھی اوپر کو کر کے کسی دیوار کے سہارے ۵ منٹ تک کھڑے ہوں اور یہ مشق روزانہ کریں۔ کم از کم ہفتہ بھر تک انشاء اللہ آخری دم تک سب مرضیں دور رہیں گی نہ موتیا ہوگا نہ دانت اور کان بیکار

جاتا ہے اور نہ ہی تنقیہ۔ صرف معدلات سے ہی علاج کیا جاتا ہے یہ عسر العلاج امراض ہوتی ہیں اور عناصر اربعہ میں سے جس عنصر میں رطوبت یا یبوست غریبہ پیدا ہو جائے۔ عام آبادی میں اسی قسم کی بیماری بہ شکل وبا پیدا ہوتی ہے۔ جسم انسانی میں یہ اخلاط بصورت عناصر ہیں۔ اگر مرض ہو تو مریض کی چارپائی کی پائینتی کو ایک فٹ اونچی کر دیا جائے تاکہ گرم بخارات اپنی خاصیت کے مطابق پاؤں کے راستے باہر نکل جائیں اور اعضاء رئیسہ ردی بخارات سے محفوظ رہیں اور اگر مرض سرد ہے تو مریض کی چارپائی کو سرہانے کی طرف سے چار انچ بوقت نضیج اونچا کر دو تاکہ سرد مادے اپنی خاصیت کے مطابق نیچے پاؤں کی طرف اتر جائیں اور اعضاء رئیسہ محفوظ رہیں اور طاقت میں کمی نہ ہونے سے دوا جلد فائدہ کر سکے

بلحاظ مقدار ہوا باقی تینوں ارکان سے بہت زیادہ ہے۔

ارکان کا استعمال:

ارکان حمل کے پہلے دن سے زندگی کے آخری دن تک جسم کی پرورش کرتے رہتے ہیں۔ آگ سے مراد اشعات شمسیہ ہیں یہ اشعات اور ہوا دونوں غیر اختیاری ہیں چونکہ ان دونوں رکنوں کی پرورش کی جسم کو زیادہ ضرورت ہے اور صحت کا دار و مدار انہی دونوں پر ہے۔ لہٰذا قدرت نے ان دونوں کو اپنے قبضۂ قدرت میں رکھا ہوا ہے تاکہ پرورش میں کمی نہ آنے پائے۔

ہمارا فرض ہے کہ قدرت کے اس انعام سے فائدہ اٹھانے کی خود بھی کوشش کریں اور صبح پو پھٹنے کے وقت اٹھ کر آبادی کی مشرق کی جانب ایک دو فرلانگ پر کوئی زوردار کام دس بجے تک جاری رکھیں تاکہ صبح کی صاف ہوا اور اشعات شمسیہ جو ابھی

انجرات زمینی سے صاف ہیں جسم خوب جذب کرے۔ اس کے بعد سائے میں یا گھر میں آرام کریں یہ موسم گرما کا وظیفہ ہے۔ اگر موسم سرما ہو تو کسی دیوار کی اوٹ میں جہاں اشعات کا انعکاس ہو وہاں کام کریں جب سردی کم ہو جائے تو پھر باقی وقت میں موسم گرما کا سا عمل کریں۔

دوسرے دو رکن پانی اور زمین ہمارے اختیاری ہیں چونکہ امراضِ جسمانی میں پانی کا حصہ زیادہ ہے اس لیے یہ ہمارے اختیار میں ہے تاکہ ہم مناسب پرہیز کر سکیں اور اعتدال سے کام لیں جیسا کہ اشعات اور ہوا کا استعمال معتدل بیان کیا گیا ہے پانی گرم و سرد سے بھی پرہیز ضروری ہے پانی کا اعتدال کنوئیں کی تہہ میں ہوتا ہے اسی اعتدال پر استعمال کریں۔ اگرچہ آگ سے کرنا پڑے اور پینے کے لیے ایک ایک دو دو گھونٹ پانی سانس لے لے کر پئیں ایک ہی سانس میں مسلسل نہ پئیں مسلسل پینے سے زیادہ پیا جاتا ہے اعتدال نہیں رہتا جو بیماری پیدا کرتا ہے۔ دو دو گھونٹ سے پیاس جلدی زائل ہو جاتی ہے زیادتی نہیں ہوتی۔

بعد خوراک تین گھنٹے تک پانی نہ پیو اگرچہ پیاس صادق ہو خوراک سے پہلے یا درمیان میں سیر ہو کر پانی پیو اور بعد خوراکِ شب سورج نکلنے تک پانی نہ پیو نزلہ اور دوار پیدا کرتا ہے۔ پانی کی زیادتی سے ہی شکم میں ہر قسم کے کیڑے یعنی مرض دیدان پیدا ہوتی ہے اور ریگن یعنی عرق النساء اور تمام درد ریحی خواہ بازو ہو یا سینہ وغیرہ بلکہ وجع المفاصل تک کثرت پانی کی پیداوار ہیں۔ پانی کے غیر محتاط زیادہ استعمال سے موتیا بند ہو جاتا ہے اور دانت اور کان تک بے کار ہو جاتے ہیں اس کا علاج یہ ہے کہ جب نزلہ پیدا ہو تو اسی وقت سر کے بل ٹانگیں سیدھی اوپر کو کر کے کسی دیوار کے سہارے ۵ منٹ تک کھڑے ہوں اور یہ مشق روزانہ کریں۔ کم از کم ہفتہ بھر تک انشاء اللہ آخری دم تک سب مرضیں دور رہیں گی نہ موتیا ہوگا نہ دانت اور کان بیکار

موتیا، دانت، کان، نزلہ کا علاج

ہوں گے بدن کے سب قوٰے دانتوں کے محتاج ہیں جب تک دانت مضبوط ہیں قوٰے بھی مضبوط رہیں گے جب دانت ختم ہوئے تو سب قوٰے بھی مضمحل ہو جائیں گے۔

دوسری مشق

اگر طبیعت میں نزلہ زیادہ ہو تو جب نزلہ پیدا ہو تو یہی مشق کرو چند بار کی مشق سے ہی نزلہ مستقل طور پر دور ہو جائے گا اگر یہ مشق نہ کر سکو تو پھر چارپائی کی پائینتی کو ایک فٹ اونچا کر کے اوس پر چت لیٹ جاؤ یعنی پشت کے بل لیٹ جاؤ اور مناسب یہ ہے کہ نصف گھنٹہ تک لیٹے رہو۔ زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ یا کم از کم تین دن یہ عمل جاری رکھو اس مشق سے نزلہ دور ہو جائے گا دیگر متعدد امراض بھی دور ہوں گی البتہ پانی کا اعتدال ہر لحاظ سے کرو تو سر سے پاؤں تک انشاء اللہ کوئی درد پیدا نہ ہوگا اگر پانی پینا اعتدال سے بھی کم کرو گے تو باقی فائدے تو بحال رہیں گے مگر پانی کی کمی پوری کرنے کے لیے طبیعت معدہ میں رطوبت پیدا کر کے کمی پوری کرے گی اور رات کو منہ سے پانی گرنا یعنی رال بہنا شروع ہو جائے گا۔ بہرحال ہر معاملے میں اعتدال ہی ضروری ہے اگر کسی بے احتیاطی سے آنکھ میں موتیا اترنا شروع ہو جائے اور چاند ایک کی بجائے کئی چاندوں کی قطار نظر آئے تو سر کے بل کھڑا ہونے کی مشق سے رک جائے گا۔ اگر غفلت کی گئی اور موتیا پختہ ہو گیا تو پھر دوا سے علاج کرو صحت ہو جائے گی۔ البتہ یہ یاد رہے کہ آپریشن شدہ عضو کا کوئی علاج نہیں ہوتا۔ آنکھ کے موتیا کا علاج ممکن ہے اس کا نسخہ درج ہے۔

نسخہ موتیا بند :

ھوالشافی

سرمہ سیاہ تولہ۔ نوشادر ۳ ماشہ۔ تخم نیل ۶ ماشہ سوختہ۔ تینوں ادویہ کا سرمہ بنا کر صبح شام استعمال کرنا کم از کم ایک ماہ۔ موتیا خواہ کسی درجہ میں ہو شفا ہوگی۔ بشرطیکہ آنکھ آپریشن شدہ نہ ہو بعد آپریشن کوئی علاج کارگر نہیں ہے۔

شام کی سیر : آبادی کے جنوب

اس کے بعد زمین کا اعتدال یہ ہے کہ موسم سرما میں زمین پر سونا چاہیے تاکہ زمینی بخارات اپنی اصل حالت پر سرد ہونے سے پہلے ہی جسم میں جذب ہو جائیں اور موسم گرما میں کسی بلند مقام مثلاً چارپائی پر سونا چاہیے تاکہ اشعات سے گرم شدہ بخارات جسم تک پہنچنے سے پہلے معتدل ہو کر جذب ہوں اگر شام کو سیر کے لیے جانا ہو تو آبادی کے جنوب کی طرف جانا چاہیے۔ مغرب کی طرف جانا بصارت اور صحت دونوں کے لیے نقصان دہ ہے۔

(۲) مزاج

قدرت کا قانون ہے کہ پہلے ہر چیز کو زمین سے پیدا کیا جاتا ہے اور پھر اس کے بعد اسے بیج سے پیدا کیا جاتا ہے۔ آیہ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ۔ حکماء متقدمین کا قول ہے کہ جب کوئی مادہ کوئی حیوانی صورت اختیار کرنے کے قابل ہو جاتا ہے تو قدرت اس کو روح عطا کر دیتی ہے جس کا یہ طریقہ مقرر ہے کہ سورج کی گرمی جب زمین کو تقریباً تین ماہ تک سخت گرم کرتی ہے تو شب و روز گرم رہنے سے سورج کی گرمی اور زمین کے مادوں کا امتزاج ہو جاتا ہے پھر بارش ہوتے ہی لاکھ دو لاکھ قسم کے کیڑے اور مینڈک وغیرہ پیدا ہو جاتے ہیں اور اس کے بعد وہ جوڑا جوڑا ہو جاتے ہیں اور باقی تمام سال باوجود بارش کے کوئی کیڑا پیدا نہیں ہوتا کیونکہ گرمی نہیں ہوتی۔ ثابت ہوا کہ جو زمینی مادہ کوئی شکل اختیار کرنے کے قابل ہو جاتا ہے جس کو قرآن مجید میں صلصال کہا گیا ہے یعنی دھوپ کی تیزی سے زمین کی ٹھیکریاں بن گئی ہوں پھر بارش سے کیچڑ جس کو حما مسنون کہا گیا ہے۔ اسی طرح آدم کو پیدا کیا گیا تھا۔ اب وہی آدم جوڑا جوڑا ہو کر اب نطفہ سے پیدا ہو رہے ہیں۔

قدرت کاملہ نے اپنے بندوں کو پیدا کرنے سے بہت مدت پہلے ان کی خوراک کا انتظام کر دیا تھا معہ تمام ضروریات کے غلہ جات میوہ جات ادویات حیوانات

گوشت کھانے اور چمڑا پہننے کے لیے جس سے ہم میں خون پیدا ہو اور خون کا خلاصہ مادۂ منویہ تیار ہو اور وجعلنا من الماء کل شیئ حیی کا حکم مکمل ہو سکے (آگ ہوا زمین) تینوں ارکان پانی سے پیدا کیے گئے ہیں اور ان تینوں سے کل پیدائش کی گئی لہٰذا ہر چیز پانی سے پیدا کی گئی ہے۔ چنانچہ تمام حیوانات میں مادہ منی سے پیدائش ہوتی ہے اور نباتات میں بیج سے جو خلاصہ اپنے پودے کا ہے اور دونوں میں اپنی جنس کی شکل موجود ہوتی ہے اور خوراک بھی۔ مثلاً غلہ جات میں نکّا میں پودے کی شکل موجود ہے باقی حصہ خوراک ہے اسی طرح انسانوں کے بننے کے لیے نطفہ میں انسان کی شکل موجود ہوتی ہے جو رحم میں پرورش پاتی ہے۔ یعنی جب مرد اور عورت کی منی یک دم اکٹھا انزال ہونے سے ملتی ہیں تو مرد کی منی غلیظ ہونے کی وجہ سے تہ نشین ہو جاتی ہے اور عورت کی منی بوجہ رقیق ہونے کے اس کے گرد محیط ہو جاتی ہے اور مرد کی منی کی غذا بننی شروع ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ ہڈیاں اور اعصاب مرد کی طرف سے اور گوشت عورت کی طرف سے ہوتا ہے یعنی بناوٹ شکل رنگ والدہ کا اور توانائی جوڑ ہڈی والد کے ہم شکل ہوتے ہیں اسی لیے نسب مرد کی طرف سے ہوتا ہے اور عقل عادات امراض قسمت والدہ کی طرف سے۔ اس طرح انسان کا مزاج بنتا ہے۔

مزاج کی ضرورت و فوائد:

کائناتِ زمینی اور سماوی سب کی سب انسان کی خدمت کے لیے بنائی گئی ہے جو خدمت اس کے سپرد کی گئی ہے اسی مناسبت سے اس کا مزاج بھی بنایا گیا ہے تاکہ انسانی زندگی کے لیے اضطراری تابعدار موجود ہوں چاروں رکن کسی نوع میں بھی برابر نہیں رکھے گئے۔ جس تناسب سے وہ ہیں اسی تناسب پر وہ تندرست رہ کر خدمات سرانجام دے سکتا ہے۔ شیر تیز گرم خشک آتشی مزاج اور خرگوش سرد خشک زمینی مزاج میں ہی تندرست رہ سکتا ہے۔ مرد کو گرم مزاج طاقت ور دلیر بنایا گیا ہے تاکہ گھر کے

بیرونی کام اور محنت و مشقت کر سکے اور عورت کو بلغمی مزاج بنا کر گھر کے انتظام اور بچوں کی پرورش پر مقرر کیا گیا ہے تا کہ با حوصلہ ہو اور اس کے بلغمی نرم وجود سے لطیف خون بن کر طفل لطیف کی خوراک کے کام آئے جو خوراک عرصہ تین سال تک جاری رہتی ہے۔

یہ غلطی عام طور پر مشہور ہے کہ بچہ کو خوراک خونِ حیض سے ملتی ہے یہ بالکل جہالت کی بات ہے خونِ حیض تو رحم کی صفائی کے لیے آتا ہے یہ گندہ خون طفل لطیف کی خوراک کے قابل نہیں ہوتا بلکہ عورت کے بلغمی وجود سے جو خونِ لطیف بنتا ہے وہیں سے بچے کی خوراک ملتی ہے اسی لیے جوں جوں حمل کی مدت گزرے گی تو عورت کمزور اور بدصورت ہوتی جائے گی، اس لیے کہ بچے کی خوراک اس کے لطیف خون سے بنتی ہے، البتہ حیض کا کچھ دنوں کے لیے خون بند ہو جاتا ہے جو بوقت ولادت زیادہ خارج ہوتا ہے اور نفاس کہلاتا ہے دوسری یہ بات بھی بہت مشہور ہے کہ عورتوں میں شہوت زیادہ ہوتی ہے یہ بھی سراسر غلط ہے۔ چونکہ ہر مادہ بلغمی مزاج ہوتی ہے اس لیے لازماً اس میں شہوت کم ہونی چاہیے، خصوصاً پردہ دار عورتوں میں تو بہت ہی کم ہوتی ہے۔

مردوں میں شہوت یکجا ہوتی ہے اور عورتوں میں تمام جسم میں منتشر ہوتی ہے کیونکہ عورتوں سے خوبصورتی مطلوب ہوتی ہے اور خوبصورتی کا انحصار جسم کی بناوٹ اور چُستی پر ہے اور جسم کی بناوٹ کی چستی شہوانی مادہ پر منحصر ہے۔

عورتوں کی منی رقیق ہوتی ہے جو کمیٔ شہوت کی دلیل ہے اس کے علاوہ عورتوں کو احتلام بھی شاذ ہی ہوتا ہے حیوانات میں دیکھا جا سکتا ہے کہ باوجود شرم و حیا اور عقل و خرد نہ ہونے کے مادہ نر کے آگے آگے بھاگتی پھرتی ہے اور نفرت کرتی ہے اور نر اس کے پیچھے پیچھے مارا مارا پھرتا ہے۔ عاشق مرد مجنوں بن جاتے ہیں لیکن کوئی عورت مجنوں نہیں ہوتی۔ شریعت نے بھی مردوں کو بیک وقت چار نکاح کی اجازت دی ہے۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ ہر عورت شادی سے پہلے اور بیوہ ہونے کے بعد تندرست رہتی ہے لیکن جب

تک گرہستی ہوتی ہے بالعموم بیمار رہتی ہے اس کے برعکس مرد شادی سے پہلے اور بیوی کے بغیر اکثر بیمار رہتا ہے اور گرہستی زندگی میں تندرست رہتا ہے۔

مردوں کے لیے ناف سے زانو تک پردہ ہے کیونکہ مرد کی شہوت اسی حصہ میں مرکوز ہے اور عورت کے تمام بدن میں منتشر ہے اس لیے تمام بدن کا پردہ اس پر فرض ہے ظاہر ہے کہ کوئی پراگندہ چیز طاقت کا اظہار نہیں کر سکتی۔

عورتوں کو پردہ کا حکم اس بنا پر نہیں ہے کہ ان میں شہوت زیادہ ہوتی ہے بلکہ عقل ایک نور ہے جو صرف انسان کو ہی دیا گیا ہے اور اسی انعام ربانی کی وجہ سے اس کو اشرف المخلوقات کا لقب ملا ہے اور جس قدر کسی فرد کو یہ نور فطرتاً ملا ہے اسی قدر وہ اشرف ہے اسی نور کی روشنی کا نام حیا ہے جو انسانی فطرت ہے انسان کو جس قدر کسی عضو کو برہنہ کرنے سے حیا آتا ہے اتنا ہی اس عضو کا پردہ فرض کیا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ حیوانوں اور بچوں کیلیے کوئی پردہ نہیں کیونکہ ان میں حیا کا احساس نہیں ہے عورتوں کو ہر حصۂ جسم کے برہنہ کرنے سے حیا آتی ہے لہذا ان کو تمام جسم کا پردہ لازم کیا گیا ہے۔ یہ انسان کی عزت افزائی ہے کوئی جبر نہیں ہے جن اعضار کو برہنہ کرنے سے حیا آتی ہے وہ برہنہ ہونے سے سُست پڑ جاتے ہیں جس سے روح کمزور ہو جاتی ہے ان کو برہنہ کرنے سے منع کیا گیا ہے تاکہ ہر وقت جسم چست اور خوش رہے اس سے حکم خداوندی کی تعمیل کا اجر علیحدہ ملتا ہے اور پردہ کے فوائد سے مستفید ہونے کا الگ موقع ملتا ہے۔ یہ قانونِ فطرت کا دوہرا فائدہ ہے۔

۲ پردے سے پردہ میں عورت کی خوبصورتی اور نزاکت اخیر عمر تک قائم رہتی ہے اس میں وفاداری اور فرمانبرداری مرکوز ہو جاتی ہے۔ کسی شخص کو باپردہ گھر میں جانے کی جرأت نہیں ہوتی خانگی حالات سے کوئی شخص بھی واقف نہیں ہو سکتا۔ اگر میاں بیوی میں کسی بات سے رنجش بھی پیدا ہو جائے تو عورت گھر چھوڑ کر نہیں جا سکتی وہ اپنے وارثوں کی ماتحتی کی

خوگر ہوتی ہے اس لیے کسی بدمعاش کی چپڑی چپڑی باتوں میں آنے سے وہ محفوظ رہتی ہے اگر عورت کو خود مختار کر دیا جائے تو شاید نکاح کرنے کے لیے اسے کوئی مرد بھی آسانی سے پسند نہ آتا۔ عورت اگر روزی کمانا جانتی ہو تو بالعموم نکاح سے نفرت کرنے لگتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وارث ہی اس کا نکاح کرتے ہیں اگر مرد عورت کے مزاج میں اختلاف نہ ہوتا تو دنیا کی آبادی قطعاً ممکن نہ ہوتی۔ چنانچہ مزاج بھی چار ہی ہیں۔ گرم، سرد، تر اور خشک۔ ان کو مرکب کرنے سے گرم تر، سرد تر۔ گرم خشک، سرد خشک یہی چار بنتے ہیں، ان میں سب سے افضل مزاج گرم تر ہے۔ گرمی ہر چیز کو طاقت دیتی ہے اور سردی منجمد کر کے طاقت ختم کر دیتی ہے۔ خشکی ہر چیز کو مضبوط کرتی ہے اور تری ہر چیز کو ڈھیلا اور کمزور کر دیتی ہے۔

(۳) اخلاط

ہضم اول۔ منہ میں لقمہ چبانے سے شروع ہو کر معدہ اور آنتوں میں ختم ہوتا ہے اسی ہضم سے صحت کی ابتداء ہوتی ہے اور اسی سے بیماری کا آغاز ہوتا ہے۔ خوراک زود ہضم ہونی چاہیے۔ ہر چیز جس کو باریک پیسا جائے وہ قابض ہو جاتی ہے اور جس کو موٹا پیسا جائے وہ زود ہضم اور قبض کشا ہو جاتی ہے اور مسہل اشیاء کا معاملہ اس کے برعکس ہے روٹی کے لیے آٹا موٹا بلا چھانے ہونا چاہیے جس میں نمک ملا کر خمیر کیا ہوا ہو دھیمی آگ پر خوب اچھی طرح پکایا جائے اور پھر خوب چبا چبا کر کھایا جائے تاکہ لعاب دہن سے رقیق کھچڑی سی بن جائے۔ کیونکہ انسانی غدودوں کا پانی ہی ہضم میں مدد کرتا ہے جس قدر زیادہ غدودوں کا پانی غذا میں ملے گا اسی قدر ہضم اچھا ہو گا۔ نیز چبانا دانتوں کا کام ہے معدہ کا نہیں اگر لقمہ چبانے میں دانتوں سے اچھی طرح کام نہ لیا جائے تو معدہ تو دانتوں کا کام کر نہیں سکتا لہٰذا بجائے خون کے بلغم پیدا ہو گی اور معدہ کی بلغم مرض دوّار پیدا کرتی ہے یعنی لقمہ اگر پورا چبایا نہ جائے تو دماغ میں چکر پیدا ہوتے ہیں۔ جب غذا معدہ میں پہنچتی ہے تو

پردہ صفاق جو چربی دار جھلی ہے اور جو معدہ پر محیط ہے اس میں غدودیں بہت ہوتی ہیں وہ غدودیں غذا میں پانی ڈالتی ہیں۔ منہ اور جھلی کی غدودوں کا پانی ۲۴ گھنٹے میں تقریباً سوا سیر ہوتا ہے اگر منہ کی غدودوں کا پانی مطلوب مقدار سے کم ہو تو ہضم کے نقص کی سوزش حلق میں ہوتی ہے گویا پانی طلب کرتی ہیں۔ اس صورت میں گڑ کھانا چاہیے تاکہ پانی کی مقدار پوری ہوجائے اگر جھلی کے پانی کی مقدار کم ہو تو سوء ہضم کے ڈکار آتے ہیں۔ اس صورت میں نمک کھانا چاہیے۔ اگر ہضم معدہ میں نقص رطوبت کی زیادتی سے ہو تو نزلہ پیدا ہوگا اور اگر یبوست کی زیادتی سے نقص ہضم ہو تو زکام پیدا ہوگا پردہ صفاق کی چربی معدہ کی گرمی کو محفوظ رکھتی ہے معدہ اور آنتوں کی حرکت دوری دبے ٹانگ کیڑے یا سنڈی کی چال، غذا کو ہضم کرکے غلیظ کشکاب بناتی ہے جس کو کیلوس کہتے ہیں یہ کام ختم ہونے تک معدہ پر بھاری اور سانس تنگ ہوتا ہے جب کشکاب بن کر معدہ کی غذا آنتوں میں تقسیم ہوجاتی ہے تو معدہ کا بھاری پن رفع ہو جاتا ہے۔

اب ماساریقا کا کام شروع ہوتا ہے۔ ماساریقا معدہ اور آنتوں میں چھ رگیں ہیں جو کیلوس سے رقیق اور صاف حصہ پُن چھان کر جگر میں پہنچا دیتی ہیں اور جگر میں اس کا نام کیموس ہے اب ہضم اول کا کام ختم ہو جاتا ہے۔ اور ہضم اول کا فضلہ رودہ اعور میں جمع ہو کر براستہ امعاء مستقیم خارج ہوتا ہے چونکہ ہضم اول میں کیلوس تیار ہوتا ہے اور کیلوس کو منضج کی ضرورت نہیں ہوتی اس لیے ناف سے سر تک جو امراض پیدا ہوتے ہیں ان میں منضجات یعنی جوشاندہ خیساندہ کی ضرورت نہیں ہوتی صرف مقویاتِ معدہ وامعا اور رفعِ قبض کی ضرورت ہوتی ہے لہٰذا اس حصہ جسم میں جس عضو میں تکلیف ہو اسی عضو کی نسبتی ادویۂ تقویت اور ازالۂ قبض کی ضرورت ہوتی ہے۔

ہضم دوم : کیموس جگر کی رگوں میں نضج پاکر ہم رنگ جگر سرخ ہو جاتا ہے کیونکہ طبیعت اور اعضا کو سرخ رنگ فطرتاً پسند ہے اور مفرح ہے ہضم اول کا فضلہ گوبر ہے

اور ہضم دوم کا فضلہ پیشاب ہے جو جگر سے ٹپک کر گردہ میں گرتا ہے اور گردے اس کو سرد کر کے مثانہ میں ڈالتے ہیں جہاں وہ جمع ہوتا ہے اور پُر ہونے پر نکال دیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے پیشاب کی سوزش گردہ کی گرمی کی علامت ہے۔

خون تیار شدہ کو دل تک پہنچانا بھی جگر کا ہی کام ہے وہاں وہ گرم اور صاف ہو کر بذریعہ شرائین تمام جسم میں تقسیم ہوتا ہے اور کیموس کا جو حصہ خام رہ جاتا ہے وہی بلغم ہے جو بعض اعضاء کی خوراک بھی ہے مثلاً دماغ کی اور بعض سخت اعضا کو ڈھیلا کرنا یا تنگ راستوں میں سے خوراک کو گزرنے کی آسانی پیدا کرنا ہے یعنی خون خام کا نام ہی بلغم ہے جو فاقہ کے وقت غذا کا کام بھی دیتی ہے اسی لیے رمضان شریف صحت کا سرچشمہ ہے جس میں ساری فالتو بلغم اور فاضل رطوبات جسم کی خوراک بن جاتی ہیں اور جسم صحت مند ہو جاتا ہے لہذا ان تمام امراض میں منضج لازمی امر ہے جو جگر سے تعلق رکھتی ہیں اور ہر مرض جو ناف سے نچلے حصہ جسم میں ہو مثلاً وجع المفاصل نقرس یا تمام بدن میں ہو مثلاً تپ وغیرہ سب کا جگر سے تعلق ہوتا ہے چونکہ جگر میں اخلاط پیدا ہوتی ہیں اور اخلاط سے ہی یہ امراض مذکورہ پیدا ہوتی ہیں۔ لہٰذا پہلے منضج دے کر مواد پکایا جائے اور جب مکمل پک جائے تو تنقیہ کر دیا جائے۔

نضج میں کیموس میں بولحت اور تیزی پیدا ہوتی ہے اسی کا نام صفرا ہے۔ صفرا کا رنگ زرد اور مزہ کڑوا ہوتا ہے یہ بھی اعضا کی غذا بنتا ہے مثلاً ریہ وغیرہ۔ اور رگوں کے تنگ راستوں میں سے خون کو رقیق کر کے گزارنے کے کام بھی آتا ہے اور جو بچ جاتا ہے وہ پتے میں جو جگر کے نچلے حصہ کے پاس ہے وہاں جمع رہتا ہے اور جو حصہ کیموس کا زیادہ گاڑھا یعنی تلچھٹ ہو جاتا ہے وہ سودا کہلاتا ہے اس کا رنگ سیاہی نما اس کی لذت ترشی اور اس کا مقام تلی ہے۔ یہ خون کو گاڑھا بنا کر گوشت بنانے اور بعض اعضا کی غذا کے کام آتا ہے۔ مثلاً ہڈی اور اعصاب۔ صفرا معدہ اور امعا کو

پہلے صاف کرتا ہے پھر سوداگر کر بھوک لگاتا ہے یہ تینوں اخلاط خون کی خادم اور خون میں مخلوط رہ کر جسم کی پرورش کرتی ہیں اور یہی طبعی اخلاط ہیں۔ امراضِ خلطی خصوصاً تپ ہر قسم کے اسی ہضم دوم میں نقص سے پیدا ہوتے ہیں یعنی ناف سے اوپر کے حصۂ جسم میں جو امراض پیدا ہوتے ہیں وہ ہضم اول کے نقص سے اور ناف سے نچلے حصے اور جوڑوں اور تمام جسم میں جو امراض ہوتے ہیں وہ ہضم دوم کے نقص سے پیدا ہوتے ہیں۔

یہ تمام مشینری قدرت کی اضطراری تابعدار ہے جو بلاشعور وارادہ کے اپنا کام اپنے اپنے وقت پر کرتا ہے۔ چابی قدرت کے ہاتھ میں ہے صحت بیماری موت کسی کام میں ایک سیکنڈ بھی پس و پیش نہیں ہو سکتا۔ سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر۔

ہضم سوئم: دل سے صاف اور گرم شدہ خون معہ اپنے خادموں کے رگوں میں دورہ کرنے کا نام ہضم سوئم ہے لیکن موٹی رگوں سے گزر کر خون کا دورہ باریک رگوں کی معرفت گوشت تک پہنچانا مطلوب ہوتا ہے اس دورہ میں خون شریانوں کی معرفت تمام جسم میں دورہ کرتا ہوا عروق شعریہ میں سے گزر کر جو نہایت باریک جسم کے انتہا میں وریدوں کے سروں سے ملتی ہیں۔ ہوتا ہوا وریدوں میں آجاتا ہے اور پھیپھڑوں کے راستے بذریعہ وریدہ شریانی دل میں پہنچتا ہے اور وہاں تازہ خون کے ساتھ مل کر پھر صاف گرم ہو کر دورہ میں شامل رہتا ہے اس کا فضلہ رینٹھ غلفہ وغیرہ ہیں۔ یہ فضلا ہضم سوئم ہے جو حکمار متقدمین نے لکھا ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ فضلہ ہضم سوئم تو غدودوں کی خوراک بن جاتا ہے فی الحقیقت رینٹھ غلفہ وگوبر فضلہ ہضم اول ہیں اور پیشاب فضلہ دوم ہے۔ اس ہضم کے نقص سے ورم دنبل اور سرطان وغیرہ پیدا ہوتے ہیں ان کا علاج بھی تنضیج کے لیے پلٹس اور تنقیہ کے لیے چیر کر صاف کرنا ہے اور کوئی آسان راستہ تنقیہ کے لیے نہیں ہے خون باقی تینوں اخلاط کا نصف ہے۔ یہی افضل ہے اور پرورش بدن بھی اسی پر منحصر ہے۔

ہضم چہارم: وہی خون جو عروق شعریہ کی معرفت جسم کو سیراب کر رہا ہوتا ہے اس کو مادۂ سودا اپنی ترشی سے جما کر گوشت بنا دیتا ہے اور جو تحلیل میل وغیرہ دورہ میں پیدا ہوتی ہے وہ فضلہ میل پسینہ چمڑے کے مسامات کے ذریعہ باہر نکل جاتا ہے اس ہضم کے نقص سے بثورات پھوڑے۔ پھنسیاں۔ تورکی۔ چیچک۔ خسرہ کاکڑا وغیرہ پیدا ہوتے ہیں علاج مالش گرم ٹکور اور غسل گرم وغیرہ ہے۔ ظاہر بدن سے بھی قریب اور آسان راستہ تنقیہ کا ہے۔ ان ہر چہار ہضم کی مثال بعینہٖ نہری کاشتکاری کی سی ہے۔ جگر معدہ برفانی پہاڑ ہیں جن سے پانی دریا یعنی خون دل میں آتا ہے وہاں سے شریانوں یعنی نہروں میں جاتا ہے اور نالیوں اور کھالوں کے ذریعے زمین کے قطعوں میں پہنچ کر جذب ہوتا اور کھیتی پیدا کرتا ہے۔ یہ تمام محکمہ ہضم کا ہے جس کا افسر طبیعت ہے جو قدرت کا اضطراری تابعدار ہے اور بے شعور کام کرتا ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم۔

اخلاط کے قدرتی اوزان:

ہر انسان کے جسم کا ۲/۹ حصہ چاروں اخلاط ہیں مثلاً جس آدمی کا وزن ۲۷ سیر ہے اس میں اخلاط ۶ سیر ہوتے ہیں اور جملہ اخلاط میں نصف خون ہوتا ہے یعنی ۶ سیر اخلاط میں خون ۳ سیر ہوتا ہے اور بلغم ۶ سیر کا تیسرا حصہ ہوتی ہے یعنی بلغم ۲ سیر ہوئی۔ اور صفرا چھ سیر کا آٹھواں حصہ یعنی صفرا ۳ پاؤ ہوا اور سودا ۶ سیر کا چوبیسواں حصہ ہوتا ہے یعنی وہ ایک پاؤ ہوا۔

اخلاط غیر طبعی:

کسی خلط میں رطوبت کا پیدا ہو جانا یا کسی اندرونی یا بیرونی گرمی سے جل کر گاڑھا ہو جانے کا نام اس کا غیر طبعی ہونا ہے کیونکہ وہ طبیعت کے استعمال کے قابل نہیں رہتی لیکن رطوبت پیدا ہونے کی بجز نزلہ کے اور کوئی وجہ نہیں۔ اگر ہضم اول کے نقص سے نزلہ پیدا ہوا ہے تو ظاہر بیں خارج ہوتا نظر آتا ہے اگر یہی نقص دوسرے کسی ہضم میں

ہو جس کو باہر نکلنے کے لیے کوئی راستہ نہیں تو یہی خلط غیر طبعی ہوتی ہے۔

خلط غیر طبعی کی تشریح :

ہضم میں نقص پیدا ہو جانا ایک طبعی امر ہے چونکہ تمام بدن میں غذائی کام کرنے والی قوتیں چار ہیں (۱) قوت ہاضمہ، جو غذا کو ہضم کر کے تمام بدن میں پہنچاتی ہے اور (۲) قوتِ ماسکہ، جو غذا کو اس وقت تک روکے رکھتی ہے جب تک قوت ہاضمہ اپنا کام پورا نہیں کر لیتی اور (۳) قوتِ جاذبہ، جو غذا کو جذب کر کے ہر عضو میں پہنچاتی ہے تاکہ وہ اسے اپنی خوراک بنا لے۔ اور (۴) قوتِ دافعہ، جو فضلاتِ ہضم کو باہر نکال دیتی ہے۔ گویا آخری تین قوتیں قوت ہاضمہ کی خادم ہیں چونکہ قوتِ جاذبہ کا جذب کرنا ہی کام ہے جو زیادہ طاقت کا کام نہیں ہے اس لیے قوتِ جاذبہ بہت کم کمزور ہوتی ہے۔ اسی طرح قوتِ ماسکہ کا کام بھی آسان ہے یہ بھی کمزور بہت ہی کم ہوتی ہے لیکن قوتِ ہاضمہ اور قوتِ دافعہ کا کام بہت طاقت کا کام ہے اس لیے ان میں نقص عام ہوتا رہتا ہے جو عضو اپنی غذا کو مکمل ہضم نہیں کر سکتا اور اس میں گرمی یا رطوبت یا یبوست بڑھ جاتی ہے وہی غذا غیر منہضم کی نزلی رطوبت یا خلط غیر طبعی ہے اب اس عضو بیمار کی تکلیف تمام بدن کی تکلیف کا باعث ہوتی ہے مثلاً سر کے تین حصے ہیں مقدم حصہ، وسطی حصہ، اور موخر حصہ، اگر مقدم حصہ میں نزلہ پیدا ہوا ہے تو وہ ناک کے راستے باہر آئے گا جس کا نام زکام ہے اگر وسطی حصہ میں نزلہ رہے تو سینہ پر گرے گا جس کا نام نزلہ ہے اگر مؤخر حصہ میں نزلہ پیدا ہوا ہے تو گردن کے پٹھے ماؤف ہوں گے اگر نصف بدن میں نزلہ پیدا ہوا ہے تو فالج ہو گا اگر تمام بدن میں نزلہ پیدا ہوا تو خدر ہو گا۔ اسی طرح جب کسی وجہ سے کمزوری اعصاب پیدا ہو تو مقدم دماغ کا نزلہ موتیا بند پیدا کرتا ہے گویا بینائی کے عصبہ مجوفہ کی قوت دافعہ کمزور ہو چکی ہے اور عصبہ ڈھیلا پڑ گیا ہے جو فضلات کو رفع نہیں کر سکتا لہٰذا عصبہ مجوفہ میں رطوبت متمکن ہو جانے سے موتیا ہو جائے گا۔ اگر وسط دماغ میں نزلہ شروع ہونے سے عصبات

کی قوتِ دافعہ کمزور ہو کر وہ ڈھیلے پڑ جائیں تو سوراخ کان بند ہو جاتے ہیں اور انسان بہرا ہو جاتا ہے یا نزلہ دانتوں پر گرے تو دانت جاتے رہتے ہیں۔ یا اگر وسط دماغ کا نزلہ پھیپھڑوں پر گرنا شروع ہو جائے تو دمہ پیدا ہونا لازمی امر ہے۔ غرض جس عضو کی قوتِ دافعہ کمزور ہو گی وہاں مرض کا حملہ لازمی امر ہے۔ قوتِ دافعہ دماغی نسوار کے استعمال سے کمزور نہیں ہوتی لیکن اگر اس کا استعمال چھوڑ دے گا تو نہ آنکھ رہے گی۔ نہ دانت نہ کان اگر تمام عمر نسوار لیتا رہے تو نظر دانت کان میں کوئی نقص پیدا نہ ہو گا اسی طرح دائیں پہلو پر سونے سے قوتِ دافعہ کو طاقت آتی ہے۔ غرض قوتِ دافعہ قوی ہوتی ہے تو کوئی مرض نزدیک نہیں آتا اور اگر کمزور ہے تو تمام امراض اسی کے لیے ہیں اس لیے قوتِ دافعہ کو طاقت ور رکھنے کی کوشش کرنا صحت کے لیے بہت ضروری ہے۔

دماغی نسوار ۲

اخلاط کا استعمال:

صحت و تندرستی کیلئے خاص مجرب نکتہ

۳ بجے صبح سے ۹ بجے صبح تک خون کے ابھار کا وقت ہوتا ہے اسی وقت کے اندر اندر پاخانہ کرنے کی عادت ڈال لیں تو قبض پیدا ہی نہ ہو گی اور ہر مرض کی پیدائش رک جائے گی۔ یہ ایک خاص مجرب نکتہ ہے۔ اگر اس وقت میں پاخانہ کی عادت نہ ڈالی جائے تو دائمی قبض اور ہر مرض کے لیے تیار رہنا ہو گا خصوصاً بواسیر اور دیدان وغیرہ ان اوقات میں خانگی کام اور نفلی عبادات خوب زور و شور سے کریں تاکہ دورہ خون تیز ہو جائے پھر ۹ بجے دن سے ۳ بجے بعد دوپہر تک صفرا کے ابھار کا وقت ہوتا ہے اس وقت سایہ میں یا گھر میں آرام کریں۔ ۳ بجے بعد دوپہر سے ۹ بجے رات تک سودا کے ابھار کا وقت ہے آبادی کے جنوب کی طرف سیر و تفریح کریں لیکن ورزش نہ کریں۔ ۹ بجے رات سے ۳ بجے صبح تک بلغم کے ابھار کا وقت ہے خوب سوئیں تاکہ بلغم کا زائد حصہ بھی خون بن جائے اور یہی اخلاط کی فطرت ہے۔ وہی کام کرو جو کسی خلط کی فطرت کے مطابق ہے۔ اخلاط غیر طبعی سے جو بیماریاں پیدا ہوں ان میں نضج

۳ سے ۹ بجے صبح کا وقت خون کے ابھار کا ہے جس میں خانگی کام اور نفلی عبادات زور شور سے کی جائیں۔

کرنا نہایت ضروری ہے۔ اگرچہ وہ ادویات جو قوت ہاضمہ کو تقویت دیں رفتہ رفتہ نضیج کردیتی ہیں لیکن جوشاندوں سے نضیج کرکے تنقیہ کردینے سے مرض کی بیخ کنی ہو جاتی ہے اور جوشاندوں کا علاج ہر ملک ہر موسم ہر شخص ہر مرض میں مفید اور جلد نفع دینے والا اور کم خرچ بالانشین ہے۔ ادویات کے چار درجہ ہیں۔ اول درجہ کی ادویہ مزاج میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کرتیں نا نضیج کرتی ہیں۔ یہ خوراک میں داخل ہیں۔ درجہ دوم معتدل درجہ ہے۔ نضیج کے لیے یہی مخصوص ہے دھیمی آگ پر کھانا لذیز تیار ہوتا ہے۔ درجہ سوئم تیز ہونے کی وجہ سے گرم اور محرق ہے اور سرد درجہ تو منجمد اخلاط ہے یہ درجہ امراض سوءِ مزاج یعنی ارکان کی کمی بیشی سے جن میں مادہ نہیں استعمال ہو سکتی ہیں اور درجہ چہارم زہریلا ہے قابل استعمال نہیں ہے۔ البتہ مرض کہنہ دیرینہ ہیں جو صحت سے دور جا چکی ہوں کشتہ یا مدبر کرکے دی جا سکتی ہیں اگرچہ کامیابی نہ ہو۔ سونے کے آداب یہ ہیں کہ پشت پر چت سونے سے دماغی امراض پیدا ہوتے ہیں اور اگر نزلہ بھی ہو تو پھیپھڑوں کے امراض پیدا ہو جاتے اور مہلک اور مزمن ہوتے ہیں۔ کبھی سوتے وقت منہ نہ ڈھانکو۔ موسم سرما میں جرابیں گرم پہنو نیز اگر نزلہ ہو یا نزلے کا خطرہ ہو تو سر پر کانوں سمیت کپڑا لپیٹ دو یا ٹوپی پہن لو جو نزلہ کو بند کردے گا اور پاؤں کو سرد کر دو یہ دستور ہر مریض پر برتو اگر مادۂ مرض اوپر والے حصہ میں ہے تو مریض کی پائینتی ایک فٹ اونچی کر دیں تاکہ بخارات پاؤں کے راستے نکل جائیں۔ جس دوا کا اثر دماغ کو پہنچانا ہو تو سرہانہ ایک فٹ بلند کر دو صحت کی حالت میں بھی مختلف غذائیں نہ کھاؤ ایک ہی کھاؤ خوراک ۲/۳ حصہ بھوک کا کھاؤ یعنی سوتے وقت کے کھانے میں اگر تین روٹی سے پیٹ بھرتا ہے تو دو روٹی کھاؤ۔ دن کی خوراک کے بعد دائیں پہلو پر نصف گھنٹہ لیٹے رہو لیکن سونا نہیں چاہیے جو نزلہ پیدا کرتا ہے رات کی خوراک کے بعد ۵۰۰ قدم چلو پھر و شکم پر ہونے پر سونا بہرا پن پیدا کرتا ہے۔

سونے کی غرض سے اور
پہلو لینے کے آداب

قبض کے علامات :

مریض کو پاخانہ آیا ہوا محسوس ہوتا ہے مگر آتا نہیں اگر کچھ آئے بھی تو پھُس پھُس کرتا ہوا جس سے طبیعت خوش نہ ہوگی حاجت باقی معلوم ہوگی قبض والا مریض ہمیشہ عصر سے عشاء تک تنگ رہتا ہے۔ اگر ہر وقت حاجت رہے تو امعاء مستقیم کا ضعف ہوتا ہے۔ نشان یہ ہوگا کہ چلتے پھرتے حاجت معلوم نہ ہوگی البتہ جب تک بیٹھا رہے گا حاجت زوروں پر ہوگی اور ہوا زیادہ خارج ہوگی خصوصاً ۲ بجے کے بعد عشاء تک اور دونوں پاؤں پر بیٹھنے سے آرام ہو جاتا ہے پھر حاجت نہیں رہتی، البتہ پڑا رہنے سے پھر حاجت ہو جاتی ہے۔ پاخانہ کی جگہ میں خارش چھوٹنے بھی ہوتے ہیں۔ طبعی پاخانہ وہ ہے جو رسّے کی طرح آئے اور نکل جائے طبیعت ہلکی ہو جائے اور مزید آنے کا انتظار نہ رہے۔ خوراک کے ساتھ پانی سیر ہو کر پینے سے قبض نہیں رہتی پہلوئے چپ پر سونے سے بھی قبض نہیں رہتی اور پہلو راست پر سونا ہضم کو قوی کرتا ہے۔

ان ہدایات پر عمل کرتے ہوئے بھی بیماری کا ہونا حیران کن نہیں۔ حقیقت میں ہضم اول ہی صحت کا ضامن ہے۔ باقی تینوں ہضم، ہضم اول کے تابع ہیں اگر ہضم اول میں نقص نہیں ہوا تو باقی تینوں ہضم بے نقص رہیں گے اور اگر ہضم اول میں نقص پیدا ہو گیا تو پھر باقی تینوں میں درستی ممکن نہیں ہے کیونکہ زیادہ اور زوردار کام تو ہضم اول کا ہی ہے اور طبیب بھی وہی قابل ہو سکتا ہے جو ہر مرض کے لیے جوشاندہ یا خیساندہ نضج مادہ کے لیے خود تجویز کر سکے اور اپنے نسخہ میں ہضم اول کا خاص خیال رکھے۔

کون طبیب قابل ہے؟

نضج کے لیے سرد امراض میں گرم پانی درجہ ۲ اور گرم امراض میں سرد پانی درجہ ۲ پلانے سے ہی نضج ہو سکتا ہے جو ایک ایک دو دو گھونٹ کر کے پلانا چاہیے۔ دوائیں ملا کر جوشاندہ یا خیساندہ بنا لینے سے نضج کی طاقت پانی میں بڑھ جاتی ہے ورنہ صرف پانی سے بھی ہر مرض کا علاج ہو سکتا ہے خصوصاً تپ دق کے لیے اچھا پانی ایک علاج

نزلہ اور سیلان الرحم کے لئے مشق

مفید ہے۔ اگر خیسانده کا پانی گرم کر کے یا جوشانده کا پانی سرد کر کے پلایا جائے تو نقصان کرتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ پانی گرم یا سرد پلانا ہی اصل اصول ہے۔ اس کے علاوہ اگر نزلہ سرسام کھانسی دمہ جریان سیلانِ رحم یعنی جن کا مادہ رقیق ہو چکا ہے اگر مریض کو سر کے بل پاؤں اوپر کی طرف کر کے کسی دیوار کے سہارے کھڑا کر دیں اور یہ مشق ہر روز پانچ منٹ سے ۱۵ منٹ تک جاری رکھیں تو ہر مرض سے مکمل صحت ہو جائے گی۔

اگر مرض کا مادہ غلیظ ہو تو اس کا پاؤں پر کھڑا رہنا مفید ہے اور اگر لیٹنا ہو تو سرہانے کو ایک فٹ اونچا رکھنے سے بہت جلد صحت ہو جائے گی اسی طرح ریاح کو پاؤں کی طرف سے نکال دینے کا قانون بھی یاد رکھیں۔ اس طرح ہم بلا دوا علاج کر سکتے ہیں۔ یا دوا کی معمولی مدد لینے سے مکمل صحت ہو سکتی ہے غرض مادہ ہو یا ریاح اس کا امالہ دوسری طرف کر دیں تاکہ وہ مادہ بیمار عضو پر نہ گر سکے درد والا پہلو نیچے کر دیں غشی ہو تو بائیں پہلو کو نیچے کر دیں فوراً درستی ہو جائے گی۔ اسی طرح قے اور ہچکی بھی دور ہو جائے گی۔ اگر سوتے وقت سرہاندی کو ۴ انچ اونچی رکھ کر سوئیں تو قبض کبھی نہ ہو گی۔

(۴) ارواح

جگر سے اخلاط خدائی انتظام کے تحت اپنی اپنی مقررہ مقدار میں بذریعہ ورید شریانی دل میں پہنچتی ہیں اور دل ان کو حرارت غریزی سے دھیمی سی گرمی پہنچاتا ہے اب جو لطیف بخارات ان اخلاط سے پیدا ہوتے ہیں ان کا نام ہی روح حیوانی ہے جو خون پر سوار شریانوں میں تمام جسم میں دورہ کرتی رہتی ہے اور جس سے ہر عضو زندہ رہتا ہے بس روح حیوانی کا کام صرف جسم کو زندہ رکھنا ہے کوئی اور کام اس کا نہیں ہے گویا بجلی سے تمام گھر روشن ہے۔

اب جس حصہ روح نے دماغ کو زندہ کر دیا ہے اس جگہ اس روح کا نام

بلحاظ کام کے روحِ نفسانی ہے کیونکہ جو کام قدرت نے دینی اور دنیاوی نفسِ انسانی کے سپرد کر رکھے ہیں وہ سب اسی کے بل بوتے پر چلتے ہیں پٹھوں کی معرفت ہر عضو اور ہر قوت سے خواہ حواسِ خمسہ ظاہری ہوں یا باطنی، نہایت تیزی اور پھرتی کے ساتھ کام لیا جاتا ہے اور ہر عضو اپنا اپنا مفوضہ کام خود بخود بجالاتا ہے۔

یہی روح جگر کو بھی روشن کر رہا ہے اور اسے کام کے قابل بنا رہا ہے یہاں اس کا نام روحِ طبعی ہے کیونکہ یہ اس طبیعت کو طاقت دراور کام کے قابل بنا رہا ہے جو جسم کی محافظ ہے اور تمام کام جسمانی توانائی غذائی اور دوائی کا اس کے ہاتھ میں ہے اور دشمن مرض کا مقابلہ بھی اسی کے ذمے ہے۔ یہی روحِ حیوانی ہر مرض اور ہر تکلیف کا مقابلہ کرتی ہے اور اسی مقابلہ کا نام علاج ہے۔ کسی اندرونی یا بیرونی تکلیف کو رفع کرنے کے لیے روح فوراً ماؤف جگہ پر معہ خون پہنچتی ہے تاکہ ماؤف جگہ کو گرم کرکے درد کو دور کردے ٹکور بھی اسی کام سے ماخوذ ہے چنانچہ ضرب خوردہ جگہ بوجہ اجتماعِ خون نیلی پڑ جاتی ہے۔

اور اندرونی اعضا میں امتلا ہو جاتا ہے۔ امتلا مادہ کا ہو یا ریاح کا ورم پیدا کرتا ہے جس کا علاج ٹکور گرم ہے عضو ماؤف کے افعال میں نقص یا تعطل آجاتا ہے جس کا نام مرض ہے روحی کمزوری کا علاج جو شاندہ دارچینی ہے جو تھوڑا تھوڑا دیا جائے یا لونگ جدوار کچور ہم وزن پیس کر برابر کھانڈ ملا کر ایک ماشہ دینا نہایت مقوی روح ہے اور روحانی ضعف کو دور کرتا ہے۔

روحی کمزوری کا علاج

ارواح بھی چار ہیں تین طبی ارواح کی تشریح لکھ دی ہے اور چوتھا روح امرِ الٰہی ہے جس کی حقیقت خدا ہی جانتا ہے اور یہی روح سب سے افضل ہے۔

(۵) اعضا

اعضا کی عام تشریحی ان کی تعداد ان کا رنگ شکل بناوٹ اور مقام وغیرہ کا بیان

تضیعِ اوقات ہے اگر اس کی ضرورت ہو تو کتاب تشریح کبیر یا کسی اور موزوں کتاب میں دیکھا جا سکتا ہے۔ یہاں صرف اسی قدر ضرورت ہے جو علاج میں مدد دے سکے۔

قدرتِ کاملہ نے جس کام کے لیے کسی عضو کو پیدا کیا ہے اس کو ہر وہ چیز جو اس کا کام کرنے کے لیے درکار ہے اسے مہیا بھی کر دی ہے اور جو جگہ اس کی حفاظت کے لیے موزوں ہے وہ بھی مقرر کر دی ہے مثلاً دماغِ نازک کو دو پردوں اور سات سخت ہڈیوں کے درمیان رکھ کر سب سے اونچی جگہ دے دی ہے تاکہ تمام جسم سے کام لے سکے ارواح کے بیان سے بھی ثابت ہو گیا ہے کہ اعضاءِ رئیس دل۔ دماغ اور جگر ہی ہیں انہی کی طاقت اور حکمِ الہٰی سے ہر ایک عضو اپنا اپنا کام کرتا ہے اگر ان میں سے کسی کا کام کسی وجہ سے رک جائے تو موت واقعہ ہو جاتی ہے اس لیے ان اعضاء کی حفاظت صحت ہو یا بیماری ہر وقت ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ اگر ان میں طاقت ہو تو مرض میں ہر علاج فوری اثر کرتا ہے۔ دماغ کا آخری حصہ جو پشت کے مہروں کی سخت حفاظت میں ہے یعنی حرام مغز جو عصعص تک پہنچتا ہے اس کے قطع ہونے یا شدید ضرب سے بے کار ہونے پر فالج ہو کر فوراً موت واقع ہو جاتی ہے۔

حرام مغز میں سے ۸ جوڑے اعصاب (۴ دائیں اور ۴ بائیں طرف) گردن سے ۱۲ پشت سے، ۵ کمر سے ۵ چوک سے اور ایک عصعص سے کل ۳۱ جوڑے نکل کر تمام اعضاء سے احساس اور حرکت کا کام لیتے ہیں اگر اعصاب کی کمزوری کے لیے مالش کرنی ہو تو اسی حصہ کی مالش کافی ہے۔ معدہ اور پھیپھڑے کل جسم کے خادم ہیں ان کی حفاظت گویا اعضاءِ رئیسہ کی اور کل جسم کی حفاظت ہے۔ معدہ کے کام کی درستی سے اعضاءِ اعلیٰ کی درستی اور جگر کے کام کی درستی سے اعضا اسفل کی درستی آسان ہو جاتی ہے شریانیں دل سے نکلتی ہیں اور تمام جسم کو صاف شدہ خون کی غذا پہنچاتی ہیں۔ وریدیں جگر سے نکلتی ہیں اور مستعملہ خون عروق شعریہ سے لے کر جگر تک پہنچاتی ہیں اور جگر دل کو بھیج دیتا ہے

یہ تمام اعضاء اللہ تعالیٰ کے اضطراری تابعدار ہیں جو اپنا اپنا کام پورا کرتے ہیں انسان کا خود اپنے کسی عضو پر بھی کوئی اختیار نہیں ہے۔ افسوس ہے کہ انسان اپنے تھوڑے سے ناکمل اختیار پر بھروسہ کرتا ہوا خدا کی نافرمانی پر تیار ہو جاتا ہے اور نفسانی خواہشات کے فریب میں پھنس جاتا ہے جس پر قابو پانا اس کا ہی ذمہ تھا یہ خواہشات ہماری غلام بنائی گئی ہیں تاکہ ان سے اچھے کام لیے جائیں نا کہ الٹا ان کا غلام بن کر ان کو اپنا معبود بنا لیں۔

معدہ جگر اور دل و دماغ کے اعتدال سے تمام بدن تندرست رہتا ہے اور ان میں سے کسی کا اعتدال بگڑ جانے سے ہی تمام امراض پیدا ہوتے ہیں ان میں افضل ترین دل ہے۔ چنانچہ دل جگر اور دماغ تینوں اعضاء رئیسہ بلحاظ بقائے جسم ہیں اور بلحاظ بقائے نوع انثیین بھی اعضاء رئیسہ میں شامل ہیں کیونکہ ان کی ضرب سے بھی موت واقع ہو جاتی ہے نیز جب تک مادہ منویہ پیدا نہیں ہوتا انسان نابالغ ہوتا ہے، اس وقت دنیا میں اس کی کوئی وقعت یا رعب یا علم کی سمجھ نہیں ہوتی نہ ہی وہ دنیا کے احکام کا مکلف ہوتا ہے، البتہ جب مادہ منویہ پیدا ہوتا ہے، تو انسان بالغ ہو جاتا ہے پھر وہ علم سمجھ رعب عقل اور مکلفِ احکامِ دین و دنیا ہو جاتا ہے صاف ظاہر ہے کہ ان تمام لوازمات کا منبع یہی مادہ ہوتا ہے جب اس کی پیدائش ۸۰ سال کی عمر پر ختم ہو جاتی ہے تو پھر وہی باعزت انسان خاک میں مل جاتا ہے نا کسی کے دل میں اس کی وہ عزت رہ جاتی ہے اور نہ رعب اور دبدبہ اس سے ثابت ہوا کہ یہی مادہ نیکی بدی تکبر غصہ لالچ اور تمام نیک و بدعادات کا منبع ہے اور یہ بھی اعضاء رئیسہ میں سے ہی ہے۔ البتہ تمام زندگی ساتھ نہ دینے کی وجہ سے عضو رئیس نہیں کہلاتا ہے۔ دل روحِ حیوانی کا منبع ہے ورم یا درد برداشت نہیں کرتا فوراً موت واقعہ ہو جاتی ہے جگر روحِ طبعی کا خزانہ ہے تمام جسم کا باورچی ہے اور دماغ روحِ نفسانی کا خزانہ ہے تمام ہی جسمانی حرکات کا ذمہ دار ہے۔ کوئی ضرب جو مغز تک جا پہنچے موت لے آتی ہے اور اگر دماغ کو سخت دھچکا لگنے سے مغز اپنی

جگہ سے ہل جائے تو آدمی بیہوش ہو جاتا ہے اگر کسی وقت ہوش آئے بھی تو شناخت مکمل طور پر زائل ہو جاتی ہے نظر بلا شناخت، آنکھیں پھری ہوئی، حواس گم اور گویائی ختم اس کا علاج یہ ہے کہ اسطوخودوس کا سر پر ضماد کرنے سے چند دنوں میں مغز اپنی مقرر جگہ پر صحیح بیٹھ جاتا ہے اور بیمار تندرست ہو جاتا ہے۔

(۶) قویٰ

حکمار نے بے شمار قوتوں کا ذکر کیا ہے جو ان کی خود تجویز کردہ ہیں ان کی تفصیل بیان کرنا سردردی ہے۔ ضرورت ان قوتوں کے بیان کی ہے جن سے ہمارا واسطہ پڑتا ہے۔ وہ حواسِ خمسہ ظاہری ہیں۔ دیکھنا[۱]۔ سننا[۲]۔ سونگھنا[۳]۔ چکھنا[۴] اور گرم سرد نرم[۵] سخت وغیرہ محسوس کرنا ہے یہ قوت تمام جسم کی کھال میں ہے۔ پھر ان کے علاوہ حواسِ خمسہ باطنی ہیں ان میں ایک حسِ مشترک[۱] ہے۔ یہ ظاہر کے حالات جو حواسِ خمسہ ظاہری سے حاصل ہوئے اندرونی قوتِ[۲] خیال کو دیتی ہے لہذا دونوں میں مشترک ہے۔ مقدم دماغ کے آخر میں ہے۔ ان دونوں قوتوں کا تعلق ظاہری صورتوں سے ہے جو نظر آ رہی ہیں۔ وہم[۳] اس کا تعلق صُور حاصلہ کے معانی سے ہے مثلاً دوستی دشمنی وغیرہ جو چیزیں نظر نہیں آتیں اس کا مقام دماغ کا درمیانی حصہ ہے۔ حافظہ[۴] تمام حالات میں صور و معانی کا خزانہ ہے مقام مؤخر دماغ ہے۔ متصرفہ[۵] جس کا تمام دماغ پر قبضہ ہے جس کو عقل و شعور کہہ سکتے ہیں یہ انعامات صرف انسان کو عنایت ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے اسے اشرف المخلوقات کا لقب ملا ہے۔ ان دس حواس ظاہری و باطنی میں جو نقص آتا ہے وہ دماغی نقص سے آتا ہے یہ قویٰ عام حالات اور معلومات کے لیے ہیں۔

ان کے علاوہ غذائی قویٰ چار ہیں۔ ہاضمہ[۱]۔ ماسکہ[۲]۔ جاذبہ[۳]۔ دافعہ[۴]۔ ہاضمہ کی قوت غدودوں کی لعاب میں ہوتی ہے۔ ہر چیز جو غدودوں سے لعاب کھینچ لاتی ہے وہ

ہضم کو قوی کرتی ہے مثلاً ترش لذیذ لطیف چیزیں اور ہر لعاب دار یا مرطوب سرد چیز کو کمزور کرتی ہے۔ قوتِ ماسکہ۔ تمام جسم کے پٹھوں میں موجود ہے۔ ہر مرطوب گرم لعاب دار ترش چیز قوتِ ماسکہ کو کمزور کرتی ہے اور ہر سرد خشک قابض عفص چیز اسے طاقت دیتی ہے۔ قوتِ جاذبہ۔ ہر خولدار حصہ رگیں۔ معدہ امعاء میں ہے مگر مری اور ماساریقا میں زیادہ ہے۔ ہر لذیذ مرطوب چیز سے قوی ہوتی ہے اور خشک بے لذت چیزیں اس کے مخالف ہیں۔ قوتِ دافعہ۔ چمڑے اور امعاء میں خصوصاً مثانہ و امعاء مستقیم میں بہت زیادہ ہے۔ ہر چیز مرطوب و حریف مدد کرتی ہیں اور خشک قابض عفص اس کے مخالف ہیں۔ اگر ہاضمہ کمزور ہو کر ماسکہ قوی ہو جائے تو دافعہ کمزور ہو جاتی ہے بس نزلہ ہو جائے گا اگر ماسکہ کمزور کر دی جائے تو جلاب آنے لگیں گے۔ اگر ماسکہ کو قوت دی جائے تو دست رک جائیں گے۔ اگر ہاضمہ اور دافعہ قوی کی جائیں تو نزلہ نہ رہے گا۔ بس ہضم اول کی درستی اور قبض نہ ہونے دینا صحت ہے اور ہر مرض کے علاج میں پہلے معدہ کی درستی اور قبض نہ ہونے دینا مرض کو ترقی سے روک دیتا ہے۔ حقیقت میں نضج مادہ سے یہی مراد ہے بشرطیکہ ہاضمہ اور دافعہ کی کمزوری کی وجہ معلوم کر کے جوشاندہ تیار کیا جائے۔ بلحاظ پرورش بدنی کے قوت ہاضمہ سب سے افضل ہے۔

(۷) افعال

امور طبیعہ کے چھ دیگر امور جب ایک دوسرے سے کام لیتے ہیں تو افعال ان قوتوں کا طبعی نتیجہ ہوتا ہے گویا قوتوں کے پیدا کرنے اور ان سے کام لینے کا ہی یہ سلسلہ ہے اور ان قوتوں کا نتیجہ ہی افعال ہیں۔ چونکہ نتیجہ کام سے جدا نہیں ہوا کرتا اس لیے افعال کو بھی امور طبیعہ میں ہی شمار کر لیا گیا ہے کیونکہ یہ تمام سلسلہ و قویٰ افعال کے لیے ہی ہے۔ معالج کو چاہیے کہ غور کرے کہ کون سا فعل ناقص یا معطل ہے اور کیوں ہے؟

کون سی کمی یا زیادتی کام سے روک رہی ہے مثلاً مریضِ سرسام کسی شخص کو بھی پہچان نہیں سکتا تو گویا حس مشترک میں ورم ہے اور ردی بخارات۔ معدہ کے سدّے سے اٹھ رہے ہیں۔ اگر مریض پہچان سکتا ہے مگر صورت شناخت کردہ کے مفہوم و معانی تک نہیں پہنچ سکتا یعنی دوستی دشمنی رشتہ تعلق وغیرہ نہیں جانتا تو ثابت ہوا کہ قوتِ وہم میں ورم ہے اگر عقل و شعور سمجھ سب ختم ہیں تو سمجھ لیں کہ قوتِ متفرقہ یعنی تمام دماغ متورم ہے اگر آنکھیں سرخ اور پتھرائی ہوئی ہوں تو گویا دماغ مر چکا ہے۔ مریض سورج غروب ہونے پر مر جائیگا اگر آنکھیں صحیح ہوں تو علاج ممکن ہے۔ سرسام کے بیمار کے سامنے کوئی شعلہ مثلاً دیا بتی یا آگ نہ آنے دیا جائے ورنہ فوراً دماغ ماؤف ہو کر مرض لاعلاج ہو جاتا ہے۔

اس کا علاج یہ ہے کہ پائینتی کو ایک فٹ اونچا کر دو۔ بخارات پاؤں کی طرف چلے جائیں گے اور معدے کا سدہ نکال دو۔ اب غذائی قوتوں کے مریض کو بھی لیجیے مثلاً کسی شخص کو قبض دائمی ہے تو ثابت ہوا کہ اس کی قوتِ ہضم کمزور ہے اور اس کی قوتِ ماسکہ قوی ہے۔ ہضم کو قوی کرو اگر ہضم پہلے ہی قوی ہے تو پھر قوت ماسکہ کو معتدل کرو۔ اس کے لیے قوائے اربعہ کا نسخہ بہترین ہے۔ یہ چاروں قوتوں میں سے جونسی قوت بھی کمزور ہو اسی کو قوی کرتا ہے جن لوگوں کو جوشاندوں سے نفرت ہو ان کو کئی دن دینے سے نفضیج ہو جاتا ہے۔ اگر ادویہ کو قدرے موٹا پیسیں تو قبض کشائی کرتا ہے اور اگر باریک پیسیں تو قبض کرتا ہے۔ غذا سے پہلے یا بعد ہر وقت سادہ پانی سے کھا سکتے ہیں۔ نسخہ درج ذیل ہے۔

هوالشافی

انار دانہ ۴ تولہ۔ سنڈھ ۶ ماشہ۔ زیرہ سفید ۶ ماشہ۔ زیرہ سیاہ ۱½ تولہ۔ تربد ۱½ تولہ۔ سماق کا پوست ۱½ تولہ۔ ہلیلہ زرد کا پوست ۱½ تولہ۔ پوست بلیلہ ۱½ تولہ۔ نمک لاہوری ۲½ ۳ تولہ۔ سفوف بنا لیں۔ خوراک ۶ ماشہ تا ۹ ماشہ سرد امراض میں گرم پانی سے

کل امراض کا واحد علاج

اورگرم امراض میں سردپانی یامناسب شربت سے دیں توکل امراض کاواحد علاج ہے ہاضم مشتہی معدہ اورامعار کی تقویت کے لیے بہترین ومجرب ہے۔

خداتعالیٰ نے کل کائنات کوطبعی طور پرتابعدار بناکرانسان کوقوت ارادی واختیاری دے کرصرف ارادہ اورعمل پراختیار دیا ہے تاکہ وہ دنیا میں اپنا امتحان دے سکے مگرنتیجہ پرکوئی اختیار نہیں دیا ہے اورارادہ وعمل کوخدائی امداد ملتی ہے اگر وہ اس پاک انعام کو اس کے حکم کے ماتحت استعمال کرے توانعامِ اُخروی کا بھی حق دار ہے اوراگرخلافِ حکم عمل کرے توسزائے اُخروی کامستوجب ہوتا ہے۔

* * *

باب ۴ہم

عام طریقِ علاج و تشخیص کا قانون

— سر کا چھوٹا اور سر کے بالوں کا دراز ہونا، سردردی اور گردن اور کندھوں کے اعصاب کے درد کی علامت ہے۔

— سر کا چھوٹا اور بال موٹے ہونا کم عقلی کی علامت ہے۔

— اگر پیدل چلنے سے بازوؤں میں درد یا تکان ہو تو پھیپھڑے کمزور ہیں منجمد بلغم سے پُر ہیں۔

— سر بڑا اور بال موٹے ہوں تو سر مضبوط اور ہڈی موٹی ہے۔

— بال بھورے یا سفید ہوں تو بلغمی مزاج ہے۔

— اگر حاملہ کو بچہ کا وزن ہلکا معلوم ہو تو لڑکا پیدا ہوگا۔ اگر اسے بوجھل محسوس ہو تو لڑکی پیدا ہوگی۔

— آنکھوں کا رنگ یا چھوٹا بڑا ہونا دماغ کے رنگ اور چھوٹا بڑا ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔

— آنکھوں کی سفیدی اور صفائی، دماغ کی صفائی پر گواہ ہے۔ اصول یہ ہے کہ جس طرز کی آنکھیں ویسا ہی دماغ ہوگا آنکھیں متحیر ہوں تو دماغ بھی متحیر ہوگا۔ آنکھیں اندر کھینچی ہوئی ہوں یعنی اندر دھنسی ہوئی ہوں تو یہ کمزوری دماغ کی علامت ہے۔

آنکھوں کا باہر نکلا ہوا اور متحیر ہونا مرض مرگی کی علامت ہے۔

—— کان چھوٹے، عمر کم اور کم عقلی کی علامت ہے۔ آنکھوں کا کان کا ناک کا درد یا کھجلی باریک نزلہ کی علامت ہے۔

—— کنپٹیاں پچکی ہوئی ہوں تو کمزوری دماغ کی علامت ہے۔ منہ سے پانی زیادہ آنا دانت نہ ہونے کی علامت ہے جیسے بچہ یا بوڑھا۔

—— دانت دکھائی دینے والے خوش طبعی کی دلیل ہے۔

—— نتھنوں کی فراخی گرمی دماغ اور نزلہ زکام کی علامت ہے اور نتھنوں کی تنگی اس کے برعکس ہے۔ ناک کا چمڑا کھنچا ہوا ہو تو تلی بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔

—— نرخرہ بڑا اور باہر نکلا ہوا خرابی آواز کی علامت ہے اور نرخرہ نامعلوم ہونا خوش الحانی کی علامت ہے۔

—— گردن چھوٹی کندھے اونچے سینہ تنگ دمہ ہو جانے کی علامت ہے پھیپھڑے کمزور ہیں

—— چہرے کے سامنے کا کوئی حصہ کھجلی یا درد محسوس کرے تو یہ کھانسی اور نزلہ کی علامت ہے۔

—— سینہ فراخ ہو تو دل اور پھیپھڑا طاقت ور ہے دلیر حوصلہ مند اور تند خو زور آور ہے

—— ہر شخص کی مٹھی کے برابر اس کا دل ہوتا ہے۔

—— ہاتھوں کی انگلیاں دراز ہوں تو جگر بڑا ہوتا ہے انگلیاں چھوٹی ہوں تو جگر چھوٹا ہوتا ہے ناخنوں کا رنگ ڈھنگ پچکنا وغیرہ سب جگر کی حالت کے مطابق ہوتا ہے۔ ہاتھوں پاؤں کا جلنا یا گرم سرد ہونا جگر کا اسی حالت پر ہونا ظاہر کرتا ہے۔

—— آنتوں کی گڑگڑاہٹ درد اور رانوں کی تھکاوٹ بوجھ۔ دل بیزار ہونا اور بھوک کا نہ ہونا۔ یہ ریاح البواسیر کی علامت ہے۔

—— ٹانگوں میں تھکاوٹ، بوجھل اور چبھن قبض اور سدے کی علامت ہے۔

—— درد کمر گردوں کی کمزوری سے ہوتا ہے۔ درد کولہا عرق النسا کی علامت ہے اور پیشاب کی سوزش گردہ کی گرمی کی دلیل ہے۔

—— درد گردہ کی ٹیس رانوں تک جاتی ہے۔ اگر پیڑو پر بھی خارش ہو تو سنگِ گردہ کی علامت ہے۔

—— ہاتھ پاؤں کا سرد یا گرم یا جلن محسوس کرنا معدہ کی طرف سے ہے یعنی یہ معدہ کی حالت ظاہر کرتا ہے اور ہاتھ پاؤں کے ناخن جگر کی حالت ظاہر کرتے ہیں۔ بائیں پاؤں کے انگوٹھا کی گانٹھ میں درد ہو تو وجع المفاصل نقرس ہو جانے کی دلیل ہے۔

—— حکیم کو نبض دکھاتے وقت شرما کر آنکھیں نیچے کر لینا اگر مرد ہے تو مرض جریان ہے اگر عورت ہے تو احتباسِ طمث ہے۔

—— اگر عورت کی نبض نرم اور کمزور ہے تو کثرتِ طمث ہے۔

—— اگر آنکھوں کے گرد حلقے سیاہی نما بھی ہیں تو سیلان الرحم ہے۔

—— اگر سب طرح صحت ٹھیک ہے تو اولاد کی خواہش مند ہے۔

—— سیلان الرحم میں دل زیادہ کمزور ہوتا ہے بہ نسبت جگر کے اور کثرتِ طمث میں اس کے برعکس ہوتا ہے۔

—— اگر پاؤں پر ورم ہے تو معدہ پر ورم ہے۔ اگر منہ ہاتھ پاؤں پر ورم ہے یا چہرہ بے رونق بھربھراپن پھیکا رنگ یا تپ کہنہ ہے تو تپ لثقہ ہے اور جگر نہایت کمزور ہے اگر تپ نہیں ہے تو سوءالقینہ ہے۔

—— اگر جسم کے کسی حصہ میں ٹیس دار درد ہے تو کوئی پھوڑا پیدا ہو رہا ہے۔

—— اگر بخار کے کسی مریض کو مندرجہ ذیل نسخہ پلا دیا جائے تو اس کا بخار کسی

علاج سے بھی نہیں ٹوٹے گا۔ مہندی۔ کافور۔ سرد چینی سب ہم وزن اس کا تریاق یہ ہے کہ مریض کو مرچ سیاہ۔ گھاں۔ سنڈھ۔ میتھرے ہم وزن شہد میں ملا کر چٹائیں۔ تپ ختم ہو جائے گا۔

—— اگر جلاب کافی آنے کے بعد دودھ۔ دہی۔ لسی۔ وغیرہ کھا لیا تو معدہ میں سدہ ہو جاتا ہے جو کسی طرح نہیں نکلتا اس کے لیے پوہلیاں تولہ۔ انجیر ۴ عدد۔ پودینہ تولہ۔ جوشاندہ بنا کر پلائیں تو پھر اصلی حالت پر آ کر نکل جائے گا اور معدہ صاف ہو جائے گا۔

—— اگر پارہ گرہ کر کے بیمار کو کھلا دیا جائے تو اس کے بعد کوئی دوا بھی اثر نہ کرے گی جب تک پارہ نہ نکالا جائے اگر مریض کو انجیر اور مکو جوش دے کر پلا دیا جائے تو پارہ بذریعہ جلاب نکل جائے گا۔

—— اگر تندرست آدمی کو پارہ گرہ شدہ کھلایا جائے تو وجع المفاصل پیدا کرتا ہے۔ تازہ مکو کا پانی نچوڑ کر پلائیں تو پارہ براستہ پیشاب نکل جاتا ہے۔

نبض:

نبض اور سانس کی ایک ہی طرح کی رفتار ہوتی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ ایک سانس میں نبض اوسطاً چار دفعہ حرکت کرتی ہے ورنہ جو کام سانس کرتا ہے وہی نبض کرتی ہے یعنی روح حیوانی سے گرم شدہ بخارات کو باہر نکالنا جس کا نام انبساط ہے یعنی کھلنا یا جب نبض انگلیوں کو ٹکراتی ہے اور سرد ہوا کو روح حیوانی تک پہنچا [illegible] کا نام انقباض ہے یعنی رکنا یا جب نبض انگلیوں کو نہیں ٹکراتی۔ نبض دیکھنے کے لیے بیمار کے پاس بیٹھ کر تسلی اور ہمدردی کی باتیں کرنا چاہیے تاکہ حکیم کا رعب یا خوف یا شرم بیمار پر نہ رہے اور وہ حکیم کو اپنا ہمدرد اور خیر خواہ سمجھ لے اور حکیم بھی سانس کی رفتار اور بیماری کے ظاہری نشانات اور تکلیف سے واقف ہو جائے اور جس حالت پر بیمار آرام کر رہا ہے اسی حالت پر نبض دیکھے حالت نہ بدلنے دے۔ بعض بیمار حکیم کو نبض

دکھانے کے لیے اٹھ کر بیٹھ جاتے ہیں جس سے نبض میں تبدیلی ہو جاتی ہے۔

نبض ایسی نازک چیز ہے کہ تھوڑے سے رنج خوشی یا کسی اعراضِ نفسانی سے متغیر ہو جاتی ہے۔ فی زمانہ کسی حکیم کو نبض سے کچھ پتہ نہیں چلتا صرف رسم ادا کی جاتی ہے نبض کی شناخت بہت مشکل امر ہے یا یوں سمجھو کہ علم طب میں سب سے لاینحل مسئلہ نبض کا ہی ہے لیکن نبض باطن کا آئینہ ہے۔ روحِ حیوانی، روح نفسانی اور روحِ طبعی کی حالت بتاتی ہے۔ یا یوں کہو کہ دل دماغ معدہ اور جگر کے حالات ظاہر کرتی ہے اس لیے ہضم اول اور ہضم دوم جو سب امراض کا منبع ہیں ان کا صحیح پتہ دیتی ہے اس لیے دائیں اور بائیں دونوں نبضوں کا دیکھنا ضروری ہے۔ تجربہ ظاہر کرتا ہے کہ دونوں نبضوں میں اختلاف ہے۔ دونوں طرف کی نبض طاقت میں مساوی نہیں ہوتی۔ بس شاذ ہو سکتا ہے اور وہ بھی کسی تندرست کی۔ یاد رکھیے کہ قوتِ حیوانی کے لیے بائیں نبض معتبر ہوتی ہے اور قوتِ طبعی اور امتلاء وغیرہ اخلاط غیر طبعی معلوم کرنے لیے دائیں نبض زیادہ معتبر ہے۔

قدرتِ کاملہ نے زمینی کائنات کو ٹھوس وجود دیا ہے جن جانوروں کی خوراک کا انتظام پانی میں مقرر کر دیا ہے ان کو ہم آبی جانور کہتے ہیں جن کی خوراک کا انتظام ہوا میں ہے وہ ہوائی جانور کہلاتے ہیں۔ جو جانور زمین سے خوراک حاصل کرتے ہیں وہ زمین کے باشندے ہیں۔ گویا یہ نام بلحاظ خوراک و پرورش ہیں اپنی جائے پرورش سے علیٰحدگی ان کی موت ہے۔

اس کائنات میں تین قطر پائے جاتے ہیں۔ یعنی لمبائی۔ چوڑائی اور موٹائی۔ یہ اقطارِ ثلاثہ نبض میں بھی موجود ہیں۔ لہٰذا انہی پر غور زیادہ ضروری ہے۔

نبض کے حرکاتِ اصولی:

چونکہ ہر کام میں افراط و تفریط لازمی امر ہے اور افراط و تفریط کا اندازہ کرنا اعتدال کے معلوم ہونے پر منحصر ہے پس نبض طویل کا اعتدال تین انگشت ہے چونکہ جسم کے تین

حصے ہیں پہلا حصہ سر گردن تک دوسرا تنور بدن کمر تک اور تیسرا کمر سے پاؤں تک۔ لہٰذا یہ تین انگشت کا اعتدال تمام بدن کے اعتدال کے لیے دلیل ہے اگر انگشت اول جو انگوٹھے کے قریب ہے اس کی نبض کی حرکت زیادہ ضرب لگاتی ہے یا کم ضرب لگاتی ہے تو مرض کا مبدا دماغ ہے اگر دوسری انگلی کو ضرب کی کمی یا زیادتی محسوس ہوتی ہے تو مرض کا مبدا تنور بدن ہے اور اگر تیسری انگلی کے نیچے ضرب کی کمی یا زیادتی ہے تو مرض کا مبدا بدن کا نچلا حصہ ہے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے اور تجربہ سے بھی یہی ثابت ہوا ہے کہ ناف سے اوپر کے حصہ بدن میں جو تکلیف ہو وہ نقص معدہ سے ہوگا اور اس میں نزلہ بھی ضرور شامل ہوگا اگرچہ بظاہر معلوم نہ ہو اور ناف سے نچلے حصہ بدن میں یا بیرون بدن یعنی ہضم اول سے جلد میں جو مرض نمودار ہوگا وہ نقص جگر یعنی ہضم دوم سے متعلق ہوگا۔ اب نبض کو چند سیکنڈ دیکھنے کے بعد انگلیوں سے دباؤ اور غور کرو۔ اگرچہ دبانے کے بعد نبض دب جائے گی مگر ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ نبض کا کونسا حصہ بالکل بند ہوگیا ہے یا تھوڑی حرکت کرتا ہے یا بدستور حرکت کرتا ہے یا سب کا سب بند ہے یا بدستور حرکت کرتا ہے۔ پھر ڈھیلا چھوڑ دو اور غور کرو چند سیکنڈ بعد پھر دباؤ جب تک تسلی نہ ہو اسی طرح دباؤ اور ڈھیلا کرو کا عمل جاری رکھو جو حصہ بند ہو جاتا ہے وہ بخارات ہیں اور جو بدستور حرکت کرتا ہے وہ مواد ہیں۔ مثلاً پہلی انگلی کے نیچے ضرب زیادہ ہے تو مرض کا مبدا سر ہوا اب دبانے سے دب گئی ہے تو معلوم ہوا کہ بخارات تھے اور سر میں بخارات کا اجتماع معدہ سے ہی ہو سکتا ہے یا جگر سے۔ اگر جگر سے ہوں تو سر کا دائیاں حصہ بوجھل ہوگا یا درد ہوگا۔ اگر معدہ کے ہوں تو تمام سر ماؤف ہوگا۔

اگر حرکت بدستور ہے تو دماغ میں مواد ہیں۔ دونوں حالتوں میں سردردی ضرور ہوگی اسی طرح بدن کے باقی دونوں حصوں کو بھی دیکھ سکتے ہو۔ یہ جو کچھ بیان ہوا یہ تفریط ہے۔ اب رہا افراط جو تپ ظاہر کرتا ہے۔ معتدل نبض تین انگشت ہے جس کو تھرمامیٹر

۹۷½ اور ۹۸ درجہ تک ظاہر کرتا ہے اور معتدل گرمی کی دلیل ہے اگر نبض تین انگل سے زائد ہو یعنی چوتھی انگلی کو ضرب لگائے تو وہ پہلے درجہ کی گرمی ہے جو تھرمامیٹر میں ۱۰۰ درجہ کی گرمی یا تپ ہے۔ اگر چوتھی انگل سے زیادہ ہے تو یہ گرمی کا دوسرا درجہ ۱۰۲ کا ہے اگر چہ پانچویں انگل بھی ذہن میں آتی ہے تو یہ تیسرا درجہ ۱۰۶ کا ہے جو ۱۰ درجہ تک جاسکتا ہے مگر زندہ نہیں رہ سکتا ویسا ہی سانس بھی لمبا اور تیز ہوگا جیسی نبض ہے۔ پس مرض کے موافق درجہ کے دوا کا درجہ برعائت قبض کشا، یا قابض یا مدر مقوی، ہضم دوا دینی چاہیے۔

اگر یہ نبض پانچ چھ انگل تک برابر چلتی ہے تو مادہ زور پر ہے۔ اگر آخری انگل پر ہے باقی نرم ہے یا غیر محسوس ہے تو طبیعت نہایت کمزور ہے قابل مقابلہ نہیں ہے۔

نبض قصیر:

جو نبض ایک انگلی آخری جو بازو کی طرف ہے اس کے نیچے ضرب لگاتی ہے یہ سردی کا تیسرا درجہ ہے جو تھرمامیٹر پر ۹۵ درجہ دکھانا ہے۔ اگر ایک انگلی سے کچھ زیادہ ہاتھ کی طرف بڑھتی ہے تو سردی کا دوسرا درجہ ۹۶ کا ہے اگر دو انگلی ہے تو سردی کا پہلا درجہ ۹۷ کا ہے۔ پس مرض کے درجہ کے مطابق ہی دوا کا درجہ ہونا چاہیے۔ برعایت قبض ہضم وغیرہ۔ پس جس طرح نبض قصیر ہے اسی طرح سانس بھی چھوٹا اور آہستہ اور تنگ ہوتا ہے کیونکہ سردی روحِ حیوانی کے مخالف ہے۔ چنانچہ نبض قصیر نبض طویل کے عین مخالف ہے۔

نبض عریض:

اگر نبض کی رگ اپنے جرم سے انگلی کو زیادہ چوڑائی معلوم ہو۔ سانس لمبا گہرا سوئے ہوئے آدمی کی طرح ہو تو نیند زیادہ رطوبت زیادہ ہونے کی وجہ سے بلغم زیادہ ہوتی ہے۔

نبضِ ضیق :

جو نبض نہایت باریک دھاگے کی طرح ہو یہ علامت یبوست ہے سانس جلدی جلدی۔ خشکی زیادہ۔ نیند نہیں ہوتی۔ نبضِ ضیق نبضِ عریض کے عین مخالف ہے۔

نبض مشرف :

یہ نبض گویا جلد کے اوپر ہے بلکہ نظر اور حرکت سے دکھائی دیتی ہے۔ سانس گہرا اور غنودگی۔ اگر نبض پُر ہے گویا ربڑ کی نلکی پانی سے بھری ہوئی ہے تو بلغم گرم شدہ ہے پس دبا کر دیکھو اگر بند ہو جائے تو نبض خالی ہے۔ بخاراتِ دخانیہ سے پُر ہے۔

نبض منخفض :

جو نہایت پست ہو گویا گوشت کے نیچے حرکت کر رہی ہے اس لیے باریک ہے اسی طرح سانس پست غیر معلوم ہے یہ سوداوی مزاج کی علامت ہے۔

یہ حرکات اصولی ہیں جو نبض بینی اور مزاج شناسی کے لیے کافی ہو سکتے ہیں لیکن جب تک نبض کے حرکاتِ اوصافی معلوم نہ ہوں طبیب، ماہرِ نبض نہیں ہو سکتا۔

نبض کے حرکات اوصافی

نبض قوی : اس نبض کی ضرب گویا انگلی کو اوپر اٹھاتی ہے اگر دبانے سے بھی بدستور رہے تو قوتِ روح حیوانی کی دلیل ہے اور مبارک ہے۔

نبض ضعیف :

یہ نبض ناطاقت ہوتی ہے۔ کمزور، دبانے سے بالکل بند ہو جاتا ہے روحِ حیوانی کی کمی اور کمزوری کی علامت ہے۔ اگر مفرحات سے بھی قوت نہ آئے تو پھر موت ہی مریض کا انجام ہوتا ہے۔

نبض سریع :

جو جلد جلد چلے جیسے آدمی دوڑ رہا ہوتا ہے یہ دل کی خفگی کی علامت ہے۔

نبضِ بطی:

سست نبض ہے حرکت آہستہ اور ضرب بھی کمزور، رفتار بھی سست، غمناکی اور دل کی کمزوری کی دلیل ہے۔

نبض صلب ممتد:

جیسے لوہے کی تار انگلی کے نیچے ہے اعضا اصلی یعنی ہڈیاں اور اعضاء رئیسہ کی خشکی کی علامت ہے یہی نبض مدقوق کی بھی ہوتی ہے۔ اگر مرد تندرست ہے تو اسے جریان ہے اگر عورت ہے تو اسے احتباس طمث ہے اگر ممتد نہیں صرف کمزور ہے تو پھر اسے احتلام ہے۔

نبض لین:

جس کی ضرب انگلیوں کو ریشم کے دھاگے پر رکھا ہوا محسوس کرے۔ رطوبت اصلی اور حرارت غریزی اور اعضاء رئیسہ کی سلامتی کی دلیل ہے۔ بچوں کی یہی نبض ہوتی ہے۔

نبض متواتر:

پے در پے اور امید سے پہلے ضرب لگانا تھوڑا وقفہ کرنا جیسے گرمی میں پنکھا جلد جلد چلایا جاتا ہے۔ یہ نبض گرمی خشکی اور کمزوری روح کی علامت ہے مفرحات تر سے علاج کریں۔

نبضِ گرم:

نبض کے جرم رگ کی گرمی باقی بدن سے زیادہ ہونا یہ تپ کی علامت ہے

نبضِ سرد:

جرم رگ کا باقی بدن سے سرد ہونا یہ طبیعت کی سردی کو ظاہر کرتا ہے۔

نبضِ ممتلی:

یہ نبض عریض اور بھری ہوئی ہوتی ہے، گویا ربڑ کی پانی سے بھری ہوئی نلکی پر

انگلیاں رکھی ہوئی ہیں یعنی جنسِ نبض میں عرض ہے اور جتنا عرض زیادہ ہوگا اتنا ہی امتلا یعنی بوجھ بھی زیادہ ہوگا۔ اور امتلا معلوم کرنے کے لیے دائیں نبض زیادہ معتبر ہے اور نچلے حصہ بدن کے لیے بھی۔ اس لیے مقویٔ جگر اور مدر اشیاء استعمال کریں۔

نبضِ خالی :

جو بالکل خالی نلکی کی طرح ہو اور دبانے سے بدستور رہے مگر کمزور ہو جائے اگر دائیں نبض ہے تو سوءِ مزاج سادہ جگر ہے اور بائیں نبض ہے تو سوءِ مزاج سادہ دل ہے دونوں میں خلو ہے تو سوءِ مزاج معدہ ہے اگر آدمی تندرست ہے تو امتلا نہیں ہے استفراغ جلاب نہ دو۔

مرکب نبضیں :

اگرچہ مرکب نبضوں کی ضرورت کم ہی ہوتی ہے مگر علمی حیثیت سے بتانا ضروری ہے۔

نبضِ عظیم :

مشرف کو عظیم کہتے ہیں طبیعت گرم تر، مادہ خون، گہرا سانس، غنودگی۔ لیکن کبھی یہ نبض محض بخارات سے بھی پر ہوتی ہے جیسے ربڑ کی نالی میں ہوا بھری ہوئی ہو۔ یہ بخارات دخانی ہوتے ہیں یعنی جو بخارات کسی مادہ کے جلنے سے پیدا ہوتے ہیں جس کو عرفِ عام میں بادی کہتے ہیں۔ یہ نبض دبانے سے بند ہو جاتی ہے۔

نبض صغیر :

قصیر ضیق۔ منخفض طبیعت سرد خشک، مادہ سودا سانس پست، سوزش زیادہ عموماً یہ نبض تپ چڑھنے سے پہلے اس لیے ہو جاتی ہے کہ تپ کے بخارات روح کو دبا لیتے ہیں۔

نبض طویل، ضیق :

گرم خشک مادہ صفرا کے لیے ہے۔ خشکی سانس جلدی جلدی۔

نبض عریض، قصیر:

طبیعت سرد تر، مادہ بلغم، سانس پست، غنودگی ب بار

نبضِ طویل، عریض:

مرکب مادہ صفرا، و بلغم، سانس جلدی بھوک بند۔

نبضِ منشاری:

جو آری کے دندانوں کی طرح انگلی کو ٹکراتی ہے یعنی کہیں سے ضرب قوی کہیں سے نرم۔ مختلف الاجزا۔ یہ ورم حجاب و غشا کی نبض ہے جب کہ پردوں اور غشاؤں میں مواد جمع ہو کر ورم اور درد پیدا ہو جائے۔

نبض موجی:

منشاری لین کو موجی کہتے ہیں۔ یعنی دریا کی رفتار کی طرح کہیں موج اٹھتی ہے اور کہیں صاف چال ہے۔

نبض دودی:

اگر منشاری صغیر ہو تو اس کو دودی کہتے ہیں یعنی چنے کی فصل میں جو کیڑا بنام سنڈی ہوتا ہے اس کی چال کی طرح۔ یعنی سمٹ کر پھر پھیل کر چلنا۔

نبض نملی:

اگر منشاری صغیر متواتر ضعیف ہو تو نملی کہتے ہیں یعنی چیونٹی کی رفتار۔ یہ علامت موت ہے سانس لیتے وقت اُخ اُخ کی آواز آتی ہے۔

تجربات

① ناف سے اوپر کے جسم سر تک کے امراض کی تشخیص کے لیے بائیں نبض زیادہ معتبر ہوتی ہے اور ان امراض میں نزلہ ضرور ہوتا ہے اس کے لیے مقوی معدہ اور قبض کشا

ادویہ ضرور استعمال کریں۔ ان سب امراض میں معدہ کا حصہ ضرور شامل ہوتا ہے ناف سے نچلے حصۂ جسم پاؤں تک کے امراض کی تشخیص کے لیے دائیں نبض زیادہ معتبر ہے اور ان میں سدہ اور مواد سوداوی ضرور ہوتے ہیں مقوی جگر اور مدرات ادویہ استعمال کریں ان سب امراض میں جگر کا حصہ ضرور شامل ہوتا ہے۔

② تشخیص کے لیے یہ ضرور غور کریں کہ کس عضو کے افعال معطل ہیں بس اسی میں مادۂ مرض موجود ہوگا۔ اس مادہ کو اس عضو سے نکال دو جس مناسب طریقہ سے چاہو بہتر ہے کہ قریب راستہ سے نکالو مثلاً معدہ سے بذریعہ جلاب، جگر سے بذریعہ ادرار، سینہ سے بذریعہ قے، جلد کے نیچے سے بذریعہ پسینہ، دماغ سے بذریعہ چھینک، پس یہ عضو معہ اپنے قرب وجوار کے صاف ہو جائیں گے۔ اگر مادے خام ہوں تو بھی عضو کے مقویات سے نضج کر دو۔ جریان احتلام سیلان وغیرہ میں مادہ پتلا بوجہ رطوبت ہوتا ہے لہٰذا دودھ کا استعمال بند کر دینا چاہیے۔

③ جو بخار خون کی خرابی سے پیدا ہوا ہو گا وہ سر سے شروع ہوا کرتا ہے کیونکہ خون دل سے نکل کر پہلے دماغ میں جاتا ہے اور صفرا سے پیدا ہونے والا بخار کمر سے شروع ہوتا ہے کیونکہ پتہ جو محل صفرا ہے وہ کمر کے قریب ہے اور بلغمی بخار پیٹ سے شروع ہوتے ہیں کیونکہ بلغم سوء ہضم معدہ سے پیدا ہوتی ہے اور سوداوی بخار ہڈیوں سے شروع ہوتا ہے کیونکہ سودا ہڈیوں کی خوراک ہے باری بخار میں پہلے ہڈیاں ہی ٹوٹنی شروع ہوتی ہیں۔

④ اگر بیمار کو شربت مناسب ہو تو گرم بیماری میں سرد پانی میں پورا میٹھا کر کے پلائیں اور سرد بیماری میں ۳ تولہ بلا پانی پلا دُیا تھوڑا سا گرم پانی ملا لو۔ اگر مرض مرکب ہو یا نزلہ بھی ہو تو گرم پانی میں ہی دو۔ شربت اس وقت دینا مناسب ہے جب بیمار نہایت کمزور ہو خوراک نہ کھاتا ہو یا نضج ہو چکا ہو یا بوجہ قلیل

مادہ ہونے کے نضیج کی ضرورت نہ ہو۔ کیونکہ شربت میں چینی زیادہ ہوتی ہے جو غذا کا کام دے سکتی ہے اور قلیل مادہ کا نضیج بھی ہو جاتا ہے البتہ مکمل نضیج نہیں کر سکتا لہٰذا شربت سوء مزاج سادج میں ہی بہتر ہے۔ البتہ اگر نضیج مکمل کے لیے مناسب جوشاندہ یا خیساندہ کا شربت تیار کیا جائے تو خیساندہ صفراوی تپوں میں سرد پانی میں خیساندہ کا کام دے سکتا ہے اور بلغمی یا مرکب تپوں میں گرم پانی میں یا بلا پانی دو چمچہ جوشاندہ کا کام دے سکتا۔ ہے اور جوشاندہ خیساندہ سے نضیج تک حکیم کی موجودگی ضروری ہے شربت میں نہیں، یہ خوبی اور کسی دوا میں نہیں ہے۔

زبان کی شناخت کا قانون :

زبان عموماً معدہ اور دماغ کا پتہ دیتی ہے یعنی زبان کے کنارے تو دماغ کی حالت اور وسط زبان جو حلق کے سامنے ہے۔ معدہ کی حالت ظاہر کرتی ہے۔

— اگر زبان کے کناروں پر سفید براق میل ہو تو دماغ میں نزلہ ہے۔

— اگر کنارے زخمی یا چھالے پڑے ہوں تو دماغ میں صفرا ہے۔

— اگر زبان کا وسط جو فساد معدہ پر دلالت کرتا ہے اس پر زردی اور خشکی کے کانٹے ہوں تو معدہ میں صفرا ہے۔

— اگر زبان پر میل جما ہوا ہو تو تپ ہے۔

— اگر میل سفید ہے تو بلغمی تپ ہے۔

— اگر زرد ہے تو صفراوی تپ ہے۔

— اگر سیاہی مائل ہے تو سوداوی تپ ہے۔

— اگر تپ میں زبان سیاہ یا زرد کانٹے دار کھردری اور خشک ہے اور ہونٹوں پر خشک سکڑی ہے تو احتراقِ مادہ ہے۔

— اگر صرف ہونٹوں پر سکڑی اور زبان پر بھورے رنگ کی میل ہے اور موٹی تہہ

جمی ہوئی ہے تو تورکی ہے جس تپ میں ہونٹوں پر سکڑی ہو دل میں خشکی ہو۔ بیمار خاموش رہنا چاہے۔ کمزور اور سست نا طاقت ہو۔ تپ رات کو تیز اور دن کو نرم ہوتا ہو قارورہ عنابی رنگ ہو۔ بھوک بند ہو۔ یہ سب علامات تورکی کے ہیں جب کہ تورکی نکلنے میں ابھی دیر ہو اگر قریب ہو یا شروع ہو تو بھورے رنگ کی میل ہی ہو گی۔ یہ یاد رکھو کہ اگر بیمار کو دست آرہے ہوں تو پھر زبان صاف ہو گی۔ تورکی کے باقی علامات پر غور کرو۔ تورکی تپ میں دستوں کا آنا بری علامت ہے تورکی نکل نہیں سکتی اور بیمار تباہ ہو جاتا ہے۔ مرض کی یہ صورت لادوا سمجھی جاتی ہے اس لیے عرق پودینہ اور عرق سونف پلاؤ فوراً آرام ہو گا اور دست بند ہو کر تورکی نکل آئے گی۔ زبان تر اور بھورے رنگ کی میل ہو تو بدہضمی اور قبض کی علامت ہے۔

—— اگر زبان خشک ہو تو قوتِ حیوانی کمزور ہے۔

—— اگر زبان منہ سے باہر نہ نکل سکے تو دماغ مختل اور ضعیف ہے اور حواس درست نہیں ہیں۔

—— اگر زبان چوڑی اور کانپتی ہو تو شراب پینے سے بیمار ہوا ہے۔

—— اگر زبان کا تمام گوشت بے رونق سفیدی مائل گویا خون نہیں ہے تو کمیٔ خون پرانا بخار اور ضعفِ جگر بوجہ رطوبت ہے۔

—— اگر زبان صاف اور سرخ اور تر مثل ٹکڑا گوشت کے ہے اور ساتھ ہی تپ ہے تو معدہ میں بوجہ رطوبت ورم ہونے والا ہے یا ورم ہے اور تپ کا مادہ گرم رطوبت ہے۔

—— اگر زبان خشک اور سرخ ہے تو بخار اور ورم ہے۔

—— اگر زبان پھٹی ہوئی ہو تو سدہ امعا ہے۔

غرض جس رنگ کا مادہ ہوتا ہے اسی رنگ کی زبان ہوتی ہے مادہ اگر رقیق ہے

تو زبان کا رنگ بھی رقیق ہو گا یعنی خفیف ہو گا اگر مادہ غلیظ ہو تو زبان پر بھی غلیظ تہہ ہو گی مثلاً تورکی میں اگر مادہ جل رہا ہے تو زبان خشک سیاہ اور ہونٹوں پر خشک سکڑی ہو گی جیسا کہ تورکی میں بیان کیا گیا ہے کیونکہ تورکی کا مادہ غلیظ غیر محلل ہوتا ہے اسی لیے اس کا باہر نکالنا بہت ضروری ہے زبان معدہ کا حصہ ہے اسے دیکھنے سے گویا معدہ دیکھ لیا ہے۔

نزلہ صفراوی میں ناک میں سوزش ہوتی ہے اس کا عمدہ علاج خشخاش ۶ ماشہ مغز بادام مقشر ۶ عدد، مرچ سیاہ ۶ عدد، گھوٹ کر شیریں کر کے پئیں۔ ایک دو دفعہ میں ہی آرام ہو گا بشرطیکہ تپ نہ ہو۔ اگر تپ ہو گا تو اس گھوٹا سے سرسام ہو جائے گا۔

اگر مادہ جلا ہوا ہے اور زبان سیاہ ہو چکی ہے تو لاعلاج ہے لیکن جلے ہوئے مادہ کو درست کرنا ہو تو بلغم پیدا کر کے کیا جاتا ہے یعنی سرد دواؤں میں بہیدانہ شامل کر دیں یا صرف لعاب بہیدانہ پلائیں۔ صرف سرد ادویہ کام نہیں کر سکتیں۔ اگر بیرونی سردی لگنے سے تپ ہوا ہو تو زبان صاف اور سرخ ہو گی۔ اس کا علاج شربت بنفشہ ہے۔

مرکب بخاروں کی تشخیص و تفہیم کا قانون:

اگرچہ جسم میں اخلاط ملی جلی ہیں مگر ان کے دورے کے اوقات سورج اور زمینی گردش کے لحاظ سے الگ الگ ہوتے ہیں۔ صبح دورہ خون کا وقت ہوتا ہے، صفرا دوپہر کو، سودا شام کو اور بلغم رات کو دورہ کرتی ہے۔ پس بلغم اور صفرا کا ملنا محال ہے اول تو ان کی تاثیریں ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ اگر یہ دونوں ملیں تو ایک کی تاثیر دوسرے کو فنا کر دیتی ہے۔ لہٰذا تپ پیدا نہیں ہو سکتا۔ دوسرے یہ کہ صفرا کا دورہ ختم ہونے پر آگے دورہ سودا کا وقت ہے۔ چاہیے، تو یہ تھا کہ صفرا کا دورہ ۱۲ گھنٹے پر نہ پہنچتا بلکہ

چار بجے ہی ختم ہو جاتا حالانکہ ایسا نہیں ہوتا۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بلغم اور صفرا جمع نہیں ہو سکتے بلکہ جن اخلاط کے دورے کا وقت باہمی ملتا ہے بس وہی مل سکتے ہیں کیونکہ ان کی باہم مجالست نہ ہے۔ ان اخلاط میں ایک کا مزاج یا کیفیت دوسرے کی کیفیت یا مزاج سے ملتی ہے مثلاً خون کا مزاج صفرا کے مزاج سے ملتا ہے لیکن کیفیت مختلف ہے اور صفرا کی کیفیت مختلف ہے۔ بلغم کی کیفیت خون کی کیفیت سے ملتی ہے لیکن مزاج مختلف ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ بلغم اور صفرا جمع نہیں ہو سکتے بلکہ بلغم اور صفرا کے ملنے کا مطلب خلطِ بلغم مراد نہیں بلکہ رطوبت مراد ہے یہ اخلاط تو جسم کی پرورش کرتی ہیں۔ البتہ جب ان میں رطوبت پیدا ہو کر ان کو غیر طبعی کر دیتی ہے تو وہ باعثِ مرض ہو جاتی ہیں لہٰذا سودا میں رطوبت پیدا ہو کر صفرا میں ملنے سے تپ ہو جاتا ہے اسی طرح سودا بلغم سے اور بلغم خون سے اور خون صفرا سے ملتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خریف میں تپ ملیریا پیدا ہوتا ہے کیونکہ خریف میں خون کم پیدا ہوتا ہے اور سودا زیادہ، تو منضجِ بلغم فائدہ نہیں کرتے۔ منضجِ سودا فائدہ کرتے ہیں۔

اس بحث سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ موسموں کے تغیرات سے جو موسمی بخار یا ملیریائی بخار پیدا ہوتے ہیں ان کا قانون یہ ہے کہ جس مادہ کی پیدائش کا وقت ہے اس کی رطوبت اپنی ہمسایہ سے لا غیر طبعی بنا کر تپ پیدا کرتی ہے۔

مثلاً ۲۳ جنوری سے ۲۲ اپریل تک موسم بہار ہے یہ خون کی پیدائش کا وقت ہے۔ خون کی رطوبت اگر کسی ہمسایہ خلط میں مل جائے گی تو تپ مرکب پیدا ہو گا کیونکہ رطوبت اسی خلط میں پیدا ہو سکتی ہے جس کی پیدائش کا وقت ہے تو ہی اجزاء میں کچھ نقص ہو جانے سے رطوبت پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر اگر خون کی رطوبت کسی اور خلط میں شامل نہ ہو بلکہ فی نفسہٖ منفرد رہے تو تپ مفرد دموی پیدا ہو گا۔ اگر وہ بلغم یا صفرا میں

شامل ہو گی تب تپ مرکب پیدا ہو گا باقی اخلاط کا بھی اسی پر قیاس کر لیں، موسم بہار میں خسرہ چیچک کاکڑا موتی جھرہ کی بیماریاں پیدا ہوں گی ان کے لیے شربت عناب اور دیگر مصفی خون ادویہ کار آمد ہوں گی۔

۲۳؍ اپریل سے ۲۲؍ جولائی تک موسم گرما ہے، یہ صفرا کی پیدائش کا وقت ہے صفرا کی رطوبت اگر سودا یا خون میں مل جائے گا تو وہ تپ محرقہ، موتی جھرہ، غب دائرہ پیدا کرے گی، شربت نیلوفر اور آلو بخارا وغیرہ بہتر کام دیں گے۔

۲۳؍ جولائی سے ۲۲؍ اکتوبر تک موسم خریف ہے یہ مادہ سودا کی پیدائش کا وقت ہے۔ اس کی رطوبت بلغم یا صفرا میں مل کر ملیریائی بخار پیدا کرے گی تو نیلوفر، پرسیاوشاں، عناب، خطمی، گلو پانی میں بھگو کر صبح و شام پلانا مفید ہو گا اگر سردرد نہ ہو تو خربکلاں شمعتہ ۲ ماشہ بھی اس کے ساتھ ملا دیں۔

دیگر نسخہ۔ سونٹھ ایک ماشہ، کشنیز ۵ ماشہ گرمی تیز ہو تو خیساندہ بنا کر دیں، سردی یا کم گرمی ہو تو جوشاندہ بنا کر دیں۔

دیگر نسخہ۔ گلو تولہ، چرائتہ تولہ، کاسنی تولہ، منقہ تولہ ۲ سیر پانی میں جوش دیں، چوتھائی رہنے پر خوراک ۳ تولہ دیتے رہیں، اس کے بعد گلو سبز ۶ ماشہ گلو خشک ۴ ماشہ مغز خیارین ۹ ماشہ پانی میں گھوٹ کر چینی ملا کر پلائیں۔ سب دواؤں کے وزن ایک خوراک کے ہیں۔

۲۳؍ اکتوبر سے ۲۲ جنوری تک موسم سرما ہے بلغم کی پیدائش کا وقت ہے بلغم کی رطوبت خون یا سودا میں مل کر سرد امراض پیدا کرتی ہے، مثلاً فالج وغیرہ۔

چنانچہ تپ مرکب کی تشخیص کا آسان طریقہ یہ ہے کہ تپ کا دورہ جس خلط کے وقت میں سے زیادہ وقت لیتا ہے بس اسی خلط کی رطوبت اس میں ملی ہوئی ہوتی ہے۔ یعنی جس خلط کا وقت زیادہ ہے اسی خلط کا علاج دیے گئے نقشہ کے مطابق مفرد

پتوں کی ادویات سے کریں اور کم وقت کی پرواہ نہ کریں۔

مثلاً گیارہ بجے دن کے تپ چڑھتا ہے اور ۴ بجے بعد دوپہر ٹوٹتا ہے تو معلوم ہوا کہ ۴ گھنٹے صفرا کے وقت سے لیتا ہے اور ایک گھنٹہ سودا کے وقت سے تو آپ صفراوی تپ مفرد کا تنقیح جو نقشہ میں درج ہے استعمال کریں۔

مثلاً ۴ بجے شام سے ۸ بجے رات تک تپ رہتا ہے تو سودا کا وقت زیادہ ہے لہٰذا مفرد سوداوی کا تنقیح دیں۔

مثلاً ۱۰ بجے رات سے ۸ بجے صبح تک تپ کا وقت ہے تو بلغم اور خون کا وقت برابر ہے تو رطوبت کا فساد ہے تنقیح ختم کریں۔

مثلاً ۱۲ بجے دن سے ۴ بجے شام تک تپ کا وقت ہے تو صفرا اور سودا کا وقت برابر ہے تو خشکی باعث تپ ہے لہٰذا مرطوب ادویہ جو منضج صفرا ہوں پلائیں باقی سب امراض کا اسی پر قیاس کریں۔ بفضل خدا کامیابی ہو گی۔

یہ تمام بحث اخلاطِ غیر طبعی کی ہے لیکن اگر ہضم میں نقص ہے تو پھر اسی کو اولیت حاصل ہے کیونکہ اخلاط تو ابھی بعد کا کام ہے اگر ہضم اول میں نقص ہے تو معدہ گرم ہوگا اگر زیادہ نقص ہے تو اوپر کا تمام حصہ گرم ہو گا۔ جیسا کہ بچوں میں پایا جاتا ہے۔ اگر ہضم دوم میں نقص ہو تو جب تک جگر کو قوی نہ کیا جائے گا کامل صحت نہ ہو گی۔ یعنی ۱۵ دن سے جو بخار بڑھ جائے وہ جگر کے ہضم دوم سے پیدا ہوا ہے۔ اگر ہضم سوئم میں نقص ہے تو وجود کا ہر حصہ ٹوٹتا رہے گا لیکن تپ معلوم نہ ہو گا۔

* * *

گناہوں پر نادم ہونا ان کو مٹا دیتا ہے اور نیکیوں پر غرور ان کو برباد کر دیتا ہے

باب ۵

لاعلاج امراض کی پیدائش اور علاج کا قانون

تپ دق۔ سل، وجع المفاصل، عورتوں کی دائمی سردردی، حمل گرجانا یا پیدا ہو کر مر جانا۔ اندھا۔ کانا یا کسی عضو کا نامکمل پیدا ہونا یا زیادہ ہونا یا دماغ بیکار ہونا یا لڑکیاں ہی ہونا اگر لڑکا پیدا ہو تو مر جانا۔ یہ سب امراض رحمی ہوتے ہیں ان کا علاج بحالت حمل ہی ہو سکتا ہے۔ بعد پیدائش کوئی علاج ممکن نہیں۔ لیکن عورتیں حمل کی تکلیف کو کسی پر بھی ظاہر نہیں کرتیں حالانکہ حمل کی پرورش میں چھوٹے سے چھوٹا نقص بھی حاملہ کو تکلیف دیتا ہے اور عورتیں اس کو حمل کی وجہ سے سمجھتی ہیں۔ بچہ کی پرورش میں نقص نہیں جانتیں حالانکہ حمل کوئی تکلیف دہ چیز نہیں ہے البتہ پرورش میں نقص تکلیف دہ ہوتا ہے۔ ان سب امراض کا علاج یہ ہے کہ جوائن دیسی اور مرچ سیاہ پیس کر ایک ماشہ روزانہ پانی سے کھلائیں جب حمل کا یقین ہو جائے تو یہی سفوف چالیس دن تک کم از کم کھلائیں اگر پوری مدت حمل تک کھلائیں تو اولاد نرینہ نہایت یقینی ہے۔ بچہ عقل کا پتلا ذہین اور لائق ہوگا ہر مرض تولید کا یہی ایک نسخہ شافی اور مجرب ہے۔

(۱) لاعلاج امراض

(۱) جو تپ ۱۵ دن سے آگے بڑھ جائے اس میں جگر کی کمزوری لازمی امر ہے۔ شربت بزوری وغیرہ سے جگر کی طاقت بڑھاؤ یا قرص جگر دیں۔ جگر کی اصلاح پہلے ضروری ہے

(۲) نضیج اخلاط کے بغیر ہر استفراغ دینا تپ کو دراز اور تپدق پیدا کرتا ہے کیوں کہ رقیق مادے خارج ہو جاتے ہیں اور غلیظ تحلیل نہیں ہوتے اگر فوراً پتہ چل جائے تو غلیظ مواد کو بذریعہ سکنجبینِ سادہ رقیق کریں۔

(۳) اگر نزلہ کی زیادتی سے تپ پیدا ہوا اور نادانستہ طور پر مریض کاسنی کا جوشاندہ پی لے تاکہ پسینہ آکر تپ ٹوٹ جائے تو پسینہ تو ضرور آئے گا مگر غالب امکان ہے کہ تپدق ہو جائے گا جو عسر العلاج ہوگا البتہ اگر پسینہ آنے سے پہلے ہی پتہ چل جائے تو پسینہ روک دیا جائے۔ بس یہی اس کا علاج ہے۔

(۴) تپ میں بار بار پیشاب آنا یا پسینہ آنا یا روزانہ پسینہ آنا یا احتلام بار بار ہونا درازی تپ کا باعث ہو جاتا ہے۔ پہلے ان علامات کو روک دو پھر بعد میں علاج کرو اسی طرح اگر بدہضمی کے دست ہوں تو پہلے ہضم درست کرو ورنہ تپ نہ ٹوٹے گا۔

(۵) تورکی تپ (ٹائیفائڈ) کی تشخیص نہ ہونے سے شربت بنفشہ یا شربت شفا دے دیا جائے تو تپ دراز ہو جائے گا اس کا مکمل بیان تپوں کی بحث میں کیا جا چکا ہے وہاں ملاحظہ کر لیں۔ نیز بیماری کے دورہ کے وقت ہرگز غذا نہ دیں بلکہ دوا بھی دورہ سے پہلے یا اخیر میں دیں اور جو امراض لازمی ہوتی ہیں ان میں بھی حسبِ مادہ مرض زور کرتی ہے جو پہچانا جاتا ہے۔ علاوہ تپوں کے سب امراض کے درازی یا عسر العلاج ہونے کے اسباب ہوتے ہیں۔ قدرتِ کاملہ نے جس جس عضو کو جو جو کام سرانجام دینے پر مقرر کر دیا ہے اگر وہی عضو بوجہ کمزوری کام کی تکمیل نہیں کر سکتا تو اسی کا نام مرض عسر العلاج ہے۔ اگر عضو معطل ہے تو خاتمہ قریب ہے اگر اس کے خادموں میں کمزوری ہے تو مرض عسر العلاج نہیں اگر خادم معطل ہیں تو مرض لاعلاج ہے مگر خاتمہ نہیں مثلاً معدہ خادم کل ہے۔ اگر اس کو اتنا پُر کیا جائے کہ حرکت دوری نہ کر سکے یا مختلف کھانوں سے ہر وقت پُر رکھا جائے تو قوتِ ہاضمہ متغیر ہو کر کام بند کر دے گی تو قوتِ ہاضمہ کی

امداد کے لیے طبیعت روح کو ابھارتی ہے تو بدن کا اوپر کا حصہ گرم ہو جاتا ہے اگر سبب زیادہ نہ ہو تو صرف شکم گرم ہوتا ہے یہ تپ نہیں ہوتا اس کا علاج صرف معدہ کی درستی ہے. معدہ کی خادم امعا ہیں جو کام میں تمام حالات میں مثل معدہ ہیں۔ اسی طرح جگر بذریعہ روحِ طبعی تمام جسم کی پرورش کا ذمہ دار ہے اور وریدیں اس کی خادم ہیں جو تمام جسم میں خون پہنچاتی ہیں جگر کی کمزوری سے جو مرض پیدا ہوگا وہ عسر العلاج ہوگا جب تک جگر صحیح نہ ہوگا مرض رفع نہ ہوگا البتہ اگر وریدوں میں مرض ہے تو علاج آسان ہے۔ دماغ کا کام تمام جسم میں حس و حرکت پیدا کرنا سوچ تدبر خواہش اور شناخت پیدا کرنا ہے اور اعصاب اس کے خادم ہیں۔ اگر نفس دماغ ماؤف ہے تو عسر العلاج ہے اگر اعصاب ماؤف ہیں تو چنداں خطرناک نہیں البتہ ہر اعصابی مرض ۱۳۵ دن کے بعد لاعلاج ہو جاتا ہے اسی طرح دل کا کام تمام جسم کے رونگٹے رونگٹے میں قوتِ حیوانی کو پہنچانا ہے اور شریانیں اس کی خادم ہیں اور پھیپھڑے بھی۔ دل کا ضعف خطرناک ہے کیونکہ زندگی کا دار و مدار اس کی طاقت حرکت پر منحصر ہے اور خادموں کی کمزوری خطرناک کم ہے۔ جگر و گردہ کمزور ہوں تو ذیابیطس ہے۔ معدہ امعاء کمزور ہوں تو سنگرہنی ہے۔ دماغ و پھیپھڑے کمزور ہوں تو دمہ ہے، دل کمزور ہو تو خفقان اگر ان اعضاء میں سے کسی عضو میں حرارت غریبہ متمکن ہو جائے تو تپدق ہوتا ہے۔ یہ سب امراض عسر العلاج ہیں۔

علاج بلا دوا :

اب علاج بلا دوا کے لیے وہ اوقات جو اخلاط کے ابھار کے ہیں۔ انہیں اوقات میں مریض کی چارپائی کی پائینتی کو کم از کم ایک فٹ اونچا کر دیں۔ علاج بالدوا بھی جاری رکھیں اور علاج بالماء کے قواعد کے مطابق پانی کا استعمال بھی کریں تو تینوں قسم کا علاج جمع کرنے سے بفضل تعالیٰ سالہا سال کے بیمار چند دنوں میں صحت یاب

ہوجاتے ہیں۔ واللہ المستعان علی ما تصفون۔

﴿۲﴾ لاعلاج امراض

تمام زمینی کائنات اربعہ عناصر سے بنائی گئی ہے اور جن کی عمر مقرر نہیں ان کو خوراک کی ضرورت نہیں مثلاً جمادات اور جن کی عمر مقرر ہے یعنی بچپن جوانی اور بڑھاپا یعنی نباتات اور حیوانات ان تمام کو خوراک کی ضرورت ہے جس حصہ کو خوراک نہ ملے وہ بیمار ہو جاتا ہے اگر علاج نہ ہو تو مر جاتا ہے۔ اسی طرح انسان ۰۸۴ اعضاء کا مجموعہ ہے جس عضو کو غذا نہ ملے یعنی وہ خوراک جو قدرتِ کاملہ نے کسی عضو کے لیے مقرر کر رکھی ہے اور طبیعت کو جو ضرورتِ عضوی کا ذمہ دار مقرر کر رکھا ہے وہ خوراک نہ ملنے پر وہ عضو کمزور پڑ جاتا ہے اسی کا نام بیماری ہے جب طبیعت دوسرے اعضاء کی معرفت اس کی مدد کرتی ہے تو وہی عضو غذا پہنچا سکتا ہے جو اس کے اوپر ہو کیونکہ مادہ نیچے کو ہی گرتا ہے خواہ طالب کے مزاج کے موافق ہو یا نہ ہو بس بیماری یہی ہے اور عضو کو اس کی اپنی مقررہ غذا پہنچانا ہی علاج ہے۔

اسی قانون کے ماتحت ہر مشکل اور لاعلاج مرض کا علاج آسان ہے مثلاً پھیپھڑے کی خوراک صفراوی ہے۔ صفرا کی پیدائش کم ہو جانے سے پھیپھڑا خوراک کی کمی سے کمزور ہو جاتا ہے وہ دماغ سے غذا طلب کرتا ہے وہاں سے غذا آسانی سے نیچے گر سکتی ہے مگر دماغ کی خوراک بلغمی ہے اس لیے وہ بلغم گرا دیتا ہے۔ بلغم پھیپھڑے کی خوراک نہیں ہے چنانچہ وہ بند پڑی رہتی ہے اور پھیپھڑا اس کو نکالنا چاہتا ہے وہ اسے فضلہ کی طرح کھانسی کے ذریعے نکالنا چاہتا ہے۔ بس یہی دمہ یا ضیق النفس ہے علاج اس کا یہ ہے کہ پھیپھڑے کو صفراوی خوراک مہیا کر دی جائے تا کہ پھیپھڑے طاقت ور ہو جائیں اسی طرح دل معدہ۔ جگر اور گوشت کی خوراک دموی ہے اگر تپ محرقہ سے خشکی کی

زیادتی اور خون کی پیدائش بہت کم ہو گئی ہو تو خوراک نہ ملنے سے یہ اعضاء کمزور ہو جاتے ہیں۔ اس کمزوری سے تپ دق ہو جاتا ہے۔ علاج اس کا دموی خوراک ہے جو زیادہ تری والی ہو۔ گردوں کی خوراک سرد تر ہے اگر گرمی خشکی بڑھ گئی ہے تو وہ اپنی مقررہ خوراک حاصل کرنے کے لیے تمام بدن سے پانی کھینچ کر جمع کرتے ہیں جب فطری خوراک نہیں ملتی تو جسم کے دوسرے ضروری پانی کو بذریعہ پیشاب جمع کر کے باہر نکال لیتے ہیں۔ یہی ذیابیطس ہے۔ علاج یہ ہے کہ گردے کی خشکی دور کریں اور خشکی دور کرنے کے لیے سرد تر غذا مہیا کریں۔ اسی طرح ہڈیوں کی خوراک سرد خشک ہے اگر پانی زیادہ پینے سے یا بلغمی اشیاء زیادہ کھانے سے بلغم بڑھ گئی ہو تو ہڈیوں کو خوراک نہ ملے گی۔ اس صورت میں جسم میں جگہ جگہ پٹھوں کا درد، کمر کا درد، ریحی دردیں وغیرہ ہوتی ہیں یا اگر طبیعت طاقتور ہو تو وہ بلغم کو دھکیل کر جوڑوں کے خلاء میں جمع کر دیتی ہے اس سے وجع المفاصل ہو جاتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بلغم کا نضج کریں ہڈیوں کی سرد خشک غذا مہیا کریں اور بلغم بذریعہ مدّرات باہر نکال دیں۔

علاج بلا دوا

ہر مرض خواہ کوئی سا لاعلاج یا عسر العلاج بھی ہو ہر روز چار بجے سے پانچ بجے بعد دوپہر تک ایک گھنٹہ یومیہ چارپائی کی پائینتی ۲ فٹ اونچی کر کے مریض کو چت لٹا دیں بلا تکیہ اگر تپ ہے تو پہلے پنڈلیوں کو خوب سوت کر رانوں تک پٹیاں باندھ دیں۔ مگر یاد ہے کہ ٹخنوں سے باندھنا شروع نہ کریں۔ اور پھر حسب ہدایت مریض کو چارپائی پر لٹا دیں جس روز صحت ہو جائے اس روز یہ طریقہ ختم کر دیں خواہ کوئی مرض ہو ۱۵ دن کے اندر جاتا رہے گا۔ البتہ خوراک طبیعت کے موافق ہونا ضروری ہے۔ انشاءاللہ۔

(۳) لاعلاج امراض :

چونکہ سوء مزاج ساذج میں کوئی مادہ نہیں ہوتا جس کا نضج کر کے تنقیہ کرنے سے جسم صاف ہو کر مرض جاتا رہے گا صرف خشکی یعنی یبوست کسی عضو میں متمکن ہو جاتی ہے اور عضو کا مزاج ہی تبدیل ہو جاتا ہے لہٰذا علاج پذیر ہونا مشکل ہو جاتا ہے یبوست کے متمکن ہونے کے اسباب کئی ایک ہیں۔ مثلاً تپ محرقہ کا علاج غلط ہونا یا کسی تپ کا بوجہ غلط علاج طویل عرصہ تک رہنا، یا بعد صحت بخار فوراً سفر کرنا اور تکان کی وجہ سے پھر تپ کا پیدا ہو جانا یا خشک ادویات کا زیادہ استعمال کرنا وغیرہ جن سے کسی عضوِ جسمانی میں خشکی سرایت کر کے متمکن ہو جاتے۔ اسی سوء مزاج ساذج کے بلحاظ عضو مختلف نام ہیں۔ مثلاً

—— اگر سوء مزاج ساذج دماغ میں ہے تو مرض سل ہوگا۔

—— اگر پھیپھڑوں میں ہے تو ضیق النفس یعنی دمہ ہوگا۔

—— اگر آلاتِ ہضم یعنی معدہ یا جگر میں ہے تو تپ دق ہوگا۔

—— اگر گردے میں ہے تو ذیابیطس ہوگا۔

—— اگر مثانہ میں ہے تو سوزاک ہوگا اگر تلی میں ہے تو یرقان سیاہ ہوگا۔

—— اگر دل میں ہے تو خفقان ہوگا۔ بشرطیکہ تپ نہ ہو تو سوء مزاج ہے۔

—— اگر تپ پیدا ہو جائے تو جو عضو بڑے ہیں اور جسم کے خادم ہیں وہی تپ پیدا کر دیتے ہیں۔ مثلاً دماغ۔ پھیپھڑے۔ معدہ۔ امعاء۔ جگر۔ تو یہ تپ دق ہے۔

—— اگر عضو چھوٹے ہیں مثلاً گردہ۔ مثانہ۔ تلی اور خادمِ جسم کل نہیں ہیں ان سے تپ دق نہیں ہوتا تو پھر امراض کے نام وہی بولے جاتے ہیں، جو اوپر

بیان ہوئے ہیں۔ البتہ مرض جب انجام کو پہنچتا ہے تو چند روز تک تپ پیدا ہو کر مریض مر جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان امراض میں تپ پیدا ہونے کے بعد پھر کوئی علاج نہیں ہے۔

❋

بندے کا پہلا مقام بندگی اور توبہ و استغفار ہے

باب ۶

تشخیصِ امراض و مادہ کے دیگر قوانین

اشعاتِ شمسی :

جن امراض کا مادہ کسی عضو میں ہے یعنی رگوں کے باہر جمع ہو گیا ہے مثلاً سر یا دل، پھیپھڑہ، معدہ، قعرِ معدہ امعا طحال جگر زہرہ، گردہ، مثانہ رحم۔ اوعیہ منی وغیرہ جن اعضا میں خلو موجود ہے وہ امراض دوری ہوتے ہیں اور جن امراض کا مادہ داخلِ عروق ہو وہ سب لازمی یعنی ہر وقت موجود رہتے ہیں نیز جن امراض کا مادہ کسی غشا میں جمع ہو جائے تو غشاء کے بوجہ تفرقِ اتصال متورم ہو کر درد شروع ہو جاتا ہے اور خواہ کوئی عضو بھی اندرونی طور پر متورم ہو جائے اگرچہ یہ مادہ خارجِ عروق ہوتا ہے تو بھی تپ لازمی ہوتا ہے لیکن لازمی امراض میں بھی اپنے وقت پر افاقہ ضرور ہوتا ہے فرق صرف اس قدر ہے کہ لازمی امراض میں افاقہ ہوتا ہے بالکل آرام نہیں آجاتا اور دوری امراض میں بعد دورہ بالکل آرام ہو جاتا ہے ورنہ میعادِ دورہ وقت دورہ دونوں کا ایک ہی طرح کا ہوتا ہے۔

ایسا کیوں ہوتا ہے ان سب کاموں کا اصلی سبب اشعاتِ شمسیہ ہیں۔ تحقیق شدہ امر ہے کہ اشعاتِ شمسی کی تاثیر سے ہی تمام کائناتِ زمینی کا ظہور اور نشوونما ہے اور علمِ جغرافیہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ سورج کا طلوع و غروب ہر ملک میں علیحدہ علیحدہ اوقات میں ہوتا ہے اگر جاپان میں دوپہر ہے تو پاکستان میں چاشت ہے اگر پاکستان

یں طلوع ہے تو مغربی ممالک میں کہیں سحر گاہ ہے کہیں نصف اللیل ہے۔ چنانچہ طول بلد عرض بلد کے مطابق طلوع و غروب میں حسب بُعد و فاصلہ بہت فرق ہے۔ طول بلد عرض بلد کا ایک درجہ ۶۹ میل کا ہوتا ہے۔ پس جب ہم امراض کے دورہ کو دیکھتے ہیں کہ تمام دنیا میں ایک ہی وقت مقررہ پر دورہ ہوتا ہے مثلاً تیجا تپ کو دیکھیے کہ ہر ملک میں اس کا دورہ دس بجے کے قریب شروع ہوتا ہے یعنی جو وقت کسی مرض کے افاقہ یا دورہ کا ہے وہی وقت دوسرے ہر ملک میں بھی ہے۔ اگر اشعاتِ سورج کا اس میں دخل نہ ہوتا تو ایسا نہ ہوتا۔ چونکہ ہمارے ملک میں نصف اللیل سے دوپہر تک سورج کے عروج کا وقت ہے اس لیے یہ وقت ہر مادہ کے لیے گرمی کا وقت ہے اور جو مادہ گرم ہے اس کو امداد ملتی ہے وہ جوش میں آجاتا ہے اور جو مادہ سرد ہے اس کے نضج یا افاقہ کا وقت ہے اور دوپہر سے نصف اللیل تک سورج کے زوال کا وقت اور سردی کا وقت ہے اس عرصہ میں ہر مادۂ سرد کے ابھار کا وقت کا ہے اور گرم مادے کے نضج یا افاقہ کا وقت ہے۔

اگرچہ نصف اللیل سے طلوعِ آفتاب تک معنوی گرمی ہوتی ہے اور طلوع سے دوپہر تک ظاہری گرمی اسی طرح دوپہر سے غروب تک معنوی سردی اور غروب سے نصف اللیل تک ظاہری سردی، مگر معنوی گرمی یا سردی بھی مادوں پر اثر کرتی ہے اور ظاہری کی امداد پہنچتی ہے اور مادوں کا ابھار ہو جاتا ہے اور ہر ملک میں اپنے اپنے طلوع و غروب نصف النہار نصف اللیل کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سورج کے اشعات نہایت صحت افزا بلا ضرر ہیں۔ چنانچہ صبح کے قریب ہر مرض میں افاقہ ہو جاتا ہے۔ اس کے معنی یہ نہیں کہ یہ نوری وقت ہے بلکہ اس طرح نوری ہے کہ جوں جوں سورج کے ظاہری اشعات قریب ہوتے جاتے ہیں چونکہ وہ خود خالص صحت ہیں اس لیے ہر مرض میں افاقہ ہو جاتا ہے۔ یہ فائدہ کسی دوا کا نتیجہ نہیں ہے

بلکہ مریض کو صبح کے وقت دوا کا پلانا اس لیے مقرر ہے کہ اس وقت مرض کو اشعات شمسیہ نے مغلوب کر لیا ہوتا ہے نیز خالی پیٹ شربت یا چائے وغیرہ کا پینا قبض کشا ہوتا ہے اور قبض بیماری میں لازماً ہوتی ہے قبض کا نہ رہنا صحت کی علامت ہے دوا کا خالی پیٹ پینا ہی صحت بخش ہے۔ اگرچہ صرف پانی ہی ہو اس لیے دوا صبح کے وقت زیادہ فائدہ کرتی ہے اور دس بجے اشعات تیز ہو جاتے ہیں تو صفراوی امراض زور پکڑتے ہیں کیونکہ سورج کی تیزی سے زمین گرم ہو کر بخارات پیدا کرتی ہے جو محض بیماری ہیں اور یہ بخاراتِ زمینی اشعات شمسی میں شامل ہو جاتے ہیں اس لیے ہر گرم مرض میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ بعد زوال اشعاتِ صحت بخش کم ہوتے ہوتے معنوی اشعات ہی رہ جاتے ہیں اور صرف زمینی انجرات کا ہی زور ہو جاتا ہے اس لیے مریض کی حالت بھی نہایت پُرملال ہو جاتی ہے بلکہ تندرست آدمی بھی مغرب کے قریب عشا تک غمناک رہتا ہے اس لیے عصر کے وقت بیمار کو دوا پلائی جاتی ہے تاکہ اس آڑے وقت میں طبیعت کی امداد کی جائے اور علاج میں نباتات کا استعمال بھی اسی بنا پر ہے کہ ان سب کی نشوونما اشعاتِ شمسیہ کے سبب سے ہے اور ان میں جو تاثیرات قدرت نے پیدا کی ہیں وہ انہی اشعات کی وساطت سے پیدا کی ہیں اور وہ اپنی ضرورت کی خوراک ان اشعات سے ہی حاصل کرتے ہیں۔

میں نے علاجِ شمسی کے بے شمار تجربات کیے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ شمسی طریق علاج سے درد اور باریک بخار کا علاج اچھا ہو سکتا ہے۔ زمینی بخارات ممدِ امراض ہوتے ہیں اس لیے ایسے بلند پہاڑ جہاں زمینی بخارات کم پہنچتے ہیں اور اشعات بدستور ہوتے ہیں وہ صحت افزا مقامات کہلاتے ہیں۔ سرد مقام ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ انجراتِ زمینی سے دوری اور اشعاتِ شمسی سے استفادہ کی وجہ سے۔

تپوں کے حالات :

خون بدن میں سب سے زیادہ ہے اور اسی پر جسم کی پرورش منحصر ہے۔ جب اس میں کوئی فساد ہوتا ہے تو تپ ہر وقت لازم رہتا ہے بجز صبح کے معمولی افاقہ کے کیونکہ صبح کے اشعات خون صالح کے ممد ہیں اور جسم میں جو حصہ خون صالح ہوتا ہے۔ اس کو تقویت پہنچتی ہے اس کے سبب عموماً ۶ گھنٹے تک افاقہ رہنا چاہیے اگر وقت آرام کا اس سے کم یا زیادہ ہو تو اسی نسبت سے فساد خون ہوگا۔ اب خالص صفراوی تپ کو دیکھیے۔ تجربہ کرنے سے ثابت ہوا کہ اس کا وقت ۱۰ بجے صبح ہے۔ اگر مادہ غلیظ ہو جو تحلیل نہیں ہو سکتا، یا مقدار میں زیادہ ہو تو یہ وقت ۱۲ گھنٹے تک ہو سکتا ہے ورنہ ۴ گھنٹے کم سے کم وقت ہے اس سے کم نہیں ہوتا اور نہ ہی ۱۲ گھنٹے سے زیادہ ہوتا ہے یہ ایک قانون ہے چونکہ صفرا کا مادہ رقیق ہے اور یہ ہضم کی جھاگ ہے اور دوسروں کو رقیق کرنا اس کا کام ہے اس لیے تمام جسم میں سرایت کر کے یہ روح کو گرم کرتا ہے لہذا تپ میں تمام بدن گرم ہوتا ہے اس لیے ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ اگر یہ زیادہ مقدار میں بھی نہ ہو اور غلیظ بھی نہ ہو، معتدل ہو تو اس کا دورہ ۴ گھنٹے ہے یعنی صبح ۱۰ بجے سے ۲ بجے بعد دوپہر تک۔

پس قانوناً یہی حساب دیگر تپوں کا بھی فرض کر لیں۔ چنانچہ بلغمی نائبہ بخار بھی ۱۰ بجے رات سے ۲ بجے رات تک ۴ گھنٹہ کا فرض کر لیں۔ اس طرح دونوں کا مقابلہ ہے صفرا کا عین وقت گرمی کا ہوتا ہے اور بلغم کا عین وقت سردی کا ہوتا ہے۔ اب خون کا مقابلہ خلط سودا سے کیا جائے تو سوداوی تپ ۴ بجے شام سے ۸ بجے شام تک ۴ گھنٹے کا فرض کر لیجیے اور دموی بخار ۴ بجے صبح سے ۸ بجے صبح تک فرض کر لیا جائے۔ اس سے زیادہ وقت تپ کا جتنا ہے اس کو غلظت یا کثرتِ مادہ پر

تعبیر کریں۔

اب سوال یہ ہے کہ ہم کیوں کر یہ بات معلوم کرسکیں کہ مادہ کی غلظت سے زمانۂ تپ لمبا ہو رہا ہے یا کثرت مادہ کی وجہ سے۔ اس کا معلوم کرنا بھی آسان ہے۔ مثلاً اگر صفراوی تپ ہے تو اس کا وقت ۱۰ بجے دن کا ہے اگر کچھ وقت سے پہلے ہی بخار شروع ہوگیا ہے اور پھر وہ جلدی ہی اتر بھی جاتا ہے تو سمجھ لیجیے کہ مادہ رقیق ہے جو جلدی گرم ہو جاتا ہے اور روح کی گرمی سے جلدی ہی تحلیل بھی ہو جاتا ہے اور اگر بخار کا لرزہ وغیرہ بہت دیر تک رہتا ہے اور بخار بھی دیر تک رہتا ہے تو پھر مادہ غلیظ ہے۔ اگر لرزہ وغیرہ تو جلدی رفع ہو جاتا ہے مگر تپ دیر تک رہتا ہے تو مادہ کثیر اور رقیق ہے۔ اگر لرزہ وغیرہ تو بہت دیر تک لگتا ہے مگر تپ جلدی چھوڑ جاتا ہے تو مادہ غلیظ اور قلیل ہے۔ سب تپوں کو ایک ہی قانون کے ماتحت کر دینے سے ہمارا مقصد یہی ہے کہ مادہ کی کثرت و قلت اور غلظت و رقت کا اندازہ آسانی سے ہو سکے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ بلغمی تپ بوجہ غلظت مادہ ۸ گھنٹے سے ۱۸ گھنٹے تک حسب مقدار و غلظت مادہ ہوتا ہے نا اس سے کم نہ زیادہ۔ یعنی ۹ بجے شام سے ۳ بجے صبح تک بلغم کا وقت ہے۔ اگر بلغم غلیظ ہے تو حسب غلظت ۱۸ گھنٹہ تک بخار ہوگا اور اطراف سرد ہوتے ہیں کیونکہ روح میں غلیظ مادہ نفوذ نہیں کرسکتا۔ سوداوی بخار بجائے ۴ گھنٹہ کے ۲۴ گھنٹے تک پہنچتا ہے کیونکہ سودا اخلاط کے جلنے سے بنتا ہے اس لیے بوجہ غلظت جلدی تحلیل نہیں ہوتا۔ نیز یہ مادہ جسم میں قلیل ہے اس لیے چوتھے یا پانچویں دن حسب قلت مقدار بہت دنوں کے بعد تپ ہوتا ہے۔ چنانچہ میں نے پندرہ روزہ کا بھی علاج کیا ہے۔

جلدی امراض بھی گرم دموی یا صفراوی چاند کے عروج میں بڑھتے ہیں اور

چاند کے گھٹنے سے گھٹتے ہیں کیونکہ چاند کی روشنی سورج کے عکس پڑنے سے پیدا ہوتی ہے اور تاثیر اس کی گرم تر ہے اور رہی صحت افزا اثر اس میں بھی موجود ہے۔ ہر خلط اتنے دنوں میں نضج پاتی ہے جتنے گھنٹے اس کے دورہ کی کم سے کم مدت ہے بشرطیکہ خلط کا نضج کیا جائے اور اگر خلط کا نضج زیادہ سے زیادہ دواؤں سے نہ کیا گیا ہو تو طبیعت اس کا نضج اتنے دنوں میں کرے گی جتنے گھنٹے اس کے دورہ کی زیادہ سے زیادہ مدت ہے۔

معالج کی ذمہ داریاں اور تجربہ کار بننے کا مجرب نسخہ:

دوران علاج معالج کے لیے روح حیوانی اور امتلا کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ روح حیوانی گرنے نہ پائے اور امتلا کے نضج میں کمی یا احتراق نہ ہو روزانہ نبض بغور دیکھیں نبض جو کتابوں میں درج ہے وہ صرف علمی دلائل ہیں تجرباتی نہیں ہیں تجربہ استادوں سے ملتا ہے اور نبض پر حاوی ہونا ایک مشکل امر ہے۔ لہٰذا آغاز پریکٹس میں ہی ایک اسّی سالہ تجربہ کار حکیم کے مصداق بننے کے لیے ایک موثر طریقہ درج کرتا ہوں۔ یہ مشق پر منحصر ہے۔

فوری طور پر کم سے کم وقت میں تجربہ کار بننے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک علیحدہ مکان میں بطور چلہ کشی دنیا سے علیحدہ ہو کر بیٹھ جائیں اور صرف خدا کی یاد کریں اس کی عبادت کریں اور پرہیزگار بن جائیں وہاں عبادت کے علاوہ شب و روز مطالعہ طب و علاج امراض میں مستغرق ہو جائیں اور لوگوں میں مفت علاج کا اعلان کر دیں۔ ایک مدت تعین تک جو ۴۰ دن سے کسی صورت کم نہ ہو لیکن بیماروں کو ہر وقت اپنے پاس آنے کی اجازت دیں۔ کوئی رکاوٹ نہ ہو البتہ تندرست لوگوں سے در دسری نہ کریں اس کو ایک نوعیت کا طریق ہمزاد سمجھ کر کریں۔ انشاءاللہ تھوڑی مدت میں ہی ایسا تجربہ ہو جائے گا جو

۸۰ سال کی عمر میں ہی کسی کو ہو سکتا ہے۔ بیمار کو دیکھتے ہی دل میں اس کا مرض اور اس کا علاج دونوں ذہن میں آ جائیں گے۔ پھر ہو سکے تو اسی چلہ میں ایک تسبیح لے لیں اور اس میں کچھ دانے اندازاً علیحدہ پکڑ کر گنیں اور شمار کر کے معلوم کریں کہ آپ کے اپنے اندازے سے کتنے دانے کم یا زیادہ ہیں مثلاً آپ نے ۲۵ دانوں کا اندازہ کیا تھا لیکن شمار کرنے سے وہ بیس[2] نکلے بس اس مشق کو روزانہ کریں اور بڑھائیں یہاں تک کہ آپ کا اندازہ صحیح نکلنے لگے۔ اس کے ساتھ ہی آپ کی تشخیص مرض کا اندازہ بھی صحیح ہو جائے گا۔ اس کام کے لیے چلہ کے دوران روزانہ ایک وقت مقرر کر لیں۔ علیحدہ رہنے سے آپ کی طبیعت کا مکمل رجوع صرف ایک طب کی طرف ہی ہو جائے گا۔ اس لیے خود بخود تمام مراحل طے ہوتے اور تمام مسائل حل ہوتے چلے جائیں گے۔

* * *

---

[2] یہ تو نہایت اچھا انجام ہے

باب ۷

تشخیصِ مرض کے چھ بنیادی چارٹ

یہ بات وضاحت سے بیان کردی گئی ہے کہ اخلاط کے بگڑنے سے صحت بگڑتی اور بیماری پیدا ہوتی ہے اور اخلاط دن اور رات کے مختلف اوقات میں اور سال کے مختلف موسموں میں اپنے اثرات نمایاں کرتی ہیں۔ خون اور صفراء کا زور دن کو ہوتا ہے تو بلغم اور سودا کا زور رات کو ہوتا ہے۔ اسی طرح موسموں میں سے خون کا زور موسم بہار میں۔ صفراء کا زور موسم گرما میں۔ بلغم کا زور موسم سرما میں اور سودا کا زور موسم خریف یا خزاں میں ہوتا ہے۔

اس حقیقت کو نہایت جامعیت کے ساتھ مختلف رہنما چارٹوں میں پیش کیا گیا ہے۔ ان کا بغور مطالعہ کرنے سے اوقات، بیماریاں، موسم اور علاج ساری باتیں نہایت سہولت سے ذہن نشین ہو جائیں گی۔

(چارٹ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں)

عادت پر غالب آنا کمال فضیلت ہے

چارٹ ۱۴

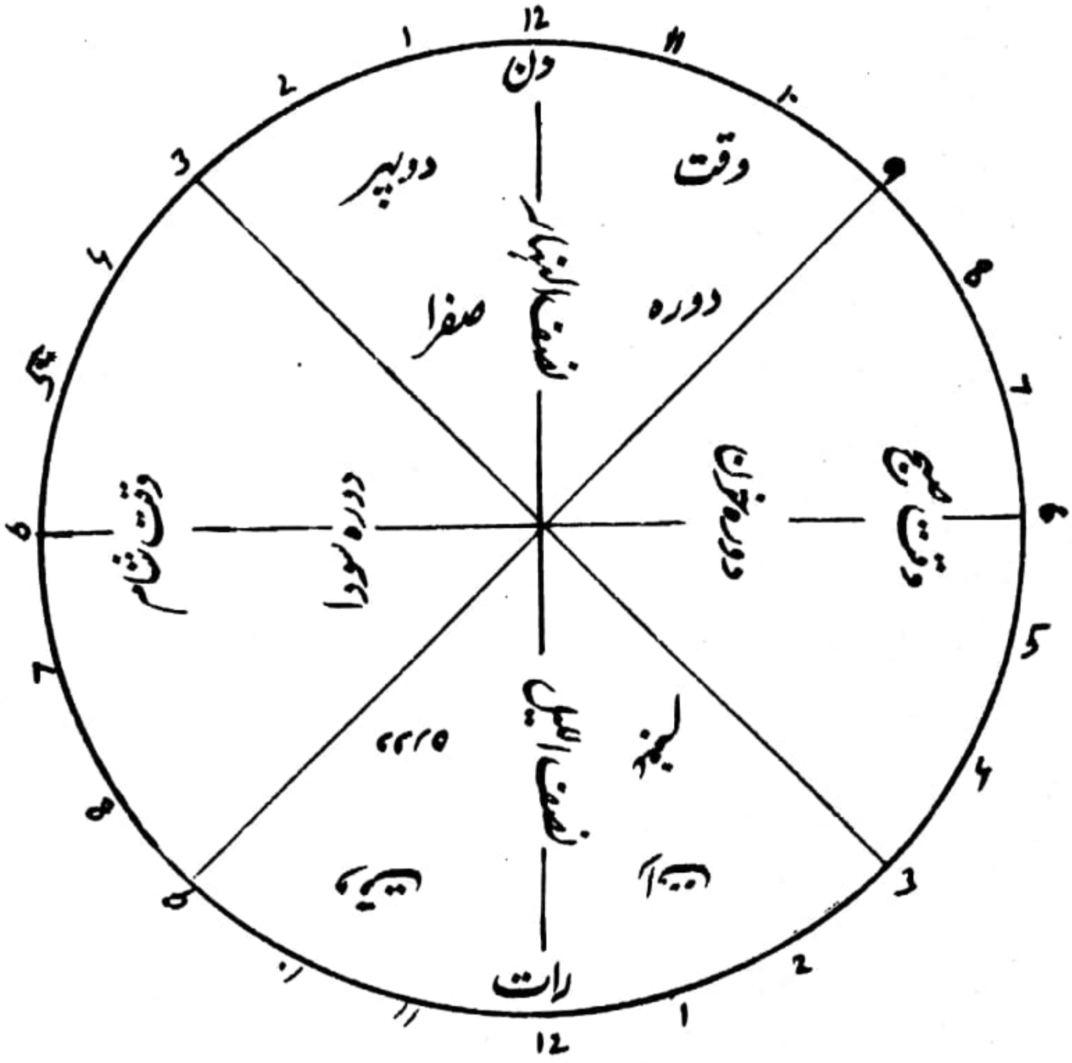
12
دن
دوپہر
وقت
نصف النہار
صفرا
دورہ
دورہ خون
وقت صبح
دورہ سودا
وقت شام
نصف اللیل
بلغم
رات
12

دن رات کے اوقات کے لحاظ سے بیماریوں کا اندازہ اور اخلاط کا دورہ

چارٹ ۲

بہ لحاظ موسم و ماہ

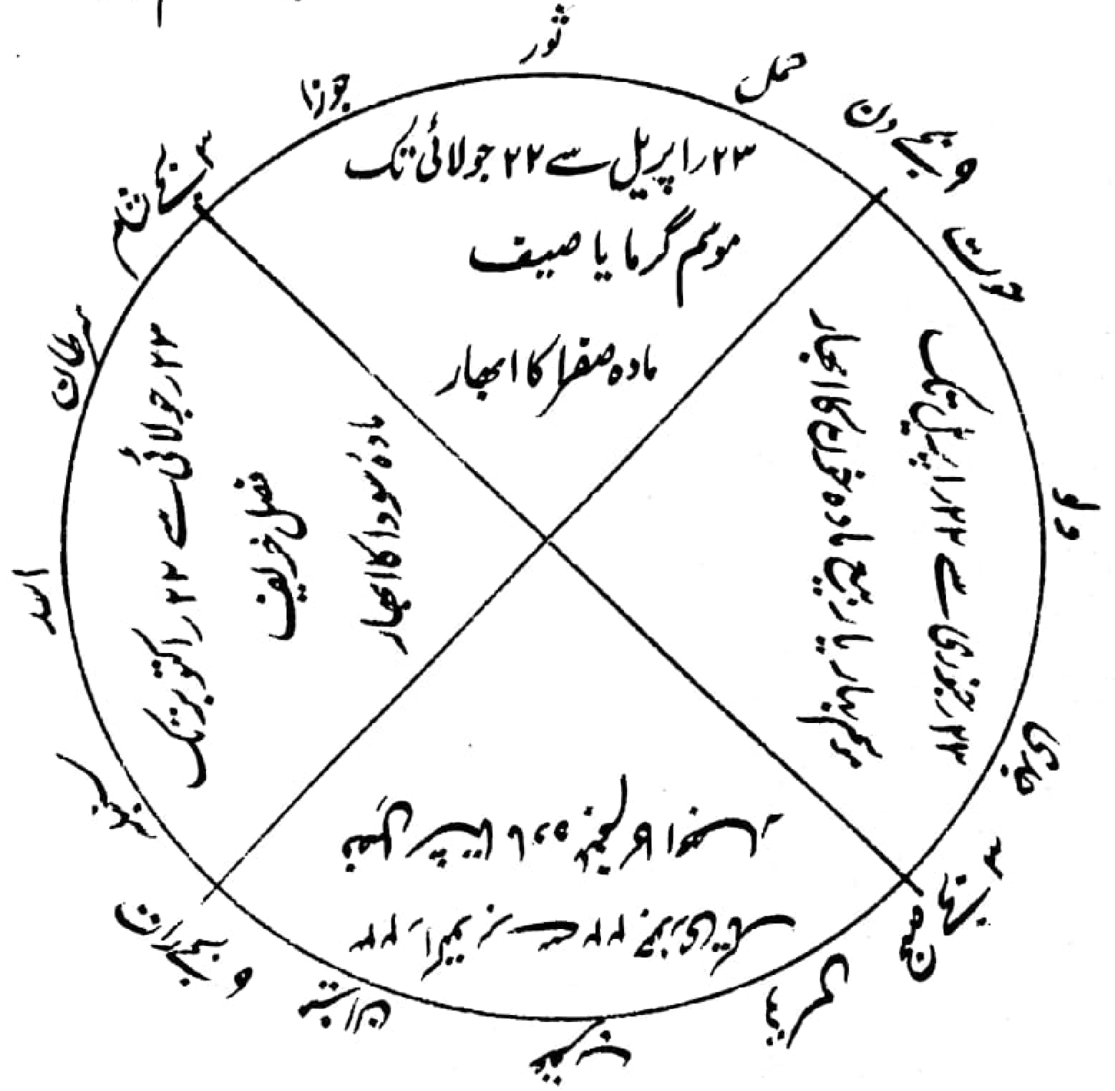
ثور
حمل
جوزا
۹ بجے دن
۳ بجے شام
حوت
سرطان
دلو
اسد
جدی
سنبلہ
۳ بجے صبح
۹ بجے رات
میزان
عقرب
قوس
۲۳ اپریل سے ۲۲ جولائی تک
موسم گرما یا صیف
مادہ صفرا کا ابھار
۲۳ جنوری سے ۲۲ اپریل تک
موسم بہار یا ربیع مادہ خون کا ابھار
۲۳ جولائی سے ۲۲ اکتوبر تک
فصل خریف
مادہ سودا کا ابھار
۲۳ اکتوبر سے ۲۲ جنوری تک
فصل شتا مادہ بلغم کا ابھار

تاریخوں مہینوں اور موسموں کے لحاظ سے بیماریوں کا اندازہ اور علاج کا نقشہ

چارٹ ۳

بہ لحاظ گرمی و سردی کے اوقات

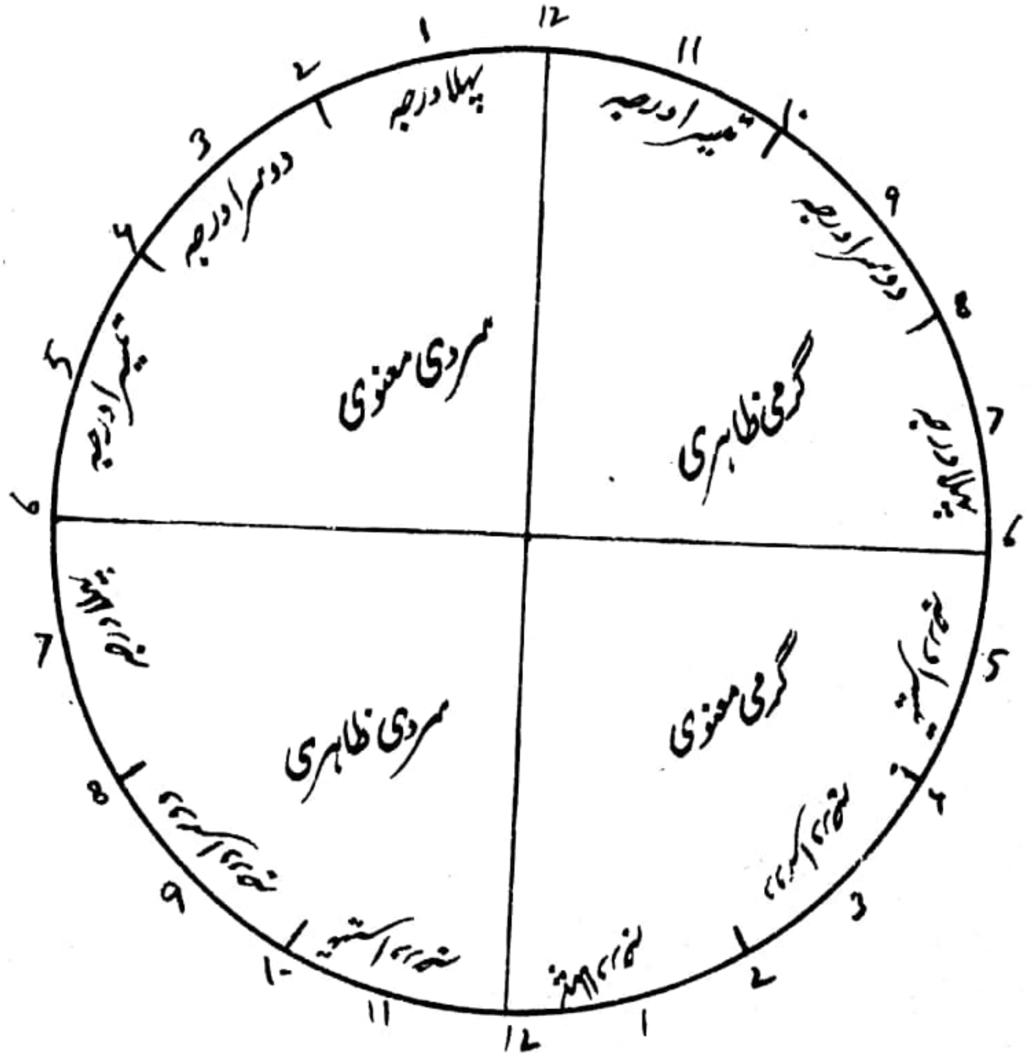
12
11
10
9
8
7
6
5
4
3
2
1
12
1
2
3
4
5
6
7
8
9
10
11
12
پہلا درجہ
دوسرا درجہ
تیسرا درجہ
تیسرا درجہ
دوسرا درجہ
پہلا درجہ
سردی معنوی
گرمی ظاہری
سردی ظاہری
گرمی معنوی

دن رات کے اوقات کے لحاظ سے بیماریوں میں گرمی اور سردی کا اندازہ

برائے علاج الامراض

چارٹ ۴

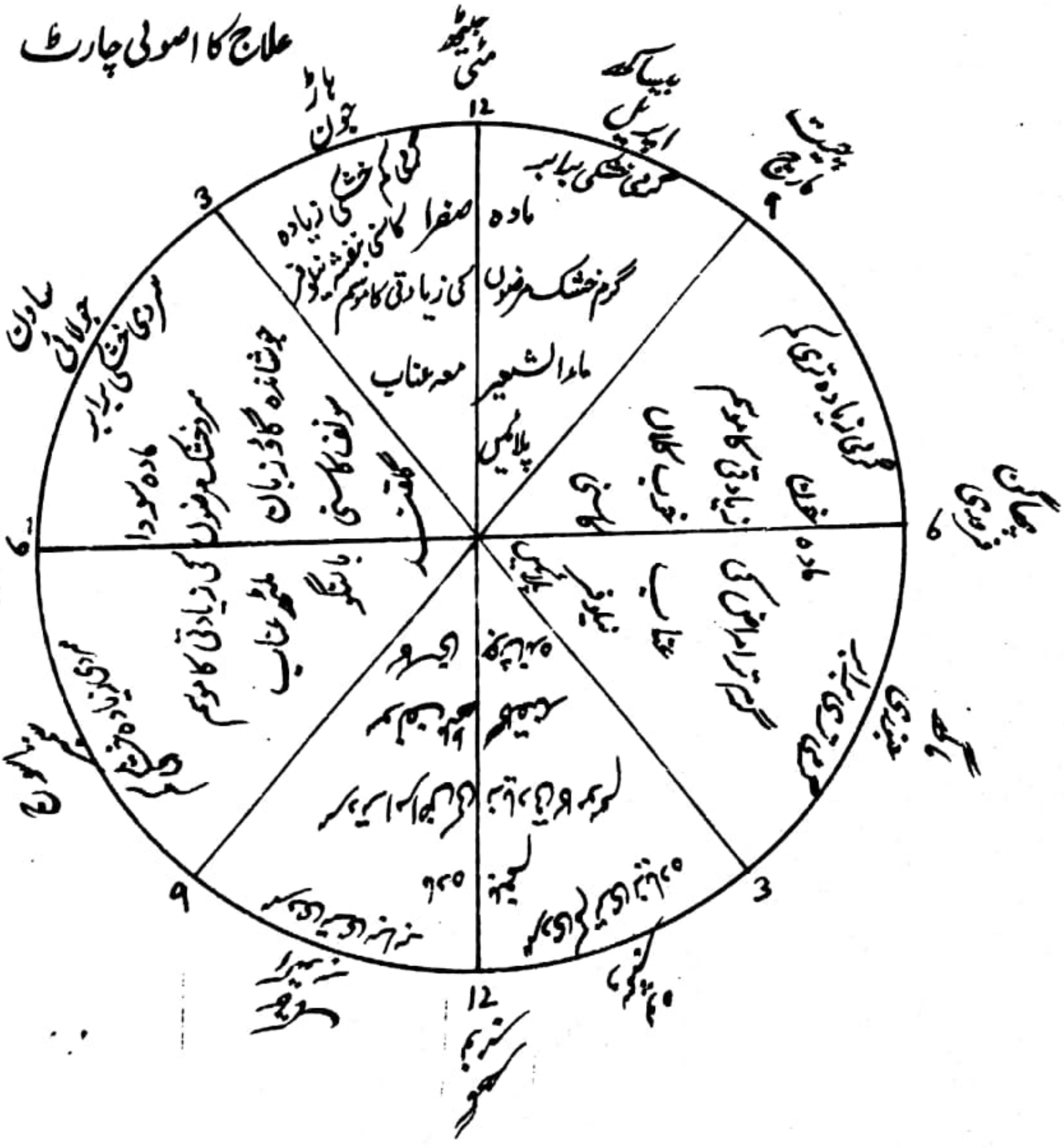
علاج کا اصولی چارٹ
جیٹھ
مئی
12
بیساکھ
اپریل
چیت
مارچ
9
پھاگن
فروری
6
ماگھ
جنوری
پوہ
دسمبر
3
مگھر
نومبر
12
کاتک
اکتوبر
اسوج
ستمبر
9
بھادوں
اگست
6
ساون
جولائی
ہاڑ
جون
3
گرمی خشکی برابر
مادہ
گرم خشک مرضوں
ماءالشعیر
پلامیں
گرمی کم خشکی زیادہ
صفرا
کی زیادتی کا موسم
معہ عناب
سردی خشکی برابر
مادہ سودا
سرد خشک مرضوں کی زیادتی کا موسم
جوشاندہ گاؤزبان
گرمی زیادہ تری کم
مادہ خون
زیادتی کا موسم

مادوں اور اخلاط کے پیش نظر انگریزی اور دیسی مہینوں کے لحاظ سے گرمی خشکی کی کمی بیشی کا تخمینہ اور ان ایام کے امراض کے لیے اصولی علاج کا چارٹ

چارٹ ۵

علامات اور علاج کا چارٹ

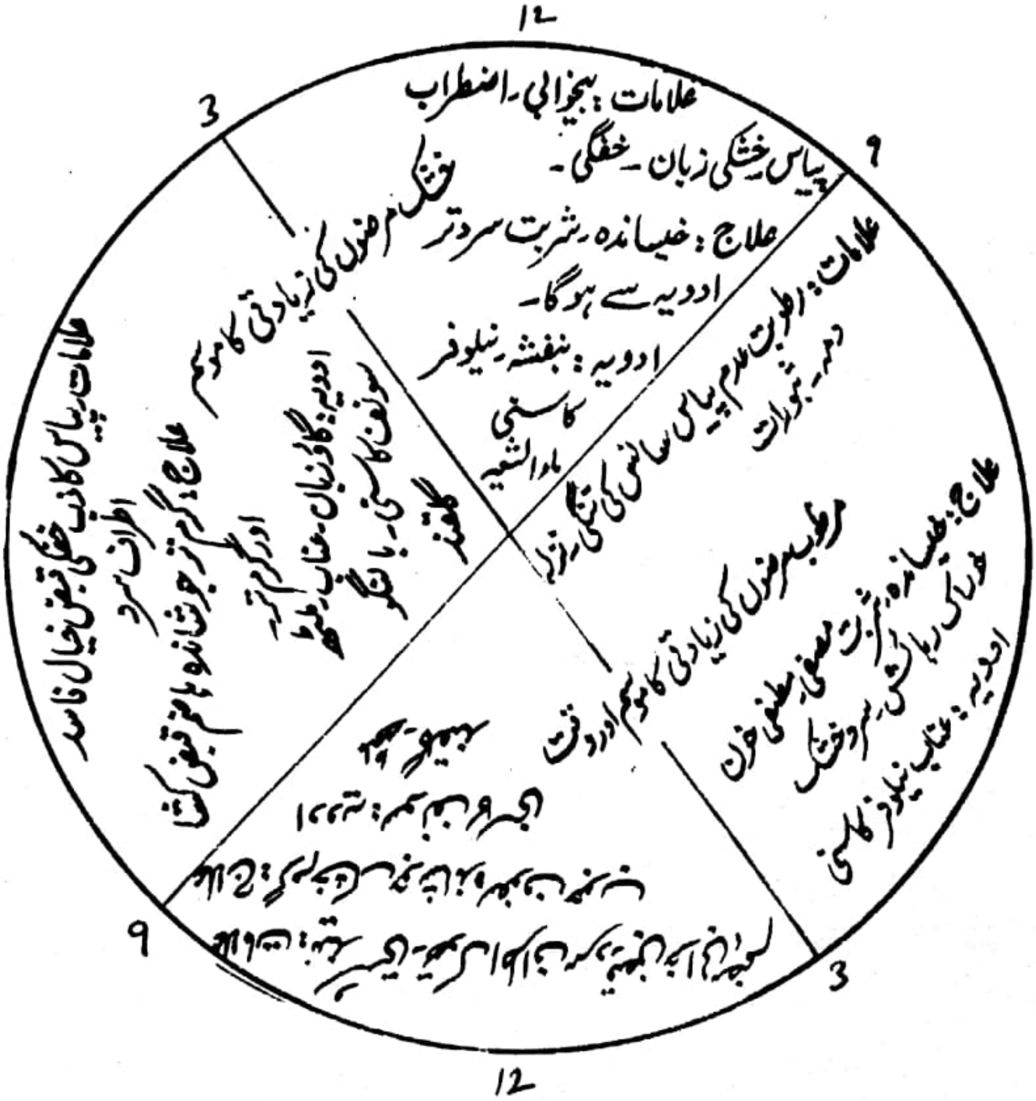
12
3
9
3
9
12
علامات: ہیجانی۔ اضطراب
پیاس خشکی زبان۔ خفگی۔
علاج: خیساندہ، شربت سرد تر
ادویہ سے ہوگا۔
ادویہ: بنفشہ، نیلوفر
کاسنی
ماء الشعیر
خشک مرضوں کی زیادتی کا موسم
علامات: رطوبت، عدم پیاس، سانس کی تنگی، نزلہ
دمہ۔ بخارات
مرطوب مرضوں کی زیادتی کا موسم اور وقت
علاج: خیساندہ، شربت مصفی، مصفی خون
غذا کی زیادتی، سرد و خشک
ادویہ: عناب، نیلوفر، کاسنی
علامات: پیاس کاذب، قبض، خفقان، خیال فاسد
اطراف سرد
ادویہ: گاؤزبان، عناب

خشک اور مرطوب امراض کی زیادتی کا موسم اور اُن کا اصولی طریق علاج

چارٹ ع۶

موسموں کا مہینہ اور چارٹ

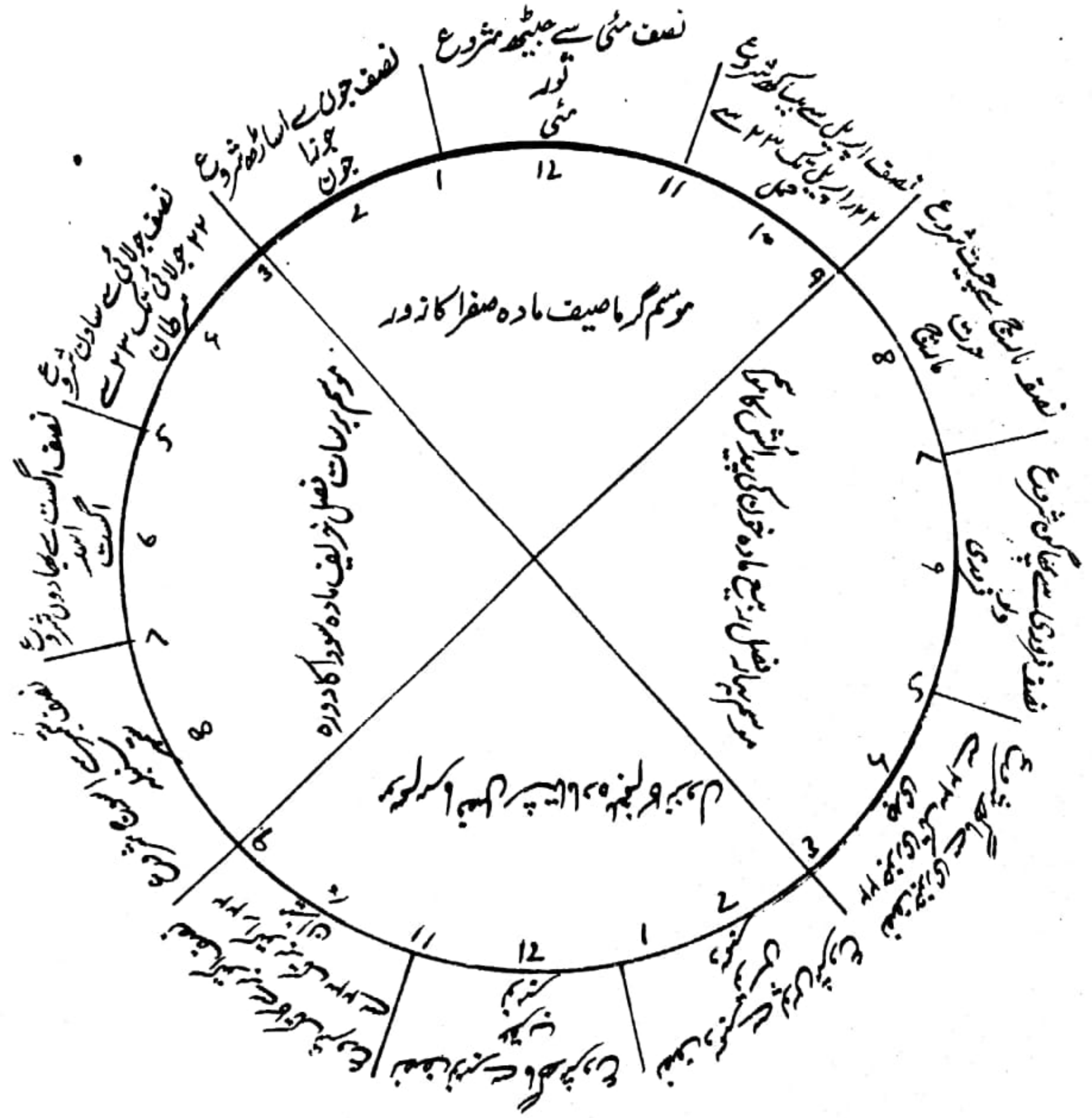
نصف مئی سے جیٹھ شروع
ثور
مئی
نصف جون سے اساڑھ شروع
جوزا
جون
نصف جولائی سے ساون شروع
۲۲ جولائی تک ۲۳ سے
سرطان
نصف اگست سے بھادوں شروع
اسد
اگست
نصف اپریل سے بیساکھ شروع
۲۲ اپریل تک ۲۳ سے
حمل
نصف مارچ سے چیت شروع
حوت
مارچ
نصف فروری سے پھاگن شروع
دلو
فروری
موسم گرما صیف مادہ صفرا کا زور
موسم برسات فصل خریف مادہ سودا کا دورہ
موسم بہار فصل ربیع مادہ خون
بلغم
1
2
3
4
5
6
7
8
9
10
11
12

یہ نقشہ مہینہ وار اخلاط کی ترقی اور ہندی اور شمسی مہینوں کے مطابق اخلاط کی مطابقت ظاہر کرتا ہے۔

مطالعہ نقشہ جات اور نتائج :

(۱) آپ نے ان چھ چارٹوں کا بغور مطالعہ کر لیا ہے۔ ان کے مطالعہ سے ہی آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ سال کے کس مہینے میں اور رات اور دن کے کس وقت میں کس بیماری کا زور ہوتا ہے اور اس ماہ یا وقت میں آنے والے کس مریض کو کونسا مرض ہو سکتا ہے اور اس مرض کے علاج میں کن اُمور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اور جو بیماری بھی ہو اس میں کن ادویہ کا اہتمام افاقۂ مرض کے لیے مددگار ہو سکتا ہے۔

(۲) نقشوں سے یہ بھی ظاہر ہے کہ جس حصہ کا نام نہار یا دن ہے اس میں زور کرنے والی بیماری گرم ہے۔ اور رات کو زور کرنے والی بیماری سرد ہوتی ہے۔

(۳) ۱۰ بجے دن سے ۴ بجے شام تک زور کرنے والی بیماری میں خشکی کا زیادہ زور ہوتا ہے اس لیے سوداکی منضج ادویہ ضرور ڈالیں۔

(۴) ۱۰ بجے رات سے ۱۰ بجے دن تک زور دینے والی بیماری میں رطوبت کا فساد ہوتا ہے اس لیے منضج رطوبت ادویہ زیادہ ہونی چاہییے۔

(۵) ۳ بجے بعد دوپہر سے ۳ بجے صبح تک جو امراض زور کریں اُن کا مادہ غلیظ ہوتا ہے ان کے علاج میں ماء الشعیر نہایت تر ہوتا ہے اور تری کی خاصیت گرمی یا سردی کو معتدل کرنا ہے جیسا کہ خشکی کی خاصیت گرمی سردی کو تیز کرنا ہے لہٰذا تپ صفراوی یا بلغمی یا مرکب میں ماء الشعیر بہت مفید ہے اور دوا کا معتدل دوم درجہ ہے اور تیزی تیسرے درجہ کا نام ہے اور زہر کا چوتھا درجہ ہے۔ لہٰذا مرقق ادویہ استعمال کریں۔ مثلاً سکنجبین، سادہ ترش اشیا مرقق ہوتی ہیں اور منضج سودا ادویہ بھی غلیظ کو معتدل کرتی ہیں۔

(۶) مادہ رقیق اپنے وقت مقررہ سے پہلے ہی گرم ہو کر دورہ شروع کر دیتا ہے اور جلد ہی تحلیل بھی ہو جاتا ہے اور لرزہ وغیرہ کی تکلیف بھی جلد رفع ہو جاتی ہے اور رقیق مادہ کو اگر سرد ہے تو بلغم کے منضج دیں اور اگر گرم ہے تو منضج صفرا دیں تمام معلق اشیاء مغلظ ہوتی ہیں۔

* * *

خواہش پرستی ہلاک کر دینے والا ساتھی ہے

باب ۸

دن کے اوقات اور سال کے مہینوں کے موازنے کا قانون[1]

زمین کی دو حرکتیں ہیں محوری اور دوری۔ جس جگہ قطب ستارہ آدمی کے عین سر پر ہوتا ہے۔ اس خطۂ زمین کو قطبِ شمالی یا قطب جنوبی کہتے ہیں وہ جگہ زمین کی ستارہ کی مقناطیسی کشش کی وجہ سے ہر وقت ستارے کے بالمقابل رہتی ہے اور فی نفسہٖ گردش کرتی ہے اس کا نام گردشِ محوری ہے اور یہ گردش سورج کے سامنے ہوتی ہے جس سے دن اور رات پیدا ہوتے ہیں یعنی ہماری زمین کا جو حصہ سورج کے سامنے سے گزرتا جاتا ہے وہ صبح چاشت، دوپہر، ظہر، عصر اور مغرب پیدا کرتا ہے اور جو حصہ سورج سے اوجھل ہوتا ہے اس کا نام رات ہے یہ روزانہ کی حرکت ہے۔

دوسری حرکت دوری ہے۔ جس فرضی خط پر زمین سورج کے گرد گھومتی ہے اس کو مدارارضی کہتے ہیں اور وہ مدار کے ساتھ ٦٦½ کا زاویہ بناتی ہوئی گھومتی ہے اس سے مختلف موسم پیدا ہوتے ہیں جن کو بارہ مہینے کہتے ہیں اس کو سالانہ حرکت بھی کہا جاتا ہے کیونکہ سال میں یہ ایک گردش سورج کے گرد ہوتی ہے۔ جب ہم موسموں کے تغیر و تبدل کو دیکھتے ہیں جو سال میں گزرتے ہیں اور پھر دنوں سے

---

[1] بحث بہ حوالہ چارٹ اور نقشہ جات

مقابلہ کرتے ہیں تو فوراً عقل تسلیم کر لیتی ہے کہ دنوں اور موسموں کا ایک ہی اثر و خاصیت ہے مثلاً ۲۲ جنوری سے ۲۲ر اپریل تک موسم بہار ہے اور مادہ خون کی پیدائش کا وقت ہے اسی کے مطابق دن میں صبح ۳ بجے سے ۹ بجے دن تک کا بھی یہی اثر ہے۔ عربی جنتری کے مطابق جدی۔ دلو۔ حوت اور ہندی مہینوں میں ماگھ۔ پھاگن اور چیت ایسے ہی ہیں۔

۲۳ر اپریل سے ۲۲ر جولائی تک کا موسم گرما ہے۔ یہ مادۂ صفرا کی پیدائش کا موسم ہے اور دن میں ۹ بجے دن سے ۳ بجے بعد دوپہر تک کی بھی یہی تاثیر ہے۔ سال میں حمل ثور جوزا یا بیساکھ جیٹھ، اساڑھ کی بھی یہی تاثیر ہے۔

۲۳ر جولائی سے ۲۲ر اکتوبر تک گرمی سردی میں مختلف موسم ہے اس میں مادہ سودا پیدا ہوتا ہے اور دن میں ۳ بجے بعد دوپہر سے ۹ بجے رات تک بھی مادہ سودا کا زور ہوتا ہے اور سال میں سرطان اسد سنبلہ یا ساون بھادوں اسوج کی بھی یہی تاثیر ہے

۲۳ر اکتوبر سے ۲۲ جنوری تک سرد موسم ہے اس میں مادۂ بلغم کی پیدائش ہوتی ہے اور دن میں ۹ بجے رات سے ۳ بجے صبح تک بھی بلغم کا زور ہوتا ہے اور سال میں میزان عقرب قوس یا کاتک ماگھر اور پوس کی بھی یہی تاثیر ہے۔

قدرتِ کاملہ نے ان تغیرات میں اجسام کے اعتدال کا انتظام بھی کر رکھا ہے مثلاً جس موسم میں خون کی پیدائش زیادہ ہوتی ہے وہ ہر لحاظ سے معتدل ہے۔ جس موسم میں صفرا پیدا ہوتا ہے اس میں ہوا تیز چلتی ہے تاکہ صفرا معتدل رہے۔ اگر موسم مادۂ سودا پیدا کر رہا ہے تو بارش کا دورہ ہوگا تاکہ سودا کی یبوست معتدل رہے، اگر موسم بلغم پیدا کر رہا ہے تو بہار خشک ہے اور اجسام کے اندرونی حصہ میں گرمی اعتدال پیدا کر رہی ہے طبیب کو قدرت کی پیروی کرنی چاہیے۔ موسم خون میں معتدل و مصفیٰ خون ادویہ استعمال نہ کرے۔ موسم صفرا میں مُطفی۔ موسم سودا میں گرم تر۔ موسم بلغم میں گرم خشک منضج دیں۔ بیماری کی پیدائش صرف تری یا خشکی سے ہوتی ہے اس لیے پانی

اور دھوپ کے اعتدال پر خوب نظر ہوتی چاہیے ۔ یہ سب کچھ موسمی تقسیم ہے جو خط استوا سے خط سرطان تک اور پھر واپس جدی تک تغیرات ہوتے ہیں ۔ دورۂ زمین میں بہت سا اختلاف مہینوں اور دنوں میں پیدا ہوتا ہے ۔ مثلاً پنجاب میں موسم گرما دراز ہے کیونکہ خط سرطان قریب ہے ایران میں چاروں موسم برابر ہیں ۔ خط استوا کے شمال اور جنوب میں اقلیم اول دوم اور سوم میں موسم گرما دراز ہوتا ہے اور اقلیم چہارم پنجم اور ششم میں موسم سرما دراز ہوتا ہے ہفتم میں صرف برف ہی ہے ۔

یوں تو پنجاب میں موسم بہار صرف فروری اور مارچ دو ماہ ہے اور موسم گرما اپریل مئی جون ہے اور جولائی اگست ستمبر موسم برسات ہے جو سخت گرم ہے گویا چھ ماہ گرمی کے ہیں اور موسم خریف اکتوبر نومبر دو ماہ ہے اور موسم سرما دسمبر اور جنوری دو ماہ ہیں ۔ نقشوں میں انگریزی مہینوں کے مقابل عربی مہینے اس لیے لکھے گئے ہیں کہ ہر عربی مہینہ انگریزی مہینہ کی ۲۲ یا ۲۳ تاریخ کو چڑھتا ہے اس لیے عربی مہینہ کا حساب درست آسکتا ہے ۔

یہ تمام بحث مفرد مادہ کی ہے ۔ کیونکہ جب تک مفرد مادہ کے اوقاتِ پیدائش سمجھ میں نہ آئیں تب تک مرکب کی سمجھ نہیں آسکتی اور زمانۂ حال میں تپ مرکب ہی زیادہ پیدا ہوتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ پانی دریائی زراعت پیوندی فارمی، رہائش میں آرام طلبی، خوراک پوشاک میں نزاکت ہوگئی ہے، اس لیے ہر شخص بلغمی مزاج ہو چکا ہے امراض بھی وہی پیدا ہوتی ہیں جو خلط بدن میں زیادہ ہوتی ہے ۔

❋

مصیبت میں گھبرانا کمال درجے کی مصیبت ہے ۔

باب ۹

مرکب تپوں کی شناخت کا قانون

مرکب تپ کی شناخت کا قانون درج ذیل ہے۔

ہر وہ تپ جو اپنے مقررہ وقت کو چھوڑ کر دیر کر کے چڑھتا ہے وہ مرکب ہے مثلاً خالص صفراوی تپ کا وقت ۱۰ بجے صبح مقرر ہے اگر وہ ۱۲ بجے یا اس کے بعد چڑھتا ہے تو اس میں بلغم یعنی سرد رطوبت موجود ہے یعنی جس مادہ کے مقررہ وقت کے اندر بخار ہوتا ہے تو وہ مادہ یقیناً موجود ہے۔ بخار چڑھنے کے وقت سے مادے کی کمی زیادتی کا اندازہ عمدہ ہو سکتا ہے۔ جوں جوں اپنے وقت کا حصہ کم لیتا ہے اسی قدر مادہ کم ہے اور جس مادے کے وقت کا حصہ زیادہ لیتا ہے وہی مادہ زیادہ ہے مثلاً فرض کریں کہ ہر مادہ کا وقت ۶ گھنٹے ہے صفرا کا وقت ۹ بجے سے ۳ بجے تک ہو گا یعنی ۹ بجے سے تیاری شروع ہوتی ہے اور ۱۰ بجے زور ہو جاتا ہے اگر ۹ بجے ہی تیز ہو جاتا ہے تو صفرا رقیق ہے جو جلد گرم ہو کر تپ تیز ہو گیا اور رقیق مادہ جلد تحلیل ہو جاتا ہے اس لیے تین بجے سے پہلے ہی ٹوٹ بھی جائے گا۔

اگر تپ ۱۰ بجے چڑھے تو صفرا معتدل ہے۔

اگر ۱۱ یا ۱۲ بجے چڑھے تو صفرا میں رطوبت سوداوی ملی ہوئی ہے۔

اگر ۱۴ یا ۱۵ بجے چڑھے تو صفرا کم ہے رطوبت سوداوی زیادہ ہے علیٰ ہذا القیاس اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

شروع تپ میں لرزہ اور پھر لازم ہو جائے اور پسینہ نہ آئے تو تپ مرکب ہے۔

تپ میں ہر وقت سرما اور لرزہ بار بار ہوتا ہو اور دو تین دن کے بعد پسینہ یکبارگی آئے تو تپ مرکب ہے۔

اگر ملبقہ تپ میں لرزہ قوی آئے اور دیر تک رہے اور ہاتھ پاؤں سرد ہوں تو تپ مرکب ہے۔

جب تپ میں بلغم ہو تو اگر صرف ہاتھ پاؤں سرد ہوں تو بلغم کا حصہ تھوڑا ہے اگر رانوں تک سرد ہوں تو بلغم صفرا برابر ہیں اگر کمر تک سرد ہو تو بلغم زیادہ ہے۔

جس نوبتی تپ کی نوبت ۱۲ گھنٹے سے زیادہ ہے وہ تپ مرکب ہے۔ بشرطیکہ ۱۸ گھنٹے سے کم ہو اگر ۱۸ گھنٹے ہو تو تپ مرکب نہیں بلغمی نائبہ ہے۔

اگر نبض تین انگشت سے زیادہ طویل ہو اور عریض بھی ہو تو تپ مرکب ہے۔

اگر ہر روز ۱۰ بجے دن کے تپ چڑھے اور ۴ سے ۱۲ گھنٹے تک نوبت ہو تو دو غب دائرہ جمع ہیں۔

ہر تپ دائرہ ہو یا لازم اگر ۱۰ بجے دن کے یا کچھ پہلے چڑھے تو اس میں صفرا کا حصہ زیادہ ہے۔

اگر ۱۲ بجے دن کے بعد چڑھے تو بلغم صفرا برابر ہیں اگر ۳ یا ۴ بجے چڑھے تو بلغم زیادہ ہے۔ یعنی جتنا دیر بعد چڑھے گا اسی قدر بلغم زیادہ ہو گی کیونکہ اشعات شمسیہ سے صفرا جلد گرم ہو جاتا ہے اور بلغم دیر سے گرم ہوتی ہے۔

اگر ایک دن تپ ہو اور دوسرے دن نرم ہو تو تپ شطر الغب ہے اس میں بلغم صفرا ممتزج رہتے ہیں۔ بلغمی تپ کے ساتھ صفراوی تپ خواہ دائرہ ہو یا لازم دونوں اپنے اپنے وقت پر اپنے اپنے علامات کے ساتھ چڑھتے ہیں اور آسانی سے معلوم ہو سکتے ہیں ہر ایک تپ دموی سینہ سے اوپر کے حصے سے چڑھتا ہے اور ہر ایک

صفراوی تپ کمر اور پیٹھ سے شروع ہوتا ہے اور بلغمی تپ نچلے حصہ ناف سے ابتدا کرتا ہے اور ہر سوداوی تپ کے ہڈیوں جوڑوں سے لرزہ شروع ہوتا ہے۔ اس بات سے ہی مادہ کا اندازہ صحیح ہو سکتا ہے لیکن موسمی تپوں میں نبض ایسی کمزور ہوتی ہے کہ قصیر معلوم ہوتی ہے کیونکہ تپ کے دباؤ میں ہوتی ہے اور تپ بھی خفیف معلوم ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں جو انگلی نر انگشت کے قریب نبض پر ہے اس کے نیچے صحیح حرکت ہے تو طویل سمجھو اور مرض کا مبدا سر ہے اور اگر درمیانی انگلی کے نیچے حرکت ہے تو مادہ صفرا ہے اور مرض کا مبدا خون بدن ہے اور آخری انگلی کے نیچے حرکت کرے تو یہ نبض قصیر ہے مادہ بلغم ہے اور مرض کا مبدا بدن کا نچلا حصہ ہے۔ ہر انگریزی ماہ کے **نصف** ہر ہندی مہینہ شروع ہوتا ہے اور انگریزی مہینہ کی ۲۳ تاریخ سے موسم کی تبدیلی شروع ہوتی ہے اور ۲۳ تاریخ سے ہی عربی مہینہ شروع ہوتا ہے۔ ثابت ہوا کہ عربی مہینے ہی بلحاظ موسم صحیح اور اس کے مطابق ہوتے ہیں۔

* * *

باب ۱۴

مفرد تپوں کی شناخت تشخیص اور علاج کا قانون

مفرد تپ بھی کئی قسم کے ہیں۔ ان کو علیحدہ علیحدہ جاننا بہت ضروری ہے۔

تپ مطبقہ:

یہ خون کا بخار ہے۔ ہضم دوم کی کوتاہی سے جو رطوبت نزلی خون میں پیدا ہوتی ہے وہ غیر طبعی ہونے کی وجہ سے پرورش بدن کے قابل نہیں ہوتی۔ لہٰذا بیرونی حرارت سے جس کو حرارتِ غریبہ کہتے ہیں۔ متعفن ہو کر روح کو گرم کر دیتی ہے یا یہ کہ طبیعت رطوبتِ غیر طبعی کو نضج دینے کے لیے روح کو گرم کر دیتی ہے کیونکہ وہ رطوبت پرورشِ بدن کے قابل نہیں ہوتی۔ بہر حال طبیعت کی اس گرمی کا نام ہی تپ ہے۔ خون چونکہ جسم میں زیادہ ہوتا ہے اس لیے وہ سر سے پاؤں تک یکساں گرم ہوتا ہے اور چونکہ جلد کی باریک رگوں میں بھی ویسا ہی خون موجود ہوتا ہے اس لیے بدن پر ہاتھ رکھنے سے یوں محسوس ہوتا ہے جب لوہے کی گرم تختی پر ہاتھ رکھا ہوا ہے یعنی نہایت تیز گرم لیکن جب کچھ دیر ہاتھ رکھا رہے تو بوجہ رطوبت پھر پہلے سے کم گرم معلوم ہونے لگ جاتا ہے اور غنودگی سر کی گرانی نبضِ عظیم چہرہ سرخ متنفخ جو رطوبت کا خاصہ ہے یہ علامات موجود ہوں گی۔ علاج مطفی و مصفی خون ادویہ ہیں جو تیز سرد نہ ہوں مثلاً ماء الشعیر و اسبغول وغیرہ۔ بہر خلطی مرض میں جگر کا نقص ضرور موجود ہوتا ہے اس لیے دوائیں مقوی

جگر اور دافع اعراض ہونی چاہیے۔ عام نسخہ تپ مطبقہ یہ ہے۔ عناب، نیلوفر، کاسنی اور املی کا خیساندہ بنا کر پلائیں۔ عناب مصفیٰ خون نیلوفر تیزی کو دور کرنے کے لیے کاسنی مقوی جگر ہے۔ املی اگر گرمی زیادہ اور قبض ہو تو اس کے لیے مفید ہے۔ اگر کھانسی بھی ساتھ ہو تو نزلہ بھی موجود ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں بنفشہ، نیلوفر، لسوڑیوں کا خیساندہ دیں جو نیم گرم ہو۔

تپ سونوخس :

یہ تپ خون کے جوش سے پیدا ہوتا ہے اور مطبقہ سے کم تیز اور تمام علامات وعوارض وہی مگر ذرا کم ہوتے ہیں۔ اگر صفرا کی رطوبت کے ملنے سے خون میں جوش پیدا ہوا ہے تو قشعریرہ اور سردی لگنا علامت ہوں گی۔ یہ دونوں تپ سر سے شروع ہوتے ہیں۔ اس کا علاج بھی وہی ہے جو مطبقہ میں بیان ہوا ہے۔

غبِ خالص دائرہ :

جس کو تیجا تپ بھی کہتے ہیں۔ یہ تپ خالص صفرا کا ہے جب حرارتِ غریبہ کے اثر سے ہضم دوم میں کوتاہی ہو کر رطوبت نزلی مل کر صفرا کی زیادتی کا باعث ہو جائے اور کسی عضو میں جو بوجہ کمزوری اس کو دفع نہیں کر سکتا تو وہ عضو صفرا غیر طبعی کا مرکز بن جاتا ہے۔

یہ تپ کمر سے چڑھتا ہے کیونکہ صفرا کا خزانہ پتہ ہے جو کمر کے قریب ہے۔

۱۰ بجے چڑھتا ہے کیونکہ دن میں یہی وقت صفرا کے زور کا ہے۔

اس کی گرمی تپ مطبقہ کی سی ہوتی ہے کیونکہ مادہ رقیق ہوتا ہے۔

۴ گھنٹے سے ۱۲ گھنٹے تک رہتا ہے اگر مادہ غلیظ یا کثیر ہو ورنہ ۸ گھنٹے تک۔

سردی سخت لگتی ہے۔ اگر مادہ سینہ کے قریب ہو اگر معدہ میں ہو تو قے بھی

آتی ہے اگر مادہ کم ہو یا فمِ معدہ میں سرائت کیا ہوا ہو تو ابکائیاں آتی ہیں۔ اگر مادہ امعا میں ہو تو دست آتے ہیں۔

ایک دن درمیان چھوڑ کر باری سے چڑھتا ہے اور تمام وجود گرم ہوتا ہے اگر یہ تپ ہر روز آئے تو دو غب دائرہ جمع ہیں اور کوئی سے دو اعضاء میں مادہ جمع ہے جو اپنی اپنی باری سے چڑھتے ہیں۔ اگر اس میں کوئی سرد رطوبت مل جائے تو پھر مدت دراز تک رہتا ہے۔ علاج کارگر نہیں ہوتا ہاں اگر غب خالص ہی ہو تو سات بار سے ذیادہ نہیں آتا۔ اگر سات بار سے بڑھ جائے تو وہ مرکب ہے۔ چنانچہ تپ مرکب کا علاج کیا جائے گا۔ اس کا نسخہ حسب ذیل ہے۔

کاسنی، بنفشہ، نیلوفر، خیساندہ بنا کر میٹھا کر کے پلائیں۔ پانی جس قدر سرد ہو بہتر ہے۔ کاسنی تقویت جگر کے لیے، بنفشہ مسہل صفرا ہے، نیلوفر دافع تیزی صفرا ہے۔

غب لازم:

یہ تپ ہضم سوئم میں حرارت غریبہ کے اثر سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کی گرمی غب دائرہ سے تیز اور محرقہ سے کم ہوتی ہے اور تمام وجود گرم ہوتا ہے کیونکہ صفرا داخلِ عروق متعفن ہے اس لیے ہر وقت لازم رہتا ہے اپنے بھائی غب دائرہ کی طرح شدت کر کے آٹھ یا بارہ گھنٹے کے بعد کچھ نرم ہو جاتا ہے بالکل نہیں ٹوٹتا اور غب دائرہ یا سب دَوری تپ بالکل ٹوٹ جاتے ہیں۔ مگر غب لازم میں لرزہ پسینہ نہیں آتا اگر اس میں رطوبت سرد مل جائے تو عوارض بدل جاتے ہیں (دیکھو تپ کی بحث) اگر صفرا خالص ہو تو ہفتہ سے ذیادہ نہیں آتا علاج غب دائرہ اور غب لازم کا ایک ہی ہے یعنی صفرا کا علاج۔

تپ محرقہ صفراوی :

یہ تپ غب لازم کا حقیقی بھائی ہے۔ اگر غب لازم کا مادہ دل معدہ جگر کے نواحی رگوں میں متعفن ہو تو عوارض بوجہ اذیت عضو رئیس سخت ہو جاتے ہیں۔ دونوں میں یہی فرق ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ غب دائرہ کی ادویات میں آلو بخارا کا اضافہ کریں۔ اور بہتر ہے کہ املی آلو بخارا دونوں اگر مادہ جلا ہوا ہو تو صرف مبرد ادویہ سے درست نہ ہوگا بذریعہ بہیدانہ بلغم پیدا کرنے سے درستی ہو سکتی ہے اور احتراق رک جاتا ہے۔

تپ بلغمی مواظبہ یا نائبہ :

چونکہ بلغم خون خام کا نام ہے اس لیے اس کا دورہ بھی خون کے ساتھ تمام بدن میں ہوتا ہے اس کا خزانہ یا مستقر کوئی خاص عضو نہیں ہوتا اس لیے اس کا نوبتی ہونا کیونکر ممکن ہو سکتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جب ہضم سوئم میں حرارت غریبہ کا اثر ہونے سے بلغم غیر طبعی ہو جاتی ہے یا رطوبت نزلی پیدا ہو جاتی ہے اور وہ طبیعت کے کار آمد نہیں رہتی تو وہ اس کو دھکیل دیتی ہے اور جس عضو میں اس کے دفیعہ کی طاقت نہیں ہوتی وہ اس کی رگوں میں ٹھہر جاتی ہے اس سے یہ مراد نہیں کہ صفرا اور سودا کی طرح وہ کسی عضو کے خلو میں رہتی ہے بلکہ کسی عضو کے عروق میں مستقر ہو جاتی ہے پس اس کا مستقر ہونا ہی باعث فساد ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تھوک کی کثرت تو ہوتی ہے لیکن عثیوں کے باوجود قے نہیں آتی اگر مادہ خلو میں ہوتا تو وہ ضرور نکلتا۔

یہ تپ ہر روز آتا ہے اور بیمار بہت دیر تک بیمار رہتا ہے کیونکہ بلغم کا حصہ وجود میں کافی ہے۔

مدت نوبت ۸ گھنٹے سے ۱۸ گھنٹے تک ہوتی ہے۔

وجود ٹوٹتا اور سردی لگتی ہے۔

تھوک سفید زبان سفید اور جی متلاتا ہے۔

زرد اور سفیدی نما چہرہ۔

منہ اور آنکھیں متورم سی اور ابھرا ہوا سا چہرہ اور پیاس کا نہ ہونا۔

چونکہ بلغم مادہ غلیظ ہے روح کو غلیظ کر دیتی ہے اس لیے بلغمی تپوں میں اطراف سرد ہوتے ہیں۔ کیونکہ غلیظ روح اطراف میں نفوذ نہیں کر سکتا۔ بلغم کی متعدد قسمیں ہیں۔ جن قسموں میں علامات کا فرق ہے ان میں سے چار قسموں کی شناخت درج ذیل ہے۔

اگر وجود کا ٹوٹنا سخت ہو تو بلغم زجاجی ہے۔

اگر سردی سخت ہو تو بلغم ترش ہے۔

اگر قشعریرہ یعنی رونگٹے کھڑے ہونا اور ٹوٹنا کمزور ہے اور سردی سخت ہے تو بلغم مالح ہے یعنی نمکین۔

اگر قشعریرہ میں رونگٹے ہیں لیکن سردی کم ہے تو بلغم حلو یعنی شیریں ہوتی ہے۔ غرض خواہ کوئی سی قسم کی بلغم بھی ہو۔ لیکن تپوں میں کم ہی فرق ہوتا ہے۔

ان تپوں کا عمومی علاج یہ ہے۔ کاسنی۔ سونف۔ ملٹھ۔ گلقند جوشاندہ بنا کر دیں یا گلقند یا سکنجبین گھونٹ کر پیئیں۔

تپ لثقہ:

یہ تپ لازم ہوتا ہے اور افاقہ کا وقت معلوم ہونا مشکل ہوتا ہے باقی تمام علامات وغیرہ میں مواظبہ کی طرح ہے۔ حرارت اس قدر نرم ہوتی ہے کہ ہاتھ سے محسوس نہیں ہوتی تاوقتیکہ کچھ دیر ہاتھ بدن پر نہ رکھا ہے۔ اس لیے دق کے مشابہ ہے۔ اس کی شناخت یہ ہے کہ چہرہ ابھرا ہوا متورم سا معلوم ہوتا ہے۔ چہرہ باریک

ہوتا جاتا ہے اور نبض تپ لثقہ میں لین صغیر ہوتی ہے اور دق میں صلب ممتد ہوتی ہے تشخیص کے لیے خوراک کے نصف گھنٹہ بعد نبض دیکھیے اگر تپ تیز ہو گیا ہے تو تپ دق ہے۔ اگر تپ تیز نہیں ہوا تو پھر تپ لثقہ ہے اس میں قابل تجربہ کار طبیب بھی دھوکا کھا جاتے ہیں۔ اس کا علاج یہ ہے۔

کاسنی۔ سونف۔ ملٹھ۔ گلقند کا جوشاندہ دیجیے۔

تپ محرقہ بلغمی :

یہ تپ معدہ دل جگر کی نواحی عروق میں بلغم شور کے پیدا ہونے سے ہوتا ہے۔ تپ تو بلغم کا ہے مگر نواحی اعضاء رئیسہ متاثر ہونے کے سبب اور اذیت اعضاء رئیسہ کے سبب اس کا نام محرقہ رکھا گیا ہے جیسا کہ صفرا میں گزرا ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ یہ تپ بھی قشعریرہ رونگٹے کھڑے ہونے سے ابتدا کرتا ہے اور محرقہ صفراوی کے حکم میں آتا ہے۔ علاج اس کا یہ ہے۔

سکنجبین گرم پانی میں پلائیں۔ اس بخار سے بوڑھا آدمی بالعموم ہلاک ہو جاتا ہے۔

تپ ربع دائرہ :

یہ تپ سوداوی ہے جس کو چوتھا بھی کہتے ہیں کیونکہ دو روز درمیان چھوڑ کر یہ آتا ہے خواہ سودا طبعی مقدار میں زیادہ ہو جائے یا چاروں خلطوں میں سے کوئی ایک خلط مل کر سودا بن گئی ہو پھر بھی بلحاظ اصلیت اس خلط کے علامات کمزور ہی باقی ہوتے ہیں جس سے شناخت ہو سکتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے۔

سونف کاسنی ملٹھ گاؤزبان تخم بالنگو گلقند۔

ان ادویہ کا جوشاندہ تیار کر کے گلقند میں گھوٹ کر تخم بالنگو پھانک کر جوشاندہ پی لیں اور صبح وشام استعمال کریں۔

تپ ربع لازمہ :

یہ تپ بھی مادہ سودا سے پیدا ہوتا ہے مگر مادۂ سودا داخل عروق ہونے کی وجہ سے لازم رہتا ہے مگر بہت خفیف۔ ہاں ربع دائرہ کے وقت پر دو روز کے بعد شدت کرتا ہے اور ہڈیوں سے چڑھتا ہے چونکہ یہ مادہ غلیظ اور لیس دار ہوتا ہے لہٰذا ۲۴ گھنٹے میں تحلیل ہو کر تپ کا زور ٹوٹتا ہے۔ اگر مادہ کی مقدار کم ہو تو جتنے دن میں مادہ جمع ہوتا ہے وہی اس کا نام ہے۔ مثلاً ۵ دن بعد، یا آٹھ یا دس دن بعد۔ میں نے پندرہ دن بعد چڑھنے والا تپ بھی دیکھا ہے۔ علاج میں تیز گرم یا سرد ادویہ استعمال نہ کی جائیں۔ ربع دائرہ کا نسخہ ہی استعمال کریں۔

تپ مرکب :

اس کی قسمیں اس قدر ہیں کہ نہ حساب لگانا ممکن ہے نہ علاج کا احاطہ کرنا آسان ہے۔ البتہ دو بڑی قسمیں ہیں۔ ایک شطر الغب دوسرا غب غیر خالص۔ شطر الغب میں دونوں مادے الگ الگ ہوتے ہیں۔ ایک دن صفرا کی باری ہوتی ہے تو دوسرے دن بلغم کی۔ آسان شناخت یہ ہے کہ ایک دن ۱۰ بجے چڑھتا ہے اور عوارض سخت ہوتے ہیں یہ صفرا خالص کا تپ ہے دوسرے دن بلغمی نائبہ کی باری ہوتی ہے وہ ۴ بجے بعد دوپہر چڑھتا ہے اور عوارض نرم ہوتے ہیں۔ دوسرا غب غیر خالص ہے اس میں دونوں مادے باہم ممتزج ہوتے ہیں اس میں غسل وغیرہ سے احتراز کریں۔ ان سب تپوں کا علاج یہ ہے کہ اگر صفرا غالب ہو تو کاسنی تولہ ملٹھی ۲ تولہ نیلوفر تولہ۔ آلو بخارا دس دانہ

خیساندہ بنا کر دیں۔ اگر بلغم غالب ہو تو سونف ملٹھی، گلقند جوشاندہ بنا کر پلائیں۔

چونکہ یہ تپ تشخیص میں بہت مشکل پیدا کرتے ہیں۔ علاج کارگر نہیں آتا لہٰذا تپ دق پیدا ہو جاتا ہے اس لیے بڑے غور اور تجربہ کے بعد نقشہ ۵ اور نقشہ ۶ جو بنائے گئے ہیں اور ادویہ لکھ دی ہیں اور تشخیص کو اثرات شمسی کے مطابق بتایا گیا ہے اس کا اہتمام کریں اگر کسی اندرونی عضو میں ورم ہو جانے سے تپ لازم پیدا ہو جائے تو اس کا علاج بھی ورم کا دور کرنا ہی ہے لیکن اگر اس میں مسہل قوی دیا جائے تو ورم منحجر یعنی ورم صلب ہو جاتا ہے جس کا علاج بہت مشکل ہے، غرض بتائے گئے طریق کار کے مطابق عمل کرنے سے تپوں پر کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے۔

نیز گرم مرضوں میں لیشب شگفتہ یا سفوف کچلہ دورتی عرق نیلوفر سے دیں تو بہت جلد نضج ہو جائے گا۔ اس کے بعد تنقیہ نیخ جلابہ سے کریں، غذا سرد کشکاب جو اور گرم نخود آب کافی ہے۔ نوبتی بخاروں میں قے اور دست نوبت کے شروع میں اور پسینہ آخر میں آکر تپ ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ کسی ایک عضو میں مادہ جمع ہوتا ہے جب وہ تحلیل ہو گیا تو تپ ٹوٹ گیا۔ یہ جمع شدہ مادہ تمام بدن سے جمع نہیں ہوتا اور نہ یہ ممکن ہے بلکہ صرف ایک ہی عضو میں ہضم کمزور ہونے کے سبب خلط غیر طبعی ہو گئی۔ چنانچہ روز کے ہضم سے جمع ہو کر جب اتنی طاقت ہو جاتی ہے کہ تپ پیدا کر دے تو تپ پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ مادہ اگر معدہ میں ہے تو قے آئے گی اور اگر امعا میں ہے تو دست آئیں گے حسب موقع و محل کام ہو گا۔

طبیعت چونکہ مدبر بے شعور ہے وہ مادہ کی پیدائش کو تو بند نہیں کر سکتی البتہ اس کو خارج کرنے پر زور دیتی ہے۔ اخلاط غیر طبعی مختلف القوام ہوتا ہے اس لیے جب ہم کسی مادہ کو نکالنا چاہیں تو ضروری ہے کہ ہم اس کو پہلے نکلنے کے قابل کر لیں یعنی جو حصہ غلیظ ہے وہ قدرے رقیق ہو جائے گا اور جو حصہ رقیق ہے وہ قدرے

غلیظ ہو کر یکساں ہو جائے تو سب یکبارگی خارج ہو جائینگے اسی کا نام نضج ہے۔ گرم دنوں میں بھگو کر دوا کا پلانا اور سرد دنوں میں جوش دے کر پلانا اور معتدل موسم میں گرم پانی میں بھگو کر دوا کا پلانا ہی مفید ہو سکتا ہے۔ یہی اصول علاج ہے کہ سرد مادہ کو ہمیشہ مطبوخ اور تیز گرم مادہ کو ہمیشہ خیساندہ ہی بہتر ہوتا ہے اگر تیز نہ ہو تو پھر شربت بہتر ہے لیکن مطبوخ خیساندہ سے زیادہ سریع الاثر ہوتا ہے اور اعضا بعیدہ اور تنگ راستوں میں سے گزر جاتا ہے۔ مگر شروع تپ میں نہ دینا چاہیے یہ سرسام پیدا کرتا ہے اور ملٹھ ہفتہ بھر بیمار رہونے کے بعد فائدہ کرتی ہے اور خوب کلاں سر درد والے کو دینا منع ہے۔

⁂

جتنی حرص ہوتی ہے اتنا ہی اللہ پر یقین کم ہوتا ہے

باب ۱۱

مفردات برائے معدلات و منضجات کا قانونِ تاثیرات

مختلف ادویات کا مناسب موقعہ پر نسخوں میں شامل کرنا ضروری ہے اور ان کی تاثیر سے آگاہی بھی لازم ہے۔ چنانچہ مختلف مفرد ادویات مع تاثیر درج کی جا رہی ہیں۔ مندرجہ ذیل ادویہ معدلاتِ خون ہیں۔ خوراک کی مقدار بھی دے دی گئی ہے۔

(۱) معدلاتِ خون:

بسفائج، مکو، صندلین، کاہو، آلو بخارا، ہلیلہ زرد، لسوڑیاں، گاؤزبان کاسنی، گل سرخ آبِ لیموں، سکنجبین، شربتِ عناب یا شربت صندل یا کیوڑہ، آب سونف، آب شاہترہ ماءالعسل، اسبغول، تخم ریحاں، مسور یا چنے کا چھلکا جوش خون کے لیے۔

ان مفرد ادویہ کے اثرات:

بسفائج ۷ ماشہ: مرّہ سودا اور ہر خلط غلیظ کا مسہل ہے یعنی اسے آسانی سے نکلنے کے قابل کرتا ہے۔ امعاء سے سودا کو دفع کرتا ہے۔

مکو ۔ ۹ ماشہ: یہ دوا مادہ کو پکا کر نکلنے پر تیار کرتی ہے۔ ملطف قابض مسکنِ حرارت و پیاس ورم ظاہری و باطنی کو تحلیل کرنا اور ریاحِ امعا کو تحلیل کرنا اس کا فعل ہے۔

صندلین ۷ ماشہ: صفرا اور خون کا بوجہ سرد ہونے کے مشترک معدل ہے۔ مگر صندلِ سرخ

بدن پر لیپ کے لیے مفید ہے اور صندل سفید خوراک میں مفید ہے۔

کاہو ۵ ماشہ: مصفیٰ خون مسکن تیزیٔ صفرا و خون و پیاس مانع انجرات و سوزش معدہ ملین اور نیند آور ہے۔

آلو بخارا ۱۵ دانہ: جوشش خون و پیاس صفراوی و خونی بخار۔ منضج ہر مادہ۔ ملین امعا کھانسی کو مضر نہیں ہے۔

ہلیلہ زرد ۹ ماشہ: مقوی دماغ و معدہ و حواسِ ذہن۔ مسہل و مفتح سدہ۔ مالیخولیا جنون وسواس خفقان و جذام و مرکب بخار دریاح بواسیر بوجہ جاذب رطوبت ہونے کے۔ جب تک بیماری کو دو ہفتے گزر نہ جائیں اس کا استعمال مناسب نہیں ہے۔

لسوڑیاں ۲۰ دانہ: معدل خون و سودا میں مشترک بوجہ لیس دار ہونے کے۔

گاؤزبان ۵ ماشہ: معدل خون و سودا میں مشترک ہے بوجہ لعاب دار ہونے کے۔

کاسنی ۶ ماشہ: معدل خون و صفرا دونوں میں مشترک ہے بوجہ ہر دو مصفیٰ خون ہوتے کے۔

گل سرخ ۷ ماشہ: معدل خون و صفرا و بلغم تینوں مشترک ہے۔ بوجہ رطوبت کو چوس لینے کے۔

(۳) منضجات صفرا:

کاسنی، بنفشہ، نیلوفر، لین اسبغول، بہیدانہ، املی، مغز خیارین، خرفہ، دھنیا، عناب، شاہترہ، بیخ، کاسنی، گل سرخ وغیرہ۔

ان مفرد ادویہ کے اثرات:

کاسنی ۶ ماشہ سبزہ ۵ تولہ: مسکن تیزی و گرمی صفرا و خون و پیاس۔ خونی و صفراوی

بخاروں کو مفید۔ مسام کھولنا۔ جگر کی گرمی و پیاس ضعف گردہ و طحال کو نافع سدہ کھولنا اس کا خاص فعل ہے۔

بنفشہ ۶ ماشہ: صفرا کو بالخاصہ آسانی سے نکالتا ہے دماغ سے۔ مسکن پیاس و حدت خون و سوزش مثانہ محلل ورم سینہ و حلق کے کھر کھرانے اور کھانسی کو مفید ہے۔

نیلوفر ۱۰ ماشہ: مسکن حرارت و تیز نزلہ و کھانسی اور سینہ کی خشکی و درد سر صفراوی اور اس کا خاصہ ہے کہ نا خود متحیل بصفرا ہوتا ہے اور نا مشمولہ ادویہ کو ہونے دیتا ہے۔

صندلین ۷ ماشہ: مواد کو پکانا۔ خفقان و سوزش معدہ کو مفید۔ مفرح و مقوی۔ دل و معدہ قابض محلل ورم و مصفی خون۔ اور ضماد کے لیے سرخ بہتر ہے سفید سے۔

اسبغول ۶ ماشہ: مسکن گرمی و جوش خون و پیاس و بخار ملین امعا و حلق و سینہ و زبان و زخم امعا و مروڑ وغیرہ۔

بہیدانہ ۵ ماشہ: خشک کھانسی مطفی حرارت معدہ و سوزش و خشکی زبان و دہان و زخم امعا و امراض صفراوی۔

مغز خیارین ۶ ماشہ: منقی عروق از مواد لزجہ مسکن سوزش، خون و پیاس و گرم بخار و مدر و مفتح سدہ اور مجلی۔

خرفہ ۵ ماشہ: مسکن صفراوی بخار و پیاس و درد سر و گرمی معدہ و رحم و جگر و کھانسی و ذیابیطس۔

دھنیا ۵ ماشہ: مسکن صفرا و منضج مادہ ردی، منوم و اکثر امراض دماغی۔ مفرح و مقوی دل و دماغ و خفقان و وسواس و جریان منی و حابس جلاب مقوی قوت ماسکہ۔

عناب ۱۰ دانہ: غلیظ خلطوں کو معتدل قوام کرنا اور نکالنا، خون لطیف و صاف کرنا۔ سینہ و حلق کو نرم کرنا۔ سوزش و پیاس و خشک کھانسی و درد جگر و صدر و کمر کے

درد کو دور کرنا۔

شاہترہ ۷ ماشہ: صفرا بلغم و سودا کو نکالنا خون صاف کرنا امراض سوداوی کو مفید آب مروق مقوی معدہ و اشتہا ملین طبع مقوی جگر و طحال و سدہ کھولنا۔

بیخ کاسنی ۶ ماشہ: منضج بلغم و صفرا دونوں میں مشترک ہے۔ بوجہ رطوبت چوس لینے کے بلغم و صفرا دونوں میں رطوبت ہوتی ہیں۔

گل سرخ ۲ تولہ: منضج بلغم و صفرا دونوں میں بوجہ رطوبت کے چوسنے کے دونوں مادوں میں مشترک ہیں۔

(۳) منضجات بلغم:

خطمی۔ منقہ۔ ملیٹھی۔ گل سرخ۔ پرسیاوشاں۔ انجیر۔ سونف۔ سونف رومی۔ سنبل خبازی۔ برنجاسف۔ چرائتہ۔ بیخ کاسنی۔ بیخ سونف۔

ان مفرد ادویہ کے اثرات:

خطمی ۷ ماشہ: منضج اخلاط محلل اورام مسکن درد ضماد میں پاشوہ کے ذریعے دماغ کی طرف بخارات چڑھنے سے روکتی ہے۔

منقہ ۱۰ دانہ: بلغم کو چھانتا ہے منضج اخلاط و معدل و مصفی معدہ و امعا مقوی جگر و منقی ریہ از ریاح۔

ملٹھی ۱۰ دانہ: خلط غلیظ کو معتدل قوام کرنا۔ پیاس و سوزش معدہ کو دور کرنا رطوبتوں کا نکالنا۔ سینہ و حلق کو نرم کرنا امراض سینہ و حلق و تنگی سانس میں کار آمد ہے۔

گل سرخ ۲ تولہ: مسکن صفرا و بلغم۔ مقوی و مفرح و مسہل و محلل ورم و ریاح و درد گردہ

دردسر و بخار و خفقان و غشی۔

پرسیادشاں تولہ : خلطوں کو لطیف کرنا اور منضج کرنا محلل ورم و ریاح بلغم و صفرا کو چھانٹنا و نکالنا۔ سینہ صاف کرنا حیض و پیشاب کھولنا و دق کھانسی کھرکھراہٹ درد سینہ میں مفید ہے۔

انجیر ۵ ماشہ : فالج و بلغمی امراض ملین طبع آہستہ آہستہ دست لانا لاغری گردہ عسر بول ورم طحال کے لیے مفید۔

سونف دیسی ۹ ماشہ : بلغم کو چھانٹنا تبخیر دور کرنا مادہ پکانا۔ سینہ جگر طحال گردہ مثانہ کے سدے کھولنا۔ درد پیٹ کو دور کرنا۔ بینائی و معدہ کو قوی کرنا محلل ریاح اس کا عرق تپوں کو مفید ہے۔

سونف رومی ۷ ماشہ : بلغمی بخار ریاح کو لطیف کر کے تحلیل کرنا۔ پیشاب چلانا مسکن دردِ ورم معدہ اور سدہ کھولنا۔

سنبل الطیب ۴ ماشہ : معدہ و سینہ کی رطوبتوں کو خشک کرنا مقوی دماغ و جگر۔ معدہ و قوت ماسکہ مدر۔ مفتت سنگ گردہ و مفید یرقان ہے۔

خبازی ۹ ماشہ : ملین و معدل بلغم۔ کھانسی مفتح سدہ جگر۔ درد و ورم طحال۔ یرقان اور زخم امعاء و پیچش زخم مثانہ سوزش بول کے لیے مفید ہے۔

برنجاسف ۸ ماشہ : مدر حیض و عسر ولادت دافع حمیات و مطبوخ امراض رحم ہے۔

چرائتہ ۷ ماشہ : خون کو صاف کرنا۔ ورم معدہ و جگر اور مدر۔ درد سینہ و رحم و خارش و جذام۔

بیخ کاسنی ۶ ماشہ :۔ مرکب بخار کہنہ۔ تہبیج اطراف و ورم اعضا اندرونی۔ ملطف اخلاط و آمد و رفت۔ غذا کا رستہ و مصفی خون و محلل و مولد و مدر۔

بیخ سونف ۶ ماشہ : رطوبت معدہ کو چوسنے کے لیے مخصوص ہے نیز معدہ کے

دیگر امراض۔

(۴) منضجات سودا :

منقہ، انجیر، ملٹھ، اسطوخودوس، لسوڑیاں، عناب، ترنجبین، شاہترہ، بادرنجبویہ، افتیمون، مغز خربوزہ، پرسیاؤشان، سونف، سنبل الطیب، گاؤزبان۔

ان ادویہ کے اثرات :

منقہ ۱۰ دانہ : منضج سودا و بلغم دونوں میں مشترک ہے
انجیر ۵ دانہ : منضج سودا و بلغم دونوں میں مشترک ہے
ملٹھ ۶ ماشہ : منضج سودا و بلغم دونوں میں مشترک ہے

بوجہ گرم ہونے کے دونوں سودا و بلغم میں مشترک ہیں

اسطوخودوس ۷ ماشہ : بلغمی و سوداوی مادہ کو نکالنا۔ سینہ اور دماغ کے امراض کو مفید مقوی دل و دماغ۔ بدن و شکم و اعضاء اندرونی و منقی و مفرح و مصفی ارواح محلل مادہ ردی و ملطف۔

لسوڑیاں ۲۰ دانہ : پیٹ، سینہ و حلق کو نرم کرنا۔ صفرا کو نکالنا بلغمی خون و مواد کو چھانٹنا۔ مسکن تیزی، صفرا و خون۔ پیاس و امعا کی خراش و گرمی تپ و خشک کھانسی و درد سینہ کے لیے۔

عناب ۱۰ دانہ : صفرا اور سودا ر دونوں میں مشترک۔ یہ دونوں مادے خشک ہیں اور عناب تر ہیں لہٰذا مشترک ہے۔

شاہترہ ۷ ماشہ : منضج بلغم صفرا و سودا تینوں میں مشترک ہے کیونکہ خون کو سب ردی خلطوں سے پاک کرتا ہے۔

افتیمون ۹ ماشہ : سودا و بلغم کو نکالنا محلل اورام و مفتح سدہ و نافع اقسام مالیخولیا و

امراض دماغی وجلد ومصفی خون۔

گاؤزبان ۳ ماشہ: صفرا خالص اور سوختہ اخلاط کو نکالنا۔ مقوی اعضاء رئیسہ۔ مفرح ارواح وملین طبع وکھانسی وامراض سوداوی۔

مغز خربوزہ ۹ ماشہ: مدر ومفتح سدہ جگر ومنقی گردہ ومثانہ وامعا وملین ومولد منی۔

بادرنجبویہ ۱۰ ماشہ: مفتح سدہ دماغی وملطف ومفرح دل ودماغ۔ مقوی حواس و ذکاوت، معدہ امراضِ بلغمی سوداوی وخفقان وسواس کو مفید ہے۔

پرسیاؤشاں تولہ: منضج بلغم وسودا دونوں میں مشترک ہے

سونف دیسی ۹ ماشہ: 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

سنبل الطیب ۴ ماشہ: 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

یہ دونوں مادے سرد
ہیں اور یہ ادویہ گرم
اس لیے مشترک ہیں

ترنجبین یا شیر خشت ۲ تولہ: طبیعت کو نرم کرنا۔ مادہ صفراوی کو نکالنا۔ متحرک اخلاط و اخلاط ثلاثہ کو نکالنا۔ سینہ کے درد وگرم بخار کو مفید۔ لیکن اگر صفرا کی طاقت زیادہ ہو تو مسہل بصفرا ہو جاتا ہے۔

منضجات کے چند مزید پہلو:

جو دوائیں عموماً منضج میں برتی جاتی ہیں ان کے مختصر خواص لکھ دیے گئے ہیں وہ کس کس عضو کو اور کس کس مادہ کو مفید ہیں یا ان کا نضج کرتی ہیں اور عام جسم میں کیا فائدہ کرتی ہیں اور کیوں کرتی ہیں۔ ہم نے درج کر دیا ہے۔ اب چند مزید پہلو بھی ملاحظہ فرمائیں۔

خون کا گاڑھاپن۔ سودا یا بلغم کے ملنے سے ہوتا ہے۔ اگر بلغم کی وجہ سے ہو تو مخرج بلغم ترشیاں جو بلغم کو کاٹ دیں، استعمال کریں۔ اگر سودا سے ہو تو مخرج سودا دوائیں درکار ہوتی ہیں۔ اگر خون رقیق بلغمِ رقیق کی وجہ سے ہو تو مخرج بلغم ہلیلہ کابلی۔ بالنگو

تخم ریحان پروسیاشاں اور بدن کی مالش و ریاضت درکار ہوتی ہے اگر صفرا ملنے سے خون زقیق ہے تو مسہل صفرا۔ ہلیلہ کابلی۔ شربت عناب مسور کا پانی وغیرہ دینا چاہیے چاروں خلطوں کے منضج چند ادویہ عام مستعملہ لکھ دی ہیں۔ یہ نہیں کہ ہر خلط کے نضج کے لیے سب ادویہ لینی چاہیے بلکہ بلحاظ ان اعضار کے دوائیں لکھی ہیں۔ جو عضو بیمار ہے اور اُس کے کام متروک ہیں ان متروک کاموں کے لحاظ سے ہی عضو کی بیماری سمجھی جا سکتی ہے۔

❋

تجربے کبھی ختم نہیں ہوتے۔ عقلمند ہمیشہ ان میں اضافہ کرتا ہے

باب ۱۲

اشیاء کے ذائقے اور ان کی تاثیروں کا قانون

مختلف ادویہ اپنے ذائقے کے لحاظ سے بھی مختلف تاثیریں رکھتی ہیں اور اپنی ہیئت اور کیفیت کے لحاظ سے بھی۔ مثلاً ہر وہ دوا جو لیس دار لعاب رکھتی ہے وہ تر ہوتی ہے اور ہر مرطوب چیز گرم ہو یا سرد درجہ اول میں گرم یا سرد ہوتی ہے اس لیے اس کی گرمی سردی تو اثر پیدا نہیں کر سکتی مگر اس کا لعاب یبوست کو رفع کرنے کی وجہ سے خلط میں اعتدال پیدا کر دیتا ہے۔ مثلاً ہر وہ دوا جو لعاب دار ہے اگر گرم ہے تو معدل سودا ہوگی۔ اگر سرد ہے تو معدل صفرا ہوگی جیسے گاؤزبان بہیدانہ وغیرہ اور ہر وہ چیز جو خشک ہے یعنی لعابدار نہیں ہے۔ اگر گرم ہے تو منضج بلغم ہوگی اگر سرد ہے تو مصفی خون ہوگی۔ بشرطیکہ اس کی گرمی سردی دوسرے درجے کی ہو ہر وہ چیز جو قدرے عفوصت رکھتی ہے اور ہر خوشبودار دوا بھی اور رطوبت غیر طبعی جگر وغیرہ سے چوس لینے کے لیے جگر کو قوت دیتی ہے اور تپ مرکب کہنہ جو بوجہ کمزوری جگر ٹوٹتا نہیں ہے اسے فائدہ دیتی ہے۔ مثلاً سب جڑیں ریوند خطائی۔ گل سرخ۔ سنبل وغیرہ اور جو دوا زیادہ عفوصت رکھتی ہے وہ معدہ کی رطوبت کو دور کرتی ہے جو مزے میں حریف ہیں وہ معدے اور منہ کی غدودوں سے ہاضم پانی کھینچ لاتی ہیں لہٰذا وہ ہاضم ہوتی ہیں۔ مثلاً مرچ سیاہ۔ زیرہ وغیرہ اور ترش چیزیں بھی یہی کام کرتی ہیں ہر ترش چیز سرد خشک ہوتی ہے اور ہر عفص چیز بھی سرد خشک یا رطوبت فضلیہ

ہوتی ہے ہر پھیکی چیز سرد تر ہوتی ہے ہر شیریں چیز عموماً گرم تر ہوتی ہے اور عموماً تلخ چیزیں گرم خشک اور سرخ رنگ والی چیزیں عموماً حابس اور مغلظ خون ہوتی ہیں۔ عموماً تمام جڑیں تمام پتے تمام پھول۔ تمام تخم بے مغز سب دانے سب گوند سب روغن اور درختوں کے دودھ گرم خشک ہوتے ہیں۔ شیر حیوانات مرکب القویٰ اور چربی اور لعاب اور قشر و پوست خشک ہوتے ہیں۔ سب بنجال سب معدنیات۔ سب حریف اشیاء گرم خشک اور سب مغز دار تخم اور ثمر خشک خستہ و عصارہا و پوست درختاں تازہ سرد اور سب خستہ سرد خشک جمیع اعضاء حیواناں بر اعضائے انسان قیاس کر لیں۔ یہ سب کچھ جو لکھا گیا ہے کلیہ قاعدہ نہیں بلکہ عموماً ایسا ہی ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف بھی چیزیں ہیں مگر بہت کم۔ اکثریت پر قیاس کیا گیا ہے جو اکثر درست ہے۔

ادویاتِ مُسہلہ:

ہر دوا مسہل جو منہ اور حلق میں سوزش پیدا کرتی ہے وہی معدہ میں بھی سوزش پیدا کرتی ہے وہ بلغم رقیق کو نکالتی ہے۔ سوزش کو دور کرنے کے لیے طبیعت رقیق بلغم جسم سے جمع کر کے معدہ میں ڈالتی ہے اس لیے اسہال رقیق آتے ہیں جیسے حب الملوک یا دند دوانہ۔ ہر دوا مسہل جو عفص ہو وہ منہ اور حلق کو سکیڑتی ہے اسی طرح معدہ کو بھی سکیڑتی ہے چنانچہ معدہ کو کشادہ کرنے کے لیے ترش سودا کو معدہ میں ڈالا جاتا ہے اس لیے وہ سودا کو یا گاڑھی بلغم کو نکالتی ہے۔ جیسے ہلیلہ۔ یا اگر عفوصت کمزور ہو تو جگر سے پانی کھینچتی ہے جیسے گل سرخ۔ ہر دوا مسہل جو لیس دار ہو وہ معدہ کو چپاں کرتی ہے اور اسہال لانے میں کمزور ہوتی ہے اور جلد اثر نہیں کرتی۔ اس لیے اگر رات کو کھائی جاوے تو تنقیہ دماغ کرتی ہے جیسے صبر اور سنا جو منہ اور معدہ کو بدمزہ کرتی ہے۔ پانی بہت آتا ہے لیکن وہ سدہ کو خوب نکالتی ہے۔

باب ۱۳

نباتات کے اجزاء کی خاصیتوں کا قانون

باری تعالیٰ نے اپنی تمام زمینی پیدائش کو زمین سے پیدا کیا ہے اس لیے وہ زمین کا ہی جزو ہیں۔ حیوانات کے قریب الخلقت نباتات ہیں اس لیے حیوانات کی غذا بھی ان سے ہی مقرر کی گئی ہے تاکہ قریب المزاج ہونے کی وجہ سے پرورش میں نقص نہ آئے ہمیشہ ہضم خوراک کی خرابی سے ہی امراض پیدا ہوتے ہیں اور ان کا علاج بھی نباتات سے ہی بتایا گیا ہے تاکہ دیدہ شنیدہ اور جانے بوجھے اور مانوس ہونے کی وجہ سے دل میں کوئی خدشہ اور خطرہ نہ ہو جب کہ انسان بھی زمین کا ہی ایک جزو ہے اور جڑی بوٹیاں بھی زمین کا ہی جزو ہیں تو ظاہر ہے کہ زمین سے جس قانونِ فطرت کے ماتحت یہ پرورش پاتی ہیں۔ اسی طاقتِ فطری سے یہ جسمِ انسانی میں بھی عمل کرتی ہیں۔

ہوشمندی سے کام لینا تو طبیب کا فرض ہے مثلاً نباتات کی جڑیں زمین سے اپنی خوراک رطوبت کی صورت میں چوستی ہیں اور ڈنٹھل تک پہنچاتی ہیں اور یہ خوراک اس کو سخت اور توانا کرتی ہے حیوانات میں اس کی مثال ہڈی ہے۔ جب انسان کے جسم میں ان چیزوں کے جوہر داخل کیے جائیں تو وہاں بھی وہ یہی کام کریں گی یعنی اپنے نسبتی عضو سے یا تمام جسم سے جو رطوبت سے ڈھیلا پڑ کر نا طاقت ہو چکا اس کی رطوبت چوس لیں گی جیسے جڑ کاسنی جگر سے، جڑ سونف معدہ سے، انجبار خونِ رقیق

بہنے والے سے ، رطوبت چوس لیتے ہیں اور خون غلیظ ہو کر بند ہو جاتا ہے لہٰذا سب جڑیں گرم خشک ہی ہوتی ہیں ۔ چھال اور پتے تو بمنزلہ گوشت ہیں ۔ پتے ہوا سے خوراک حاصل کرتے ہیں ۔ ہوا کا زہریلا حصہ دن میں پتوں کی خوراک ہے اور رات کو زہریلی ہوا کا فضلہ باہر نکالتی ہیں جب ان پتوں کے جوہر بدن انسانی میں داخل ہوں گے تو جسم کے غیر طبعی ریاح کو کھینچ لیں گے ۔ اس لیے ریاحی امراض میں پتوں کا استعمال بہت ضروری ہے اور جو جڑی بوٹیاں ریح شکن ہیں ان کے بھی پتے ہی کام آتے ہیں ۔

ڈنٹھل کو جڑوں کی طرف سے بھی اور پتوں کی طرف سے بھی غذا ملتی ہے چونکہ یہ غذا میں مشترک ہیں اور تاثیر میں بھی مشترک ہیں اس لیے یہ پتوں اور جڑوں دونوں کا کام دیتے ہیں مگر کمزور سا ۔ البتہ ہڈیوں کے امراض میں ان کا استعمال ضروری ہے چنانچہ تھوہر ڈنڈا ہڈیوں کے ٹوٹنے میں کام آتی ہے ۔ پھول کی غذا پتوں کی سی ہے مگر نہایت لطیف اور صحت افزا ۔ یہی وجہ ہے کہ پھول صبح کی ہوائیں اور جب تک سورج کی صحت بخش شعاعوں میں زمینی بخارات کی ملاوٹ نہیں ہوتی یعنی دس بجے تک کھلتے رہتے ہیں اور پھول نباتات میں بمنزلہ روح حیوانات ہیں اور ان کے جوہر جسم انسانی میں داخل ہو کر روح حیوانی کو طاقت دیتے ہیں جس سے روح قوی ہو کر اخلاط غیر طبعی کو اپنی لطافت اور گرمی سے نضج دیتی ہے یعنی غلیظ قدرے رقیق اور رقیق قدرے غلیظ ہو جاتی ہے اس طرح خلط غیر طبعی رطوبت ملنے کی وجہ سے مختلف القوام ہوتی ہے اگر اس کو بلا نضج مسہل دیا جائے تو رقیق خارج ہو کر اور غلیظ باقی رہ کر بیماری کو مستقل کر دیتی ہے ۔ پس نضج سے متفق القوام ہو کر سب کی سب مسہل سے نکل جاتی ہے ۔

پھل نباتات میں بمنزلہ منی حیوانات میں ہے جیسا کہ منی تمام اخلاط و قوی

کا جوہر ہے۔ ویسا ہی تخم اپنے پودے کا جوہر یا نتیجہ ہے۔ چونکہ حیوانات میں خصوصاً انسان نباتات سے لطیف تر ہے اس لیے اس کے بیج کی پرورش کے لیے نہایت محفوظ محل کی ضرورت تھی جہاں بجز روحی تاثرات کے کوئی ضرر نہ پہنچ سکے اس لیے حیوانی بیج کو باری تعالیٰ نے پرورش کے لیے رطوبت شامل کر دی اور وہ بجائے نباتاتی سخت بیج کے لطیف اور آبِ غلیظ کی مانند بنایا گیا تاکہ بطریق انجکشن ٹپک کر اپنے مخفی محلِ خاص میں پہنچ کر اور اس محل کو ہر ماہ صاف و شفاف کرتا ہے تاکہ وہ لطیف بیج کی بخوبی پرورش کر سکے۔ اب اگر محل یعنی رحم میں استعداد پرورش موجود ہے تو وہ اس کو سنبھال لیتا ہے اور قدرت کی مدتِ معینہ تک پرورش کرتا ہے لیکن رحم کا مزاج اگر بلغمی ہے تو پیدائش ناقص یعنی مادہ ہوگی اور اگر گرم ہے تو پیدائش کامل یعنی نر پیدا ہوگا یا اگر مزاجِ رحم کو خود بدلا جائے تو ویسا ہی پھل ہوگا جیسا کہ اس کا مزاج بنایا گیا ہے۔ اگر رحم میں پرورش کی استعداد نہیں ہے یا خود ادویہ سے استعداد ضائع کر دی گئی ہے تو پھر بچہ ہونا ناممکن ہوگا بعض ارحام میں بوجہ کمزوری کافی مدت تک استعداد نہ ہونے کے بعد پھر پیدا ہو جاتی ہے اور بعض میں یہ استعداد کافی موجود ہوتی ہے اس لیے وہ جلدی سے قبول کر لیتی ہے۔

دنیا کے اقالیم کو جغرافیہ سے پڑھ کر دیکھو کہ سرد تر ملک کے باشندے گورے خوبصورت۔ قوی دماغ۔ دانا۔ جسیم۔ دراز عمر بااتفاق باحوصلہ اور محنتی ہوتے ہیں۔ وہاں بیماروں کو شربت وغیرہ موافق نہیں ہوتے۔ وہاں خشک دواؤں کا علاج ہی فائدہ کرتا ہے۔ جیسے یورپ و کشمیر وغیرہ۔ اس کے علاوہ گرم تر ممالک کے باشندے سیاہ رنگ پست قامت چڑچڑے بدمزاج بدصورت کم حوصلہ کم عقل آرام طلب اور بے اتفاق ہوتے ہیں۔ ان علاقوں میں بیماری عام ہوتی ہے خصوصاً آتشک سوزاک جذام وغیرہ شربت نقصان دہ اور خشک ادویہ حبوب سفوف وغیرہ مفید ہوتے ہیں جیسے مدراس و جزائر جنوبی وغیرہ۔ سرد خشک ملکوں کے باشندے مجبور سے

رنگ قوی ہیکل قوی دماغ لیکن کم عقل دراز عمر مکار حیوانیت کا مادہ زیادہ اور بیماری کم خشک ادویہ نقصان دہ شربت مفید جیسے سائبریا۔ روس، افغانستان وغیرہ، گرم خشک ملکوں کے باشندے زرد رنگ اور ہر بات میں مختلف رنگ قد و قامت عقل ذہانت میں مختلف غصہ میں برابر عمر کم، بے اتفاق باغیرت اور بہادر ہوتے ہیں جیسے پنجاب عرب مشرق وسطیٰ پس یہی تاثیر جب رحم میں پیدا ہو گی تو بچہ بھی ویسا ہی پیدا ہو گا اور جس قدر رحم مصفا پاکیزہ اور تندرست ہو گا ویسا ہی بچہ خوبصورت اور تندرست ہو گا اس کا انحصار خوراک اور رہائش پر بھی ہوتا ہے باقی عادات دلیر ذہین۔ عقل مند یہ سب باتیں صحبت اور مجلس پر ہوتی ہیں جس قسم کے تصورات والدہ میں پیدا ہوں گے ویسا ہی بچہ بھی ہو گا۔

پھل کی پرورش سورج کی روشنی پر منحصر ہے وہ روشنی سے خوراک حاصل کرتا ہے۔ اس لیے انسان کے جسم میں اس کے جوہر وہی عمل کرتے ہیں یعنی روح کو طاقت دے کر اخلاط کا نضج کرتے ہیں یعنی روحِ حیوانی کو یا روح نفسانی کو اور بعض روح طبعی کو غرض اپنی اپنی نسبت والی چیز کو طاقت دیتے ہیں۔ خواہ وہ نسبت رنگ کی ہو یا بناوٹ کی یا تاثیر کی۔

* * *

بے صبری تکلیف کو کم نہیں کرتی البتہ اجر و ثواب کم کر دیتی ہے

باب ع ۱۴

امراض کی مدت اور اُن کے گھٹنے بڑھنے کا قانون

ابتدا :۔ آغاز مرض کا زمانہ تین دن تک ہے اس زمانے میں صرف روا دعات کا دینا ہی مفید ہوتا ہے تاکہ مادہ جمع نہ ہونے پائے یا محلِ مادہ کو تقویت دینا خصوصاً اورام ثبورات دبامیل میں۔

تزائد :۔ یہ زمانہ مرض کے بڑھنے کا ہے اس میں منضجات کا دینا ضروری ہے لیکن ہر مادہ کے نضج کی مدت الگ الگ اور کم وبیش ہے اس لیے مادہ کے نضج پانے کی مدت مقرر نہیں ہو سکتی۔

انتہا :۔ جب مادہ کا نضج ہو گیا تو مرض ختم ہو گیا اب علامات مرض گھٹنے لگیں گی۔

انحطاط :۔ یہ زمانہ مرض کے گھٹنے کا ہے اس میں اورام دبامیل کی محللات ادویہ اور دیگر امراض تپ وغیرہ میں مسہلات اور بعد میں مقویات کا استعمال کرنا چاہیے۔

ظاہری اسباب کے اثرات:

دنیا دارِ فنا ہے اس کا ہر ایک قدم اور ہر لحظہ تنزل کی طرف جا رہا ہے ہر کام جسے آپ شروع کرتے ہیں اس کا انجام تکالیف پر ختم ہوتا ہے جب تک آپ اس کے قوانین پر مستعدی اور نگرانی سے عمل نہ کریں گے تھوڑی سی سستی ہو جانے سے

بھی انجام بگڑ جائے گا یعنی تکلیف اور ریاضت کا نتیجہ اچھا ہوتا ہے اور آرام طلبی کا نتیجہ بہت برا ہوتا ہے۔ مثلاً سب سے ضروری کام عبادت ہے اگر آپ اتباعِ رسولؐ کی سخت نگرانی کریں گے تو عنداللہ ماجور ہوں گے مگر زبان خلق سے ضرور ستائے جائیں گے اگر اتباع میں سستی کی تو شرک کے گڑھے میں جا گریں گے۔ اگر آپ اپنی صحت کو قائم رکھنا چاہتے ہیں تو آرام اور خوش خوری کو خیرباد کہنا ہوگا۔ موٹا آٹا چکی میں پیس کر بلا چھانے خوب اچھی طرح روٹی پکائیں پھر سخت بھوک کے وقت کھائیں ابھی کچھ بھوک باقی ہو تو کھانا چھوڑ دیں اور بعد خوراک تین گھنٹے تک ہرگز پانی نہ پئیں ہمیشہ موٹا کپڑا پہنیں جو کام آپ کو خدا نے روزی کمانے کے لیے دیا ہے اس کو بڑی محنت اور دیانتداری سے سرانجام دیں اور ہرگز محنت سے دل نہ چرائیں۔ سستی نہ کریں۔ ہم جنسوں سے انصاف اور دیانت داری کا برتاؤ کریں۔ بس اسی کا نام ریاضت ہے۔ تکلیف پر صبر کریں۔ ہنسی خوشی سے وقت گزاریں۔ خدا سے قسمت کا شکوہ شکایت نہ کریں۔ احکام قرآنی و اسوۂ رسولؐ کو مضبوط پکڑیں۔ تکبر نہ کریں۔ وہ رنج جو شریعت کے حکم کے ماتحت ہو اس کا نام تو غیرت ایمانی ہے نفسانی جذبات کا رنج البتہ غصہ ہے جو بالکل حرام ہے۔ حصولِ صحت کے لیے اگر ان باتوں کا اہتمام کیا جائے تو نتیجۃً صحت ہوگی جو سب سے بڑی نعمت ہے۔ اگر آرام طلبی کریں گے تو نتیجہ بیماری ہوگا۔

دنیا کی ہر چیز ارذل کی طرف جاتی ہے۔ چار خلطوں میں ارذل ترین سودا ہے جو خلط کسی گرمی سے جل جائے یا لیس دار بن جائے تو وہ سودا ہو جاتی ہے۔ جب کہ ہر خلط سودا بننے کو تیار ہے تو نسخہ میں رعائت سودا کی ہی ہونی چاہیے۔ اس طرح کائنات کی ہر چیز بوسیدہ ہو کر زمین میں مل جاتی ہے۔ کسی دوسری طرف اسے جانا نہیں ہے اور یہی مقررہ قاعدہ ہے۔ ہم اربعہ عناصر سے پیدا ہوئے ہیں۔ ہم زمین سے پیدا ہوئے ہیں اور اسی سے مکمل مشابہت رکھتے ہیں۔ اس زمین میں خون کی بجائے ہوا ہے اور

بلغم کی بجائے پانی ہے اور صفرا کی بجائے سورج کی گرمی ہے اور سودا کی بجائے خود زمین ہے۔ غرض جو جو تغیرات زمین پر سورج کے سبب ہوتے ہیں وہی تغیرات ہمارے بدن میں بھی ہوتے ہیں۔ ہمارے جسم کے دو اخلاط گرم ہیں دو سرد اور دو تر ہیں دو خشک۔ گرمی اور سردی بیماری پیدا نہیں کرتیں بلکہ تری اور خشکی جو دو کیفیتیں ہیں وہی بیماری کا اصل اصول ہیں۔ ظاہر ہے کہ ہم موسم خشک اور موسم برسات میں ہی بیماری کا دور دورہ اکثر دیکھتے ہیں ہمارے جسم میں بھی رطوبت اور یبوست ہی بیماری پیدا کرتی ہیں۔ یعنی ہضم اول یا ہضم دوم میں کسی خارجی یا غذائی اثر سے کوئی نقص ہو جائے۔ اگر اثر گرم ہے تو یبوست اس کی مدد کرتی ہے اور اگر اثر بلغمی ہے تو رطوبت کی مدد سے مزید رطوبت پیدا ہو جاتی ہے جو نزلہ یا زکام کا سبب بن جاتی ہے۔ بہر حال بیماری گرمی یا سردی میں نہیں بلکہ خشکی اور تری میں ہے۔

❋

جو شخص حق کے خلاف کرتا ہے وہ خدا کا مقابلہ کرتا ہے

باب ١٥

بیماری میں تکلیف کا فطری قانون

چونکہ طبیعت مدبر بے شعور ہے اس لیے جب وہ کسی کام میں نقص اور اپنے کام میں رکاوٹ دیکھتی ہے تو جسم سے خراب رطوبت کو جمع کر کے اس جگہ پر پھینکتی ہے تاکہ یہ تکلیف رفع ہو جائے۔ اسی قاعدہ کے مطابق دست آور چیزیں جلاب لاتی ہیں۔ اسی طرح اخلاط میں رطوبت پیدا ہو کر غیر طبعی کیفیت بن جاتی ہے جو بیماری کا حقیقی مادہ ہے اسی لیے نضج کی ادویہ نزلہ کو دور کرنے والی ہوتی ہیں جو طبیعت کی مدد کرتی ہیں۔ حقیقت میں بیماری کا مقابلہ کرنا اور بیماری کو نکال دینا طبیعت کا ہی کام ہے۔ پس اسی مقابلہ کا نام تکلیف ہے جیسا کہ مثالوں سے ظاہر ہوگا مثلاً طبیعت مادۂ غیر طبعی کو دھکیل دیتی ہے تو جو اعضاء صحیح المزاج ہوتے ہیں وہ بھی سب اس کو دھکیل دیتے ہیں لیکن جو عضو کمزور ہوتا ہے وہ اسے دھکیل نہیں سکتا۔ لہٰذا اسے مجبوراً قبول کر لیتا ہے۔ اس طرح دوری امراض پیدا ہو جاتے ہیں اگر مادہ اندرون رگ ہے تو لازمی امراض پیدا ہوتے ہیں۔ ہر روز مادہ جمع ہو ہو کر جب مقدار مقابلہ پوری ہو جاتی ہے تو پھر طبیعت اس کا مقابلہ کرتی ہے اسی کا دوسرا نام تکلیف ہے مثلاً اگر جوڑ کمزور ہیں یا طحال کمزور ہے تو جب طبیعت مقابلہ کر کے مادہ کو نکالنا چاہتی ہے تو درد شروع ہو جاتا ہے ہاں اگر طبیعت مقابلہ سے عاجز آ جائے یا مرض عادی ہو جائے جس کو طبیعت دشمن سمجھتی ہی نہیں تو تکلیف بھی نہیں رہتی جیسے تپ دق

میں یا پھر جب کوئی عضو مردہ ہی ہو جائے۔ تو بظاہر تکلیف محسوس نہیں ہوتی اس لیے کہ طبیعت مادہ کے مقابلے سے دست بردار ہو جاتی ہے اور اس سے مانوس ہو جاتی ہے۔ میری رائے اور تجربہ میں طریقہ نضج سردیوں میں جوشاندہ اور گرمیوں میں خیساندہ اور متوسط آب و ہوا میں گرم پانی میں خیساندہ سب سے عمدہ علاج ہے جو ہر علاقہ ہر آب و ہوا اور ہر عمر اور ہر موسم میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ یہ طریقہ علاج نہایت بے ضرر اور بے خطر ہے البتہ صحیح نسخہ کا تجویز کرنا طبیب پر منحصر ہے۔

طبیعت اور مرض میں فیصلہ کن جنگ۔ بحران:

بحران طبیعت اور مرض کے درمیان جنگ کا نام ہے۔ اگر طبیعت کو فتح نصیب ہو تو وہ اپنے دشمن مرض کو جسم کی حدود سے نکال دیتی ہے اور بیمار تندرست ہو جاتا ہے اس کو جید تام کہتے ہیں لیکن اگر مرض طبیعت پر غالب آ جائے تو وہ طبیعت کو فنا کر دیتی ہے اور بیمار مر جاتا ہے۔ اس کو ردی تام کہتے ہیں لیکن اگر دونوں میں مقابلہ برابر رہے تو اس کو واقع فی الواسطی کہتے ہیں۔ اسی طرح بیماری بدستور باقی رہتی ہے اور پھر دوبارہ بحران پڑنے کا یقین ہوتا ہے۔ ایسے معرکوں اور بحرانوں کی تاریخیں بعد تجربہ بار بار کتابوں میں درج ہیں اور بعض تاریخیں تو ایسی بھی ہیں جن میں کچھ علامات ایسی ظاہر ہوتی ہیں جن سے آنے والے بحران کی تاریخ تک معلوم ہو جاتی ہے اس کو یوم انذار یا منذر کہتے ہیں اور بحران کے پڑنے یا نہ پڑنے یا جید یا ردی ہونے پر طبیب کا کوئی دخل یا اختیار نہیں ہوتا بلکہ ایسے وقت علاج بند کر دیا جاتا ہے اس لیے کہ یہ قدرتی کام ہے جس پر کسی کا کوئی بس نہیں ہے۔

اگر ہم غور کریں تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ علاج بھی بحران کی ہی نقل یا فطرت کی پیروی ہے۔ یہ بھی ایک مصنوعی بحران ہے۔ طبیعت تو پہلے دن سے ہی مرض کی دشمن ہے

اور اس پر غالب آنا چاہتی ہے اور جو کام طبیعت دشمن کے مقابلہ کے لیے نضیج مادہ کا کر رہی ہے طبیب بذریعہ دوا اس کی امداد ہی کرتا ہے گویا شروع بیماری سے ہی بحران تو موجود ہے اب یہ فیصلہ کن مقابلہ یا بحران کیونکر ہو سکتا ہے۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ جو کام طبیعت مرض کو دور کرنے کے لیے پہلے سے کر رہی ہے وہ تدبیر ہے جنگ نہیں ہے اور بحران جنگ ہے یہی وجہ ہے کہ بحران ہمیشہ تیز تپوں میں پڑتا ہے، ہر ایک بیماری میں نہیں پڑتا یا اگر علاج ہی ایسا شروع ہو کہ بیماری فوراً کمی پر آجائے تو بھی بحران نہیں پڑتا جب تیز تپ ہو اور اس کے علاج کی کوئی تدبیر نہ ہو سکے تو تدبیر کارگر نہ ہونے پر مجبوراً طبیعت بحران کی تیاری کرتی ہے۔

میرا تجربہ اور طریق علاج:

میں نے اپنے تجربہ میں دیکھا ہے کہ کبھی شاذ ہی بحران کا موقعہ آیا ہے کیونکہ میں زبردست بیماری کو بھی دیکھ کر کبھی نہیں گھبرایا۔ اگر بیماری کا پتہ نہ بھی چلے تو علاج کلی شروع کر دیا جاتا ہے جس سے ایک ہی دن میں مرض کے تمام جزئیات کا پتہ چل جاتا ہے۔ میں نے بیمار کر دیکھتے ہی بیماری کے جزئیات تک پہنچنے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ چنانچہ میں نے بعض ایسے بیماروں کا علاج بھی کیا ہے جن کے بارے میں لائق طبیب فیصلہ دے چکے تھے کہ اب ان کا علاج ممکن نہیں ہے لیکن میں پھر بھی ان کے علاج میں کامیاب ہو گیا۔

میری پچھتر سالہ طبی زندگی کا تجربہ ہے کہ آج تک کوئی بیمار میرے زیر علاج ہوتے ہوئے نہیں مرا ہے۔ میرا طریق علاج صرف یہ ہے کہ میں سب سے پہلے مرض کو بڑھنے سے روک دیتا ہوں۔ اس کے بعد میں نضیج اور تنقیہ سے کام لیتا ہوں مرض کو روکنے کا قانون یہ ہے کہ سب سے پہلے ہضم اول کو درست کر دیا جائے اور

قبض نہ رہنے دی جائے اور مریض کو نیند لانے کی کوشش کی جائے پھر اس کے بعد ممکن ہو سکے تو بھوک کو بھی درست کر دیا جائے۔ اس مقصد کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات ضروری ہیں۔

ہضم اول کی درستی کا طریقہ یہ ہے کہ پھٹکڑی ۲ ماشہ کو ایک بوتل میں حل کر کے چند بار دن میں ۳ تولہ فی خوراک کے حساب سے دیا جائے۔ خراب سے خراب ہضم بھی درست ہو جائے گا۔ قبض ختم کرنے کے لیے حب تنکار ہر روز رات کو کھلائی جائے یہی بھوک بھی لگاتی ہے۔ نیند کے لیے روغنِ بنفشہ سر پر مالش کیا جائے۔ البتہ اگر بلغمی تپ ہو تو پرہیز کیا جائے۔ اب آسان ترین نضج کا نسخہ بھی بتائے دیتا ہوں۔ بلغمی امراض میں سفوف کچلہ دیں جو گرم ہے ایک یا دو رتی عرق سونف سے دونوں وقت دیں۔ دیگر خوراک بند کر دینا بہتر ہے۔

بحران کے بیان میں یہ بات یاد رکھیے کہ بحران قدرتی علاج ہے اور یہ مقابلہ طبیعت اور مرض کا ہے جس پر کسی شخص کا کچھ بھی اختیار نہیں ہے اور ہمیں ہر کام قدرت کی پیروی میں ہی کرنا چاہیے۔ اس میں کامیابی ہے جو جو طریقے کسی کام کے اچھا نتیجہ نکالنے کے لیے قدرت نے مقرر کیے ہیں۔ حل مشکلات کے لیے وہی صحیح ذریعے ہیں ہم بحران سے یہ سبق حاصل کریں کہ قدرت موذی مواد کو کن راستوں سے باہر نکالتی ہے۔ اگر مادہ سر میں ہے تو نکسیر کے ذریعے سے، اگر سینہ میں ہے تو بذریعہ قے، اگر معدہ اور امعا میں ہے تو بذریعہ اسہال اگر جگر یا گردہ و مثانہ یا رحم میں ہے تو بذریعہ پیشاب اگر ہضم چہارم کے نقص سے بدن میں درد وغیرہ ہیں تو بذریعہ پسینہ۔ ہمیں بھی یہی قاعدہ یاد رکھنا چاہیے کہ مادہ کو قریب ترین راستہ سے باہر نکالیں۔ بحران سے ہمیں دوسرا سبق یہ ملتا ہے کہ جب تک طبیعت کسی مرض کا مقابلہ نہیں کرتی اور مرض کو دشمن نہیں سمجھتی۔ اس وقت تک علاج فضول ہے۔ مرض بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک

وہ جو طبیعت کو انفعال سے روکنے کے لیے دشمن بن کر آتے ہیں۔ طبیعت بھی ان کو دشمن سمجھ کر ہی ان کے مقابلہ کے لیے تیار ہو جاتی ہے۔ علاج اس کی امداد ہے۔ ہار جیت کا علم صرف خدا کو ہے اس کو غیر مستوی کہتے ہیں۔ دوسرا مرض مستوی ہے جو طبیعت کا دوست نما دشمن ہے۔ وہ طبیعت کے کسی کام میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کرتا مگر ایک خفیہ پالیسی کے ماتحت خفیہ طور پر طبیعت کو کمزور کرنا شروع کر دیتا ہے جس کا طبیعت کو علم نہیں ہوتا اور وہ اسے دوست سمجھ کر سب کچھ قبول کر لیتی ہے اس لیے اس کا علاج مشکل ہوتا ہے۔ جیسا کہ تپ دق وسل اور سوٗ مزاج معدہ و جگر وغیرہ۔ اب غور طلب بات یہ ہے کہ اگر امراض مستوی میں حکیم اپنی طرف سے طبیعت کو مصنوعی مقابلے کے لیے تیار کر دے جس سے طبیعت دوست نما مرض کو دشمن جان کر مقابلہ کے لیے تیار ہو جائے تو لاعلاج امراض کا علاج سے صحت پانا بھی ممکن ہو سکتا ہے۔ البتہ مصنوعی مقابلہ کے لیے تیار کرنا بھی بڑی سوچ بچار کا کام ہے مثلاً تپ دق ایک نہایت باریک تپ ہے جو تیز تپوں کے بقایا یا حمیٰ یوم میں استفراغ کرنے سے تپ متمکن ہو جاتا ہے اس کا خود بیمار کو بھی پتہ نہیں ہوتا۔ سب سے پہلے گوشت میں یبوست پیدا ہوتی ہے یہی درجہ اول ہے گوشت کی رطوبت ختم ہونے پر رگوں پٹھوں شریانوں اور اخلاط سے رطوبت جذب ہوتی ہے۔ یہی درجہ دوم ہے اس رطوبت کے ختم ہونے پر ہڈیوں کی رطوبت تحلیل ہوتی ہے۔ یہ درجہ سوم ہے جب یہ بھی ختم ہو جاتی ہے تو بیمار فنا ہو جاتا ہے گو مقابلہ بنانا ممکن نہیں ہوتا البتہ جس یبوست کے ذریعہ سے خفیہ طور پر طبیعت کو کمزور کیا جا رہا ہے۔ اس کا ازالہ یا رکاوٹ تو ممکن ہے ایسی ادویات جو یبوست کو دور کرنے میں ید طولیٰ رکھتی ہوں ان کا استعمال اور اس کے ساتھ ہی غذا رہائش اور مرطوب ہوا کا اہتمام تاکہ موٹاپا شروع ہو جائے اگر موٹاپا شروع ہو جائے تو بس صحت ہو گئی۔ میں نے اکثر بیماروں کو دیکھا ہے کہ تپ دق میں بلغم کا حصہ ضرور ہوتا ہے

میں سمجھتا ہوں کہ طبیعت کے پاس بجز بلغم اور خون کے کوئی رطوبت نہیں ہے جو مقابلہ کے لیے کام آئے۔ جب خون بھی ختم ہو جائے اور بلغم بھی تو طبیعت بلغم کا قلیل سا حصہ اس اشارہ کے لیے تیار کرتی ہے کہ رطوبت سے میری امداد کرو۔ بس افراط رطوبت ہی اصل علاج ہے۔ مثلاً ۲۲ سال کی عمر سے پہلے اور ۴۰ سال کی عمر کے بعد تپ دق بالعموم نہیں ہو سکتا اس لیے اس عمر میں رطوبت بہت زیادہ ہوتی ہے۔

تپ دق، کے علاج کے بارے میں چند مشورے:

ناشتہ:۔

رات کو ایک پاؤ دودھ میں آٹھ مغز بادام خوب گھوٹ کر اور بہمن سفید تولہ۔ گوند کتیرا باریک پیس کر دودھ میں ملا کر کھیر پکائیں اور رکھ دیں۔ صبح مریض کو ناشتہ میں دیں۔ پھر ۱۰ بجے تک کچھ نہ دیں اور ۱۰ بجے روغن کدو کی تمام بدن پر مالش کریں۔ اس کے بعد مریض کی پائینتی ایک فٹ اونچی کر دیں۔ کم از کم ۳۰ منٹ یا زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ تک۔ لیکن سر کے نیچے سے تکیہ نکال دیں۔ اور پشت پر لٹائیں۔ اس کے بعد چارپائی درست کر کے بائیں پہلو پر ۱۵ منٹ لٹا دیں۔ پھر سیدھا کر دیں۔

عام خوراک:۔

جو کے کوٹے کا دلیا گھی میں چرب کر کے کھلائیں۔ بعد خوراک ۳۰ منٹ گزرنے پر نیم گرم پانی سے جہاں ہوا نہ ہو مریض کو غسل دیں۔

پیاس:۔

پینے کے لیے بنفشہ ۵ تولہ۔ عناب ۵ تولہ۔ ملٹھی ۲ تولہ کا شربت تیار کریں اور گلو ۶ ماشہ مکو ۲ ماشہ۔ مغز خیارین ۹ ماشہ کو گھوٹ کر شربت مذکور میٹھا کر کے پلائیں۔ انشاء اللہ دو ہفتہ میں صحت ہو گی۔

باب ع۱۶

طبیعت کی امداد کا قانون

طبیب کے لیے ضروری ہے کہ وہ علاج میں طبیعت کے اشارات کو سمجھے اور اس کی رہنمائی میں مدد کرے۔

①

آپ دیکھتے ہیں کہ جب جسم پر سخت چوٹ آتی ہے تو وہ جگہ نیلی پڑ جاتی ہے وہاں درد ہوتا ہے اور جگہ گرم ہو جاتی ہے کیوں؟ اس لیے کہ گوشت کے باہمی پیوست اجزا پھٹ جاتے ہیں جس کو تفرقِ اتصال کہتے ہیں۔ اسی کا نام درد ہے۔ طبیعت چوٹ خوردہ جگہ کو گرمی پہنچا کر درد کو تسکین دینے کے لیے روحِ گرم کو لاتی ہے۔ چونکہ روح خون پر سوار ہوتا ہے اس لیے خون کے جمع ہونے سے وہ جگہ ماؤف ہو کر نیلی پڑ جاتی ہے۔ پس طبیعت کے اس کام سے پتہ چلا کہ اس ضرب کا علاج ٹکور سے گرم کرنا ہے۔ اب طبیب اپنی عقل سے گرم سرد دوائیں یا موسم کو ملحوظ رکھتے ہوئے سادہ ٹکور یا دوا یا لیپ سے علاج کرے ہر تفرق اتصال کا یہی علاج ہے۔ ضماد نطول وغیرہ سب مقامی نضیج ہی ہیں۔

②

بدن پر کسی خاص جگہ پر دائمی دباؤ یا کھردری چیز کے مسلسل ٹکراؤ سے طبیعت وہاں پر بے جان گوشت پیدا کر دیتی ہے جس کو ہم چنڈی (گوشت کی گرہ) کہتے ہیں۔

تاکہ عام جسم تکلیف سے بچ جائے جیسے ماشکی کے کندھے پر اور چکی پیسنے والے کے ہاتھوں پر اور پاپوش لگنے سے پاؤں پر ایسی چنڈیاں پڑ جاتی ہیں۔ حکیم بھی علاج میں طبیعت سے ایسا ہی مرض سے مقابلہ کا کام لے سکتا ہے مثلاً کوئی شخص زہریلی چیز سنکھیا افیم، شراب۔ تمباکو کا عادی ہے تو طبیعت اس کے مقابلے کے لیے ایک مادہ پیدا کر دیتی ہے جس کی وجہ سے جسم کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی اسی کا نام عادت ہے اسی طرح کسی گرم یا سرد دوا کا عادی ہونا ہے۔ دوا کی گرمی سردی کے مقابلے کے لیے جو مادہ جسم میں پیدا ہوتا ہے اس کے خلاف عمل کرنا ہی علاج ہے مثلاً کسی کو گرم چیزیں کھانے کی عادت ہے تو طبیعت نے اس کے مقابلے کے لیے سرد مادہ تیار کر رکھا ہے۔ جو گرم دوا کے اثر کو روک لیتا ہے۔ اگر طبیب سرد دوائیں شروع کر دے تو اب طبیعت کو مقابلے کے لیے گرم مادہ تیار کرنا پڑے گا جس سے طبع گرم ہو جائیگی مگر یہ تندرستی میں عادت کا مقابلہ ہے۔ مرض میں مقابلہ نضج ہے۔ اسی طرح طبیب کی سرد معتدل دواؤں سے مقابلہ کے لیے طبیعت گرم مادہ تیار کرے گی تو طبع خودبخود گرم ہو جائے گی۔ چنانچہ اب مقابلہ نہ رہا۔ بس صحت ہو گئی۔

(۴)

ہر عضو رئیس کے قریب غدودیں ہوتی ہیں جو مادہ غلیظ اور خراب ہو وہ ان کی خوراک ہے۔ گویا وہ گندے مادوں کا خزانہ ہیں تاکہ عضو رئیس کی حفاظت ہو اور غلیظ مواد وہاں جمع رہ کر عمدہ کھاد بن سکیں اور بڑے بڑے کام کریں کہیں پانی دیں کہیں طاقت دیں غرض غدودیں گندی غذا کھا کر وہ کام کرتی ہیں کہ جب تک یہ کمزور نہ ہوں آدمی بوڑھا ہوتا ہی نہیں۔ اسی طرح پیٹو آدمی جو معدے کو ہمیشہ پُر رکھتے ہیں۔ ان کے گندے بخار دماغ میں غلیظ مواد کثرت سے پیدا کرتے ہیں۔ غدودیں تو ان کو سنبھال نہیں سکتیں۔ اس لیے طبیعت نئی غیر فطری مصنوعی غدودیں تیار کرتی ہے۔ جن کا

نام خنازیر ہے اگر یہ مواد کثیر سینہ میں ہو تو بغلوں میں کھرالی بن کر اور امعاء وغیرہ میں ہوں تو کش ران میں نکلتی ہے۔ اس کے مقابلے کے لیے بھوکا پیاسا رہنا، غصہ نہ آنے دینا تاکہ طبیعت کو مصنوعی غدودوں کی ضرورت نہ رہے، بہت ضروری ہے۔

۴

ایک دوا کئی کئی کام کرتی ہے۔ جو کام ہم دوا سے لینا چاہتے ہیں کس طرح لے سکتے ہیں۔ مثلاً بیمار کو ابکائیاں آتی ہیں مگر نکلتا کچھ نہیں، صرف دل متلاتا ہے تو ظاہر ہے کہ کچی بلغم فم معدہ اور نواحی سینہ میں ہے جس کو طبیعت نکالنا چاہتی ہے جگر معدہ وغیرہ میں جمع ہوتی تو قے سے نکلتی تو معلوم ہوا کہ وہ مذکورہ جگہ میں سرایت کیے ہوئے ہے۔ اب دواؤں میں سے کون سی دوا نضج بلغم کر دے گی اگر مفردات کا علم ہے تو صرف منقہ دانہ نکالا ہوا ہی کچی بلغم کو نضج کر دیتا ہے یا اگر بیمار کو قے آتی ہے پیاس بہت ہے جو پلایا جائے قے کر دیتا ہے تو معدہ پر لیس دار مادہ چسپاں ہے جگر کو پانی نہیں پہنچتا۔ راستہ میں ماساریقا کے منہ بند ہیں۔ طبیعت معدہ کو غلاظت سے صاف کرنا چاہتی ہے تو آپ غسل معدہ کے لیے سکنجبین گرم پانی میں ملا کر امداد کریں۔ بس یہی طبیعت چاہتی ہے سرکہ قاطع لزوجت ہے گرم پانی۔ پیاس اور صفائی معدہ کے لیے ہے ہاں اگر قے میں کافی مادہ خارج ہوتا ہے تو ہونے دو جب مادہ کم ہو جائے تو پھر غسل معدہ کرنا چاہیے۔ اگر مادہ کم نہیں ہوتا تو معلوم ہوا کہ کسی دوسرے عضو سے گر رہا ہے تو جس عضو سے مادہ گر رہا ہے ضرور وہاں درد ہو گا اس پر لیپ[1] کریں

---

[1] لیپ کا نسخہ۔ خطمی خبازی مکو السی پیس کر گرم کر کے لیپ کریں۔ اور بلغمی مزاج کو شربت دینا ہو تو بلا پانی تین چمچ دیں اور گرم مزاج کو ہرگز بغیر پانی نہ دیں بلکہ پانی کو معمولی میٹھا کر کے دیں۔

تاکہ مادہ کی پیدائش اور آمد بند ہو جائے اگر مادہ بند ہونے کے باوجود قے بدستور ہے تو ثابت ہوا کہ بار بار قے کرنے سے طبیعت کو عادت ہو چکی ہے۔

ظاہر ہے کہ طبیعت مدبر بے شعور ہے اور وہ اس غلط راستے پر چل پڑی ہے چاہتی تو وہ یہی ہے کہ قے بند ہو جائے مگر چونکہ بے شعور ہے اس لیے اپنی غلط تدبیر پر زور دے رہی ہے اس لیے اب امالہ کرنا ضروری ہے یعنی اس کا رجوع دوسری طرف کرنے کی ضرورت ہے (پچکاری) حقنہ کرنے سے امالہ ہو جائے گا۔ جیسے نکسیر بند نہ ہونے پر فصد کر کے امالہ کیا جاتا ہے کیونکہ کائنات میں قدرت نے خلو کو منع قرار دے رکھا ہے اور طبیعت کی یہی ڈیوٹی ہے کہ جب وہ کسی طرف خلو پاتی ہے تو وہی مادہ لے کر اس خلو کو پُر کرنے کے لیے دوڑتی ہے بس اس طرح آرام ہو جاتا ہے۔

مثلاً ایک بیمار کو پیچش ہے۔ طبیعت چاہتی ہے کہ امعا کی رکاوٹ کو دور کر دوں۔ یہ معلوم کرنا چاہیے کہ رکاوٹ کس چیز کی ہے اگر سدہ ہے تو ملین سے طبیعت کی امداد کرو اگر ورم امعا کی رکاوٹ ہے جو طبیعت کو سدہ معلوم دیتی ہے تو ورم کے لیے تپ لازم مستقل علامت ہے۔ بکور نطول ضماد سے ورم دور کر دیجیے۔ اگر زخم ہے تو خون آئے گا اگر کسی عضو سے مادہ گر رہا ہے تو اس عضو میں درد ہو گا۔ بذریعہ لیپ مادہ کی پیدائش بند کر دیں اور زخم کے لیے مزلق اشیاء جس سے امعا میں وہ رطوبت پیدا ہو جائے جو امعا میں لگی رہتی ہے اور اس کے چھل جانے سے پیچش[1] پیدا ہوتی ہے۔ کہ طبیعت یہی چاہتی تھی جو اس کو امداد پہنچائی گئی۔

مثال کے طور پر ایک بیمار کو بخار سے پیاس بہت ہے مگر پانی پینے کو دل نہیں چاہتا۔ بھوک نہیں لگتی یہاں طبیب کو دھوکا لگ سکتا ہے۔ جاننا چاہیے کہ طبیعت

---

[1] پیچش کا نسخہ۔ اسبغول تولہ۔ عرق گلاب ۵ تولہ ۲ گھنٹہ بھگو کر کھلائیں۔ آرام ہو گا۔

جو کچھ مانگتی ہے کیا واقعی وہ کام کرتی بھی ہے؟ یہاں اگر طبیعت واقعی پانی مانگتی تو پھر سیر ہو کر پانی پیتی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کی علامت قبضِ شدید ہے۔ پیاس کا احساس جگر کو ہوتا ہے اور خوراک کا احساس معدہ کو اور جگر معدہ سے پانی طلب کرتا ہے کیونکہ ہر چیز کا خزانہ معدہ ہے اور اسی سے وہ گیلوکس مانگتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جگر میں گرمی ہے اور معدہ میں بلغم ہے جگر کو تو پیاس گرمی سے ہے مگر معدہ کو بلغم کی وجہ سے ضرورت نہیں ہے اور بلغم سے معدہ پُر ہے اس لیے ماساریقا اور طحال کا راستہ بند ہے اور مادہ سوداگر کر جس راستے سے معدہ کو بھوک کا احساس کراتا تھا وہ بھی بند ہے جب معدہ ہی بلغم سے پُر ہے تو بھوک کیونکر لگتی۔ اس لیے اب سکنجبین اور گلقند سے معدہ کو صاف کرو یا سونف کاسنی مع بیخ عناب خطمی خبازی منقہ ملٹھی سے نضج کرو تاکہ طبیعت کی خواہش پوری کر دی جائے۔

مثلاً ایک بیمار کو تپ ہے جسم کو ہاتھ سے دیکھو اگر تمام جسم گرم ہے تو تپ صفراوی ہے یہ مادہ آتشی ہے۔ سریع النفوذ ہے۔ اگر بالائی حصہ سے زیریں حصہ کم گرم ہے تو تپ مرکب ہے رطوبت سے۔ اگر بالائی حصہ گرم اور زیریں حصہ و اطراف سرد ہیں تو تپ بلغمی ہے۔ آبی مادہ ہے روح غلیظ کی گرمی اعضا بعیدہ تک پہنچ سکتی ہے۔ اب وقت ملاحظہ کرو اگر ۱۰ بجے تپ کا چڑھاؤ ہوتا ہے تو تپ صفراوی ہے اور ۲ بجے سے پہلے ٹوٹ جائے تو مادہ رقیق ہے یعنی جس قدر تپ کا وقت دراز ہو گا اسی قدر مادہ غلیظ ہو گا جو خلط غلیظ ہوتی ہے اگر وہ سودا ملنے سے ہے تو نضج میں لعاب دار ادویہ چاہیے۔ اگر بلغم غلیظ ملنے سے ہے تو بلغم کو چھانٹنے والی ادویہ ترش و عفص چرب ہونی چاہیے اور رقت مادہ صفرا یا بلغم آبی کے ملنے سے ہوتا ہے ویسا ہی نضج دو جیسا پہلے لکھا جا چکا ہے اگر تپ کا چڑھاؤ ۴ بجے شام کے بعد ہے تو غالب مادہ سودا ہے۔ گرم تر ادویات کام دیں گی۔ اگر ۱۰ بجے رات کے تپ ہٹتا ہے تو وہ

مادہ خالص بلغم ہے اور وقت میں سے وقت غلظت ہے۔ پس مادہ معلوم ہو جائے گا رقت میں محلل اور غلظت میں مرقق ادویہ استعمال ہوں گی اور ۴ بجے صبح دموی بخار کا وقت ہے چڑھاؤ کا وقت معین مادے کے خالص ہونے پر دلالت کرتا ہے لوٹنے کے وقت کی درازی مادے کی غلظت اور کوتاہی رقت پر دلالت کرتی ہے اور جس مادے کے وقت میں سے کوئی دوسرا مادہ وقت لیتا ہے وہی مادہ شامل ہے اور وقت معین سے پہلے رقت مادہ پر اور بعد کی مادہ پر دلالت کرتا ہے۔

بلغمی تپ میں خفگی اس لیے ہوتی ہے کہ مادہ سرد روح کے مخالف ہے وہ روح کو فنا کرنا چاہتا ہے جس سے طبیعت گھبراتی ہے۔ بعض دفعہ ظاہری تکلیف کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی لیکن یہ صرف فہم اور تشخیص کی غلطی ہوتی ہے ہر کام کا کوئی سبب ضرور ہوتا ہے جب تک کسی تکلیف کا سبب صحیح معلوم نہ ہو اس کے رفع کی کوشش نہ کرنا چاہیے

علم العلاج میں دو ہی چیزوں کی معلومات پر پورا زور دینا ضروری ہے۔ ایک یہ کہ مشہور مفرد اشیاء کے افعال و خواص پر ماہرانہ نظر کا ہونا۔ طبیب کے لیے ضروری ہے کہ اسے معلوم ہو کہ یہ دوا کیا عمل کرتی ہے اور کیوں کرتی ہے۔ دوسرا تشریح بدنِ انسانی کی مکمل واقفیت جس سے اعضاء کی بناوٹ شکل محل اور کام جو اس کے ذمے قدرت نے لگایا ہے اس کا مکمل علم ہی کیونکہ بعض دواؤں کی نسبت بعض اعضاء سے خصوصی ہوتی ہے اور وہ دوسری ادویاتِ شمولہ کے اثر کو اس عضو تک پہنچا دیتی ہیں مثلاً کاسنی جگر کے لیے پرسیاوشاں پھیپھڑے کے لیے مصبرات کو دماغ کے لیے مرچ سیاہ اور دماغ کے لیے بادام آنکھوں کے لیے سنبل الطیب ریوند خطائی جگر کے لیے سونف معدہ کے لیے کوئی بلحاظ رنگت اور کوئی بہ لحاظ خوشبو، اور کوئی بلحاظ وقت کے مفید ہیں اور یہ بدرقہ کہلاتی ہیں اور بعض ادویہ کی نسبت امراض سے ہوتی ہے جیسے مفردات میں گزرا ہے اور بعض ادویہ کی نسبت خلط سے ہوتی ہے جو اس کے قوام کو معتدل

کرتی ہے خواہ غلیظ ہو یا رقیق۔

چونکہ بدنِ انسانی کی پرورش کا دار و مدار قدرت نے نباتات پر رکھا ہے اس لیے صحت زائلہ کو واپس لانا بھی نباتات ہی کا کام ہونا چاہیے کیونکہ نباتات ہم سے قریب تر ہیں۔ ہاں جب امراض کہنہ میں صحت بعید ہو جاتی ہے تو اس وقت جمادات سے بھی کام لیا جا سکتا ہے۔

یاد رکھیے کہ ادویات کا اثر بدنِ انسانی میں خوراک کی طرح خلط بن کر نہیں ہوتا بلکہ صورت نوعیہ سے ہوتا ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ جو غذائیں پرورش بدن کے لیے مقرر ہیں مثلاً غلہ، گوشت، سبزی وغیرہ ان میں نشاستہ ہوتا ہے جو جسم کی پرورش کے کام آتا ہے اس میں جوہر کالعدم ہوتے ہیں اور ادویات میں جوہر زیادہ اور نشاستہ کالعدم ہوتا ہے۔ پس معدے میں داخل ہوتے ہی قدرتی مشین اس کے جوہروں کو الگ کر کے اپنی صورتِ نوعیہ سے ان کو اپنے نسبتی اعضاء کی طرف پہنچا دیتی ہے اور اپنے اپنے خواص سے یہ ادویہ اپنے افعال پورے کرتی ہیں۔ ٹیکے ایجاد کرنے والوں نے اسی صورتِ نوعیہ کو مدنظر رکھتے ہوئے ادویہ کے جوہر لے کر بذریعہ انجکشن خون میں داخل کر دینے کا کام شروع کیا ہے تاکہ فوری مرض زائل ہو سکے۔ اصولاً تو یہ بات صحیح ہے لیکن ٹیکہ قدرتی علاج نہیں ہے۔ اول تو ادویہ کے جوہر معدہ کی قدرتی مشین جس طرح نکالتی ہے اس کا علم بندوں کو نہیں دیا گیا ہے اور نہ ہی لوہے کی مشین قدرتی مشین کا سا کام کر سکتی ہے اور نہ اس کے سے زائد اجزا ان میں ملا سکتی ہے۔ ٹیکہ جب خون میں داخل کیا جاتا ہے تو طبیعت اس کو غیر طبعی بیگانہ شے ہونے کی وجہ سے دھکیلنے کی کوشش کرتی ہے۔ یہی اس کی فطرت ہے اور وہ عضو ماؤف (جو بوجہ کمزور اسے دھکیل نہیں سکتا وہ اسے قبول کر لیتا ہے اور اسی قانون کے تحت ٹیکے کا اثر ہوتا ہے اور افاقہ ہو جاتا ہے لیکن جسم میں تحلیل کا عمل شب و روز

شروع رہتا ہے۔ طبیعت ان بے گانے جوہروں کو جلد ہی تحلیل کر دیتی ہے اور مرض پھر بحال ہو جاتا ہے۔ اگر ٹیکے لگاتار اور مسلسل کرائے جائیں تو طبیعت کو فطری قانون کے ماتحت اس بیگانہ نامانوس چیز کے مقابلے کے لیے خود مادہ تیار کرنا پڑتا ہے جو یقیناً مرض کے مادہ کی مثل ہوگا جو عضو ماؤف سے بنا بنایا مل جاتا ہے۔ جس کو بدن میں پھیلا دیا جاتا ہے جس سے بیمار دائمی طور پر کمزور ہو جاتا ہے اور بیماری بار بار حملہ کرتی ہے کیونکہ طبیعت کو شعور نہیں ہے اور وہ فطرت انسانی کے ماتحت کام کرتی ہے۔ اسے نفع نقصان کا کوئی شعور نہیں ہے اس لیے مادی امراض میں نضج سے بہتر اور سریع الاثر دوسرا کوئی علاج نہیں ہے۔ بالخصوص تپوں میں ٹیکہ لگانے یا بلا نضج جلاب دینے سے تپدق ہو جانے کا احتمال ہوتا ہے آج کل تپدق کا عام ہونا انہیں وجوہ سے ہے۔ اور نضج ہی ایک ایسا مفید علاج ہے کہ ہر ملک میں ہر موسم میں اور ہر عمر میں یکساں طور پر مفید ثابت ہو چکا ہے۔

جوشاندہ اور خیساندہ وہ مرکبات ہیں جو مادۂ غیر طبعی کو نضج کر کے (یعنی مختلف القوام مادہ بینا دیتا ہے۔ کیونکہ اختلاف ہی ہمیشہ باعثِ فساد ہے اور اتفاق ہمیشہ باعثِ امن ہے اور یہی قانونِ فطرت ہے) بذریعہ مسہل نکال دیا جاتا ہے گویا باغی گروہ کو گرفتار کر کے ملک کے امن و امان کے لیے جلاوطن کر دیا جاتا ہے یہ فوری انتظام ہے اس لیے جوشاندہ۔ خیساندہ فوری انتظام کے لیے وقت پر تیار کر کے دیا جاتا ہے اس کی قوت ایک دن ہی ہے پڑا رہنے سے وہ خراب ہو جاتا ہے باقی تمام مرکبات شربت قرص گولیاں معجون جوارش اطریفل مفرحات وغیرہ بنانے میں دوا کی عمر بڑھ جاتی ہے اور وہ کسی ایک عضو کو یا تمام بدن کو طاقت دیتے ہیں مگر نضج نہیں کر سکتے ہاں مادہ کو رفتہ رفتہ اعتدال پر لے آتے ہیں اور رست اور جوہر کشتہ جات کی عمر لمبی ہوتی ہے وہ صرف استعمال پر ہی ختم ہوتی ہے چونکہ مفرد اور مرکب سب

ادویات حسب مزاج گرم یا سرد پانی سے ہی کھائی جاتی ہیں لہٰذا سب مرکب اور مفرد ادویہ جوشاندہ اور خیساندہ کے قبیل سے ہی ہیں۔ البتہ یہ یاد رکھیے کہ نضج اور تنقیہ کے بعد حسب علاج کوئی دوا یا شربت وغیرہ پلانا جاری رکھو تاکہ طبیعت میں طاقت آ جائے اگر بعد تنقیہ بے فکر ہو جاؤ تو کچھ مدت کے بعد دوبارہ وہی تپ شروع ہو جائے گا اگر دوبارہ بعد تنقیہ بے فکری ہوئی تو سہ بارہ تپ شروع ہو گا۔ اور کسی کو پہلی دفعہ یا دوسری دفعہ یا تیسری دفعہ بار بار تپ ہونے سے تپ دق ہو جائے گا بلکہ اگر تپ نا بھی ہو تو مریض کی عام حالت اور کمزوری تپ دق جیسی ہو گی۔ اور کافی مدت بیمار رہ کر جاں بحق ہو جائے گا۔ ایسی ہی حالت کافی دنوں تک ٹیکہ لگوانے والے کی بھی ہوتی ہے یعنی ام الامراض صرف کمزوری ہے کسی خاص عضو کی ہو یا تمام بدن کی یا بڑھاپے کی۔ اب رہا تپ دق جو نہایت عسر العلاج ہے چونکہ اس میں مادہ نہیں ہوتا اور مادہ جسم دار چیز ہے اس لیے مادہ کا مزاج تبدیل کرنا آسان ہے اور سوء مزاج سادج میں خون کا مزاج پیدائش میں ہی تبدیل ہو جاتا ہے یعنی کیلوس یا کیموس کا ہی مزاج تبدیل ہو جاتا ہے لہٰذا خونِ صالح بننا ہی نہیں اس لیے ہر مرض سادج عسر العلاج ہے۔ تپدق میں خون ہی گرم خشک پیدا ہوتا ہے جو جسم کی پرورش کے قابل نہیں رہتا۔ چنانچہ بیمار کا کمزور ہونا لازمی ہو جاتا ہے۔ علاوہ اس کے خون کا دورہ ابھار جو ۳ بجے صبح سے ۹ بجے تک ہے۔ ان اوقات میں تپ زیادہ ہو جاتا ہے اور کوئی دوا فائدہ نہیں کرتی۔ اگرچہ میں نے تپدق کا بھی علاج لکھ دیا ہے جو واقعی صحیح اور مجرب ہے مگر بہت زیادہ محنت طلب اور کم از کم مدت علاج ایک ماہ ہے اس لیے اس سے بہتر ہے کہ اس خشکی کا مقابلہ بلغم سے کیا جائے۔ بنفشہ، نیلوفر، کاسنی بہیدانہ ہم وزن کا خیساندہ اس قدر پلایا جائے کہ کیلوس ہی بلغمی بن جائے اور بلغم پیدا ہو کر خون کے مزاج کو بدل دے۔ اس طرح تپ بلغمی ہو جائے گا اور اس کے بعد

علاج آسان ہو جائے گا۔ اسی طرح سرد سوءِ مزاج ساذج بھی تپدق سے کم عسر العلاج نہیں ہے اس کو بھی خون پیدا کر کے مزاج سرد خشک کو گرم تر مزاج دموی سے بدل دیں یعنی مرض ساذج کو مادی بنا لیں اس طرح اس کا علاج آسان ہو جائے گا یعنی اگر ادویہ مقابلہ نہیں کر سکتیں تو دوسرا مادہ پیدا کر دیں وہ مقابلہ کر سکتا ہے۔

عرق النساء ہو یا درد کمر یا ذات الجنب سب کے سب درد پانی پینے کی زیادتی سے پیدا ہوتے ہیں علاج میں پانی کافی پرہیز سے پینا چاہیے یوں تو طبی اصطلاحات مثلاً ضماد اور نطول وغیرہ سب کے سب مقامی نضیج ہی ہیں اور تمام بدن کی کسی خلط کی ادویہ کا نام منضج ہے۔ جیسا کہ خون کی مصلح ادویہ کو معدل کہا جاتا ہے۔

* * *

خدا کی اطاعت اپنے نفس پر جبر کے بغیر ممکن نہیں

باب ع۱۷

منضج اور اس کے تیار کرنے کا قانون

منضج وہ علاج ہے جو مواد غیر طبعی مختلف القوام کو معتدل قوام بنا کر بذریعہ تنقیہ اخراج کے قابل کر دیتا ہے۔ اس کام کے لیے تین شرائط ہیں۔ ہر دوا گرم ہو یا سرد، درجہ دوم میں ہو۔ اور مقوی معدہ ہو۔ قابض نہ ہو۔ منضج کا اصل اصول عناب اور ملٹھ ہیں جو ہر مادہ کو معتدل کر دیتی ہیں خواہ رقیق ہو یا غلیظ یا مختلف القوام ان کے ساتھ بلحاظ عضوِ ماؤف یا بلحاظ مرض اور مادہ ادویہ شامل کریں۔ مثلاً دماغ کے گرم نزلہ کے لیے بنفشہ تیز گرم نزلہ کے لیے نیلوفر۔ سردی ہو تو اسطوخودوس، نزلہ رقیق حلق میں گرتا ہو تو خشخاش سینہ کے لیے ملٹھ۔ کھانسی کے لیے لسوڑیاں۔ سینے کے پردوں کو بلغم سے صاف کرنے کے لیے خطمی خبازی۔ سانس کی تنگی کے لیے السی، کھرکھراہٹ حلق و سینہ کے لیے پرسیاوشاں۔ پیاس کے لیے منقہ۔ احتراق مادہ کے لیے بہیدانہ اگر زبان خشک ہو اور ہونٹوں پر سکری ہو تو حرارت معدہ اور احتراق موجود ہے یعنی مادہ جل رہا ہے اور جلنا خطرناک ہوتا ہے اور خشک کھانسی ہو تو بہیدانہ اور معدہ کی سردی کے لیے سونف، جگر کے لیے کاسنی۔ رطوبت جگر کے لیے جڑ سونف و کاسنی۔ جوڑوں اور اعماق بدن سے مادہ نکالنے کے لیے ہلیلہ، تقویت دل کے لیے گاؤزبان۔ غرض مفرد ادویہ اور منضجات وغیرہ کے خواص جہاں لکھے جا چکے ہیں ان کو دیکھ لیں۔ نیز چاروں اخلاط کے مصلح و معدل گل سرخ۔ ملٹھ۔ پرسیاوشاں اور عناب

مشترک ہیں۔ اور نزلہ زکام ہر قسم کے لیے عناب، لسوڑیاں، خطمی خبازی مشترک ہیں ان سے فائدہ اٹھائیں یہ ہر موقعہ پر کام دے سکتے ہیں۔ کسی نوعیت کی تلاش کی ضرورت نہیں پڑتی۔ نیز واضح رہے کہ دموی بیماریوں میں تمام شربت پسندیدہ چیز ہیں اور صفراوی بیماریوں میں خیساندے[1] بہتر رہتے ہیں اور بلغم اور سودا میں جوشاندے[2] ضروری ہیں۔ ویسے تو صرف گرم نمکین پانی بھی جوشاندہ کا کام دے سکتا ہے۔ البتہ ادویات طاقتِ نضج کو بڑھانے کے لیے ہیں۔ اگر جوشاندہ کو زیادہ موثر کرنا ہو تو اسے گلقند یا شہد سے شیریں کریں اور اگر گلقند کو معہ ادویہ جوش دیا جائے تو اور بھی طاقت بڑھ جاتی ہے۔

ادویہ کے اوزان :

جو دوائیں کسی مادہ کو نضج کر کے معتدل کرنے کے لیے اور عضو ماؤف کی قوت زائلہ کو بحال کرنے کے لیے جمع کی جاتی ہیں ان کا وزن خوراک بالعموم وہی ہونا چاہیے جو علم مفردات میں مقرر ہے لیکن بیماروں کی طبائع مختلف ہوتی ہیں اور اپنی آسانی کو ملحوظ رکھتے ہوئے سب دواؤں کا وزنِ خوراک بالعموم ایک ہی لکھ دیا جاتا ہے۔ معاجین۔ سونف۔ گولیاں۔ قرص وغیرہ ایک دو یا تین ادویہ منافی مرض ہوتی ہیں باقی ادویہ امدادی یا مصلح ہوتی ہیں جو قبض کشا اور مقوی معدہ ہوں جو اصل دواؤں کے وزن سے کم ہوتے ہیں یعنی اصطلاحی وزن نسخہ نویسی کے وزن ادویہ کا انحصار حکیم کی تشخیص کے مطابق ہونا ضروری ہے، مرض کی شدت وکثرت قلت مادہ کے لحاظ سے۔

---

[1] خیساندہ دن میں بار بار دیتے رہنا چاہیے نضج مکمل ہونے تک۔

[2] جوشاندہ دن میں دو بار یعنی صبح شام دو کئی دن تک۔

اور بعض نسخے اصطلاحی ناموں پر رکھے جاتے ہیں۔ مثلاً ترکٹہ، ترپھلا وغیرہ کے ماتحت یعنی معدہ امعا کی تقویت اور ریاح کے لیے ترکٹہ کے ماتحت محلل ریاح ادویہ ملانا۔ اگر مواد ہوں تو ترپھلہ کے ماتحت ادویہ ملانا جو وزن میں برابر ہوں گی۔ اگر ایک دوا جو کسی مرض کے لیے مجرب درجہ رکھتی ہے تو اس کو پیس کر ہم وزن چینی لو۔ اوزان کی ترتیب ضروری ہے۔ مثلاً اصولی دوا اور امدادی دوا کا وزن پہلی سے دوسری کا ایک تولہ یا ۶ ماشہ کم ترتیب وار ہوتا چلا جاتا ہے یا دوگنا ہوتا جاتا ہے۔

موجودہ زمانے میں عوام چونکہ عادتاً امیر بننا پسند کرتے ہیں اس لیے منضج پینے سے وہ نفرت کرتے ہیں اس کے علاوہ تمام اجناس اب پیوندی ہو چکے ہیں جو بے حد بلغم پیدا کرتے ہیں اس لیے امراض بھی بیشتر بلغمی ہی پیدا ہوتی ہیں یا مرکب لہٰذا منضج بلغم گولیاں حب شفا ہیں۔ نسخہ تخم جوز ماثل ۳ تولہ۔ ریوند خطائی ۲ تولہ۔ سنڈھ تولہ۔ گوند کیکر ۱ تولہ۔ پیس کر گولیاں نخودی بنا کر ایک گولی صبح ایک شام گرم پانی سے دیں۔ نزلہ تپ اور کھانسی نیا ہو یا پرانا دور ہوگا۔ دیگر سفوف کچلہ۔ کچلہ مدبر بروغن زرد ہر ۲ تولہ۔ سنڈھ ایک تولہ مرچ سیاہ تولہ۔ مگھاں تولہ۔ دارچینی تولہ۔ سوہاگہ بریاں تولہ۔ سفوف بنا کر ۴ رتی منقہ میں یا گرم پانی سے دیں۔ دن میں ایک بار۔ علاوہ فوائد نسخہ بالا کے عرق النساء اور ذات الجنب اور نزلہ کے لیے بھی مجرب ہے۔ ۶ خوراک کافی ہیں۔

آثار نضج کیا ہیں:

۱ مرض کی تکلیف کالعدم ہونا اگر تپ ہو تو ٹوٹ جانا کالعدم ہونا۔ ۲ بھوک لگنا ۳ ہضم باقاعدہ ہونا۔ ۴ قبض کا نہ ہونا۔ اب جلاب سے مواد کا تنقیہ کریں۔ اگر جلاب نہ دیں گے تو مواد چند روز بعد دوبارہ زندہ ہو کر بیمار کر دے گا۔ بہتر جلاب ہر مرض کے لیے پنج جلابہ ہیں۔ قوت بڑھانے کے لیے سرمہ سا پیس کر سونف اور گلقند کے گھونٹے

میں دیں۔

اب گرم خلط یعنی صفرا کے نضج کے لیے ایک بوتل پانی میں ایک ٹکی کافور ڈال کر مریض کو وقفہ وقفہ سے ایک ایک چمچا تک پلاتے رہیں۔ دن میں کئی بار دو دن میں نضج صفرا ہو جائے گا۔ اگر خونی مرض ہو تو ساتھ شربت عناب بھی پلائیں۔ عناب ۱۰ تولہ مسور ۵ تولہ۔ دھنیا ۲ تولہ۔ بیخ کاسنی ۵ تولہ۔ کھانڈ ۳ پاؤ۔ شربت بنا کر پلائیں۔ مریض کو صحت ہو جائے گی۔ حکماء کو تپ تور کی خسرہ وغیرہ مغالطہ لگاتا ہے بیمار کا یک دم کمزور ہونا اور باقی سب علامات بلغمی تپ کے ہونا کیونکہ یہ تپ رطوبتِ خون سے پیدا ہوتے ہیں۔ ان کے نسخہ جات درج کیے جاتے ہیں۔ جو مجرب ہیں البتہ اگر دست ہوں تو وہ صرف عرق سونف اور پودینہ سے ہی دور ہو سکتے ہیں۔ دونوں کو ہم وزن ملا کر پلائیں۔ نیز خیساندہ کو اگر جوش دے کر رکھ دیا جائے تاکہ پانی کی مانند ہی سرد ہو جائے تو وہ خیساندہ کا کام ہی دیتا ہے اور موسمِ برسات میں تو جوش دارہ سرد پانی پینا چاہیے۔ خیساندہ تور کی یہ ہے بنفشہ ۶ ماشہ۔ منقہ ۹ دانہ۔ بیخ کاسنی تولہ۔ سونف ۹ ماشہ آلو بخارا ۵ دانہ۔ خوب کلاں ۶ ماشہ۔ رات کو گرم پانی میں بھگو کر صبح صاف کر کے خمیرہ بنفشہ سے میٹھا کر کے پلائیں۔

ٹائیفائڈ کا جوشاندہ :

عناب ۵ دانہ۔ سونف ۶ ماشہ۔ مکو خشک ۶ ماشہ۔ تخم کشوث ۳ ماشہ پوٹلی بستہ ملٹھی ۳ ماشہ۔ خوب کلاں ۳ ماشہ۔ منقہ ۱۰ دانہ۔ اگر ضعف قلب بھی ہو تو ابریشم خام ۴ ماشہ۔ گل گاؤزبان ۴ ماشہ۔ یہ سب ایک خوراک ہے صبح و شام جوش دے کر شیریں کر کے پلائیں۔

شربت ٹائیفائڈ سرکہ ۲۰ تولہ۔ گل سرخ ۱۰ تولہ۔ کھانڈ ۳ پاؤ۔ شربت بنا کر پلائیں

ہر ترش چیز بوجہ دور کرنے لیس دار مادہ کے بے حد مفید ہے تورکی کو باہر نکالتی ہے دیگر نسخہ عناب ۱ تولہ۔ تخم کرفس ۲ تولہ دانہ مسور ۵ تولہ۔ کھانڈ ۳ پاؤ۔ شربت بنا کر پلائیں۔

تپ مرکب کا علاج :

قرص گل غب غیر خالص اور تمام پرانے تپوں کے لیے بے حد مفید ہے۔ نسخہ یہ ہے۔

گل سرخ ۱۲ ۱/۲ ماشہ۔ ملٹھ تولہ۔ چھڑ گڈی ۳ ماشہ۔ طباشیر ۶ ماشہ بھگو کر قرص بنا کر اور ۴ ماشہ کھلائیں۔ ہمراہ پانی۔ یہ قرص گل، شطر الغب اور مرکب پرانے تپوں کے لیے مفید اور مقوی معدہ بھی ہیں۔

دوسرا نسخہ :۔

گل سرخ تولہ۔ ملٹھ تولہ۔ طباشیر۔ افسنتین۔ چھڑ گڈی ۶ ماشہ۔ ترنجبین ۹ ماشہ عرق گلاب میں قرص بنائیں۔ خوراک ۶ ماشہ پانی سے۔

دوسرا نسخہ :۔

گل سرخ ۲ ۱/۲ تولہ ملٹھ ۱ ۱/۲ تولہ چھڑ گڈی ۹ ماشہ مصطگی۔ طباشیر ۶-۶ ماشہ۔ عرق گلاب میں قرص بنالیں۔ خوراک ۶ ماشہ۔ اگر شطر الغب میں اسہال بھی آتے ہوں اور کھانسی بھی ہو تو چھڑ گڈی، عود ہندی۔ زعفران ۹ ماشہ۔ عصارہ زرشک ۶ ماشہ۔ ریوند خطائی گل سرخ۔ لاکھ۔ طباشیر۔ صمغ عربی بریاں۔ کہربا ہر ایک ۱۵ ماشہ۔ خرفہ بریاں ۶ ماشہ گل ارمنی ۲۱ ماشہ پانی میں قرص بنا دیں۔ خوراک ۸ ماشہ۔ یہ چاروں نسخے پانی سے کھانا بہتر ہیں۔ یہ سب مرکب فائدہ میں بہترین اور مجرب ہیں۔

عموماً دیکھا گیا ہے کہ دیرینہ اور کہنہ اور مستوی بیماریوں میں تو سب حکیم ہی پریشان ہو جاتے ہیں۔ مگر تیز بیماریاں جو چند روز میں بیمار کو تباہ کر دیتی ہیں اور مناسب علاج

سے ہی ان سے چند روز میں ہی صحت ہو جاتی ہے۔ ان کے علاج میں بھی حکیم کامیاب نہیں ہوتے کیونکہ بیماری کو ترقی سے روک دینا وہ نہیں جانتے۔ کتابوں میں علم تو ہوتا ہے مگر خاندانی تجربات کے راز نہیں ہوتے۔ حالانکہ علاج سے پہلے مرض کو روک دینا چاہیے۔ تاکہ وہ ترقی نہ کر سکے۔ روکنے کے بعد پھر فوراً علاج کرنا چاہیے مثلاً مرض کی ترقی روکنے کے لیے حب نسکار تین چار گولیاں مریض کو کھلا دو حسب طاقت بعد میں علاج شروع کر دیا جائے۔ اگر مریض کو دست ہوں تو پھٹکری ۲ ماشہ پاؤ پانی میں حل کر کے ۲ تولہ پلاؤ۔ سرسام یا سردی مرض میں پہلے قبض کشا دوا کھلاؤ۔ یہ روک زیادہ سے زیادہ ۲۴ گھنٹے تک مرض کو ترقی کرنے نہ دے گی۔ قانوناً معدہ کو طاقت دینا اور قبض کا دور کرنا مرض کی روک ہے۔ خسرہ ٹائیفائڈ تور کی چیچک کا کڑا کے دست میں پھٹکری سب سے بہتر ہے روک کا عمل ہونے پر تین گھنٹے بعد علاج کر دو۔ انشاءاللہ صحت ہوگی۔ اگر نزلہ ہو تو کنٹوپ پہنا دو یا سر کو کانوں سمیت کپڑا لپیٹ دو انشاءاللہ نزلہ رک جائے گا اور ساتھ ہی مرض بھی رک جائے گی۔ یا چارپائی کی پائینتی ایک فٹ اونچی کر دو۔ تو سرسام بھی رک جائے گا۔ اگر مرگی کا دورہ ہو تو پرانا جوتا ناک پر رکھو بدبو آئے گی تو فوراً دورہ رفع ہو جائے گا۔ اس کے بعد پھر علاج شروع کر دیں۔

* * *

جس کی زبان اس پر حکمران ہو وہی اُس کی ہلاکت کا فیصلہ کرتی ہے

باب ۱۸

خلاصۂ طب

عناصر اربعہ اور چاروں اخلاط میں طبعی مناسبت کا قانون

آگ اور صفرا:

آگ یعنی اشعات شمسیہ۔ اس میں قوت تحلیل زیادہ ہوتی ہے قوت ہاضمہ بھی زیادہ ہے اس کی عادت تکبر اور غصہ ہے۔ علاج خاموشی روحی فائدہ عقل سلیم۔ بدن میں صفرا رنگ زرد۔ مزہ تلخ۔ قوام رقیق۔ تاثیر گرم خشک۔ وزن کل اخلاط کا ۱/۸۔ وقت دن میں ۹ بجے صبح سے ۳ بجے بعد دوپہر تک۔ سال میں خصوصی موسم۔ جون جولائی اگست عمر ۲۰ سال سے ۴۰ سال تک۔ مقام پتہ۔ نبض۔ صلب (طویل ضیق قوی) یعنی صلب طویل ضیق۔ قوی کو کہتے ہیں۔

ہوا خون میں۔ بدن میں خون۔ قوت جاذبہ۔ رنگ خون سرخ۔ مزہ شیریں۔ قوام معتدل وزن اخلاط کل جسم کا ۱/۱۲ وزن خون کل اخلاط کا ۱/۲۔ وقت دن میں ۳ بجے۔

صبح سے ۹ بجے صبح تک۔ سال میں خاص موسم۔ مارچ۔ اپریل۔ مئی۔ مقام عام جسم نبض عظیم یا شاہق (طویل عریض قوی) عمر جوانی ۲۵ سال تک عادت شہوت۔ عیش پرستی علاج روزہ رکھنا فائدہ مطبع روحی روشنی۔

پانی میں قوت دافعہ بہت ہے۔ بدن میں بلغم۔ رنگ سفید۔ مزہ پھیکا قوام گاڑھا

تاثیر سرد تر۔ وزن کل اخلاط کا ۱/۴ وقت دن میں ۹ بجے رات سے ۳ بجے رات تک۔ سال میں خاص موسم دسمبر۔ جنوری۔ فروری۔ عمر میں ۶۰ سے آخر تک مقام عام جسم۔ ممتلی۔ (عریض بطی قصیر) عادت طمع علاج زکوٰۃ صدقہ فائدہ فروتنی۔

مٹی اور سودا :

اس میں قوت ماسکہ بہت ہے۔ بدن میں سودا رنگ سیاہ۔ مزہ کھبلاہٹ قوام گاڑھا۔ تاثیر سرد خشک۔ وزن کل اخلاط کا ۱/۴ وقت دن میں ۳ بجے بعد دوپہر سے ۹ بجے۔ رات تک سال میں خاص موسم ستمبر۔ اکتوبر۔ نومبر۔ عمر ۴۰ سے ۶۰ تک مقام تلی۔ نبض منخفض (قصیر عمیق بطی) عادت مند۔ علاج استغفار۔

❋

جو شخص اپنے ہر کام کو پسند کرتا ہے اس کی عقل میں فتور ہے

باب ۱۹

طب کا عملی پہلو ایک نظر میں

(۱) حقیقی معالج: حقیقی معالج طبیعت ہے۔ طبیب صرف مددگار اور معاون ہوتا ہے۔

(۲) مرض: کسی خلط کے بگاڑ سے مرض کا آغاز ہوتا ہے۔

(۳) علاج: خلط کو نضیج کریں اور مسہل سے خارج کر دیں۔

(۴) طریقِ علاج: سب سے پہلے مرض کو بڑھنے سے روک دیں۔

(۵) تدبیرِ علاج: ہضم کی درستی، قبض کشائی، بھوک کی درستی، نیند لانے کا اہتمام۔ آدھی بیماری اس سے چلی جاتی ہے۔

(۶) تقویت روح: روح حیوانی کو تقویت پہنچا کر مریض کی قوتِ مدافعت کو بڑھائیں۔ اسے جوشاندہ دار چینی پلائیں۔ یا لونگ، جودار، اور کچور۔ ہم وزن پیس کر برابر چینی ملا کر ایک ماشہ خوراک بذریعہ پانی کھلائیں۔

(۷) ہضم کی درستی: ۲ ماشہ پھٹکڑی ایک بوتل میں حل کر کے تین تولہ فی خوراک دن میں چار بار۔

(۸) قبض کشائی اور بھوک کی درستی: حب تنکار رات کو سونے وقت ایک عدد ایک ہفتے تک۔

(۹) نیند لانے کا طریقہ: سر پر روغن بنفشہ کی مالش۔

(۱۰) نضج بلغم: حب شفا، یا سفوف کچلہ۔ عرق سونف کے ہمراہ دن میں دو بار۔

(۱۱) اسہال کی روک تھام: عرق سونف اور پودینہ دن میں تین بار ۳ تولہ۔

(۱۲) پیچش کا حتمی علاج: اسبغول ثابت ایک تولہ لے کر ۵ تولہ عرق گلاب میں بھگو دیں۔ تین گھنٹے کے بعد کھلا دیں۔

(۱۳) طویل تپ کا علاج: ۱۵ دن سے زائد تپ ہو جائے تو ساتھ ہی جگر کی اصلاح کا انتظام بھی کر لیا جائے

(۱۴) علاج بلا دوا: مرض کے ابھار کے اوقات میں یا شام کو ۴ سے ۵ بجے کے درمیان مریض کی چارپائی کی پائنیتی کم از کم ایک فٹ اونچی کر دیں۔ ایک گھنٹہ یومیہ۔

* * *

جو شخص احسان شناس نہیں وہ محروم ہو جاتا ہے

باب ۲۰

علاج بذریعہ پانی

پانی کی اقسام:

پانی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک شیریں دوسرا بدمزہ۔ شیریں پانی وہ ہے جو نباتات اور حیوانات کی خوراک کے کام آتا ہے۔ غذا کو رقیق کرتا ہے۔ احتراق سے بچاتا ہے مادۂ غلیظ کو رقیق کرتا بدنی گرمی اور خشکی دور کرنا اور سب اعضاء کو تر و تازہ رکھتا ہے

پانی کی دوسری قسم بدمزہ پانی ہے۔ یہ کانوں کا پانی بھی ہوتا ہے۔ مثلاً

(۱) لوہے کی کان کا پانی:

یہ پانی امراض جگر طحال امعا اسہال معدی اور ضعف باہ کے لیے بہت مفید ہے

(۲) پھٹکری کی کان کا پانی:

یہ پانی ہر قسم کے جریان خون وغیرہ کے لیے بے حد مفید ہے۔

(۳) گندھک کی کان کا پانی:

یہ پانی امراضِ خارش خشک یا تر تقشر جلد استرخا وجع مفاصل ریاح سرد عظیم طحال۔ کھانسی تر تعقد عصب بچھو وغیرہ کے زخم وغیرہ کے لیے بے حد مفید ہے۔

(۴) سونے یا چاندی کی کان کا پانی:

یہ دونوں پانی تفریحِ قلب، قوتِ روح و بدن کے لیے نہایت مفید ہے۔

(۵) سوہاگہ اور نمک کی کان کا پانی :

یہ پانی ورم رطوبی۔ قے کرانے ضیق النفس رطوبات حلق و حنجرہ وغیرہ کے لیے مفید ہے۔

(۶) تانبے کی کان کا پانی :

یہ پانی امراض لہات و لوزتین بثور فم اور درد گوش کے لیے مفید ہے۔

(۷) نوشادری پانی :

یہ پانی صفائی جلد و زخم خارش چشم کے لیے مفید ہے۔

(۸) قلعی کی کان کا پانی :

سمن مفرط کرم شکم کے لیے مفید ہے۔

یہ بات واضح رہے کہ کانوں کا پانی تو مل نہیں سکتا اس لیے ہر ایک معدنی پانی گھر پر ہی تیار کیا جاتا ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ لوہا، چاندی، سونا، تانبا، قلعی جس پانی کے بنانے کی ضرورت ہو اس کو تیز گرم کر کے پانی شیرین میں بار بار ڈالیں تاکہ جل کر پانی نصف رہ جائے۔ بس اب استعمال کریں۔ نمک نوشادر سوہاگہ اور ٹھیکری کا طریقہ یہ ہے کہ ۷ ماشہ سے ۱۴ ماشہ تک ۳ پاؤ پانی میں جوش دیں تاکہ پانی کا تیسرا حصہ جل جائے یعنی ۳ پاؤ کا دو پاؤ رہ جائے۔ پھر سرد کر کے استعمال کریں۔ گندھک کا پانی بنانا ہو تو گندھک ۲ ماشہ سے ۳ ماشہ تک بدستور سابق پانی تیار کر لیں۔ یہ وزن پینے یا حقنہ کے لیے ہے۔ نطول اور غسل وغیرہ کے لیے وزن دگنا کر دیں۔

شیریں پانی کے استعمال کے نقصان دہ اوقات :

بعد غذا۔ نہار منہ علی الصباح۔ بعد ریاضت یا سخت حرکت کے بعد۔ بعد حمام

بعد مسہل۔ قوی۔ بعد کھانے ہر میوہ کے اور ہر پھل کے خصوصاً تربوز، کھیرا اور ککڑی کے سونے کے وقت یا خواب سے بیدار ہو کر اور بعد جماع۔ ان اوقات میں پانی پینے سے نہایت پرہیز کرنا چاہیے۔

خراب پانی جو امراض پیدا کرتے ہیں :

سیم کا پانی :۔

وہ پانی جو دریاؤں کے کنارے خود بخود نکلتا ہے معدہ میں جلد متعفن ہو کر رطوبات اور ارواح کو فاسد کرتا ہے۔ بخار ملیریا، ہیضہ اور ضعف جگر پیدا کرتا ہے۔

تالاب کا پانی :۔

یہ پانی امراض اورام و بثور۔ درد چشم۔ پتھری اور نارو پیدا کرتا ہے۔

برفانی پانی اور یخ بستہ پانی :۔

یہ پانی امراض اعصاب ضعفِ جسمانی اور دانتوں کی بیماریاں پیدا کرتا ہے۔

چاہی پانی اور چشمہ کا پانی :۔

ان دونوں کو بیک وقت پینا مضر ہے۔ اس کے علاوہ جھوٹی پیاس میں بھی پانی نہ پینا چاہیے۔ غذا ثقیل۔ کھانے سے اور بلغم غلیظ کے سبب پیاس کاذب لگتی ہے۔

پانی صاف کرنے کا طریقہ :

اگر کوئیں میں کیڑے پڑ جائیں تو بکری کا دودھ کوئیں میں ڈالیں۔ یا کچھوا کنوئیں میں ڈال دیں۔ یا فلٹر کریں۔ بارش، دریا اور نہر کے میلے پانی کو صاف کرنے کے لیے گلِ ارمنی یا پھٹکڑی کو پیس کر ڈالیں۔ برفانی پانی کو صاف کرنے کے لیے عودِ ہندی ڈال کر پکالیں۔ کھلے تالاب یا سیم کا پانی جوش دینے سے صاف ہو گا۔

پانی تلخ اور شور تین بار عرق کشید کرنے سے صاف اور شیریں ہو جاتا ہے اور لکڑی سوختہ کا انگارا اور دہکتا ہوا کوئلہ اور اینٹ یا پتھر تیز گرم کر کے ڈالنے سے بھی پانی کی ہر قسم کی خرابی دور ہو جاتی ہے۔ پانی پینے کے بعد پیاز یا مربا ہلیلہ کھا لینا بھی بمنزلہ تریاق ہے۔

سرد پانی کے اور گرم پانی کے چار درجے ہوتے ہیں۔

درجہ اول یہ ہے کہ جب پانی کی گرمی یا سردی بدن کو غیر محسوس ہو۔

دوم درجہ یہ ہے کہ جب پانی کی سردی یا گرمی بدن کو اچھی طرح محسوس ہو۔

درجہ سوم یہ ہے کہ پانی کی سردی یا گرمی بدن کو متعفن کر دے لیکن قابل برداشت ہو

درجہ چہارم یہ ہے کہ پانی کی وہ سردی یا گرمی بدن کو متعفن کر دے اور قابلِ برداشت نہ رہے اور جسم سرد کر دے یا جلا دے یا سُن کر دے۔ یہ درجہ چہارم سرد ہو یا گرم قابل استعمال نہیں ہے۔ عموماً درجۂ دوم ہی علاج میں مستعمل ہوتا ہے۔ ہر بیمار کے لیے بھی چار ہی درجہ ہوتے ہیں اور ادویہ مفردہ کے بھی چار ہی درجے ہوتے ہیں۔ جن کا ذکر ادویات کے حصہ میں گزر چکا ہے۔

نضج اخلاط بذریعہ پانی:

منضج پکانے والی ہر چیز کو کہتے ہیں۔ اخلاط کے پکنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر مادہ رقیق ہے تو معتدل غلیظ ہو جائے اور اگر غلیظ ہے تو معتدل رقیق ہو جائے تاکہ مختلف القوام سے متفق القوام ہو کر مسہل وغیرہ سے بآسانی خارج ہو سکے۔ بات یہ نہیں ہے کہ دوا خلط کو پکا دیتی ہے بلکہ پکانا تو طبیعت کا کام ہے۔ دوا تو صرف طبیعت کو مدد دینے والی چیز ہے۔

پانی کا منضج دو قسم کا ہوتا ہے کیونکہ اخلاط اربعہ بھی دو کیفیت ہی رکھتی ہیں۔

خون اور صفرا گرم ہیں۔ معدل ان کا سرد پانی ہے۔ بلغم اور سودا سرد ہیں منضج ان کا گرم پانی ہے۔ سرد پانی خلط رقیق کو غلیظ کرتا ہے اور دورۂ اخلاط کی تیزی کو کم کرتا ہے اور حدت و عفونتِ اخلاط کو روکتا ہے۔ اور گرم پانی خلط غلیظ کو رقیق کرتا ہے۔ شکم کو نرم اور ریاح کو تحلیل کرتا ہے اور دوران اخلاط کو تیز کرتا ہے۔ درد کو روکتا ہے اور یہی کام ادویہ سرد یا گرم کا ہے۔ بلکہ ایک فائدہ پانی کے نضج میں زیادہ ہے وہ یہ کہ اگر مرض زوروں میں ہو تو دوا خلط موذی سے متاثر ہو کر فائدہ نہیں کرتی لیکن یہ خوف پانی کے منضج میں نہیں ہوتا۔

طریقہ نضج خون و صفرا:

حدت اور عفونت اور رقت اور دوران کو کم کرنے کے لیے صبح و شام تیسرے درجہ کا سرد پانی حسب برداشت پئیں اور بدن پر سرد پانی کی مالش بذریعہ اسفنج یا تولیہ سے کریں اور پیاس کے وقت وہی سرد پانی پئیں اور غسل بھی کریں تو گرم امراض میں مادے کا نضج تین دن سے پانچ دن تک ہو جائے گا اور اس کے بعد مسہل سے مادہ خارج کیا جا سکے گا۔

منضج بلغم و سودا:

چونکہ یہ دونوں خلط غلیظ ہوتی ہیں اس لیے صبح و شام دوسرے درجہ کا گرم پانی حسب برداشت پئیں اور بدن پر مالش گرم تولیہ تر کر کے کریں۔ دن میں دو دفعہ غسل کریں تاکہ اخلاط کا دورہ جو سردی کی وجہ سے کم ہو چکا ہے۔ اخلاط میں تحلیل اور رقت پیدا ہو کر اس کی روانگی تیز تر ہو جائے گی۔ اس عمل سے بلغم و سودا کا نضج پانچ دن سے سات دن تک ہو جائے گا۔ پھر حسب دستور مسہل دے دیں۔ کیونکہ اگر مسہل نہ

دیا جائے تو مادہ غیر طبعی دوبارہ زندہ ہو کر چند روز بعد پھر بیمار کر دیتا ہے اور اگر بلانضج مسہل دیا جائے تو مادہ رقیق مسہل سے نکل جاتا ہے۔ اور غلیظ نہیں نکلتا وہ مرض کو مستقل کر دیتا ہے جو قابل علاج نہیں رہتی۔ بالعموم تپدق اسی طرح پیدا ہو جاتا ہے ورنہ ابتدًا اپنے آپ کبھی تپدق پیدا نہیں ہوتا۔ ایسی ہی بے احتیاطیوں سے پیدا ہو جاتا ہے۔

* * *

دین کی درستی دنیا کے نقصان سے حاصل ہوتی ہے

باب ۲۱

علاج بلا دوا یا فطری علاج کا قانون

خشک امراض:

خشک امراض خواہ گرم ہوں یا سرد یعنی خشک امراض کی مددگار خواہ گرمی ہو یا سردی مریض کو چارپائی پر چت لٹا کر سر کے نیچے سے تکیہ بھی نکال دیں۔ چارپائی کی پائینتی کے پایوں کو کم از کم ایک فٹ بلند کر دیں۔ ایک گھنٹہ تک مریض سے کوئی بات چیت نہ کریں۔ اگر تپ ہے تو انشاءاللہ ٹوٹ جائے گا اور سرسام یا سدے کی وجہ سے یہ تپ تھا تو پھر بعد میں جلاب بھی دے دیں اگر کوئی مرض اور ہو تو صحت ہو جائے گی۔ یہ عمل اس وقت کریں جب خوراک کھائے ۳ یا ۴ گھنٹے گزر چکے ہوں۔

ترامراض:

ترامراض گرم ہوں یا سرد۔ دن کو وہی عمل بالا کریں فائدہ ہو جائے گا البتہ مکمل صحت نہ ہو گی پھر رات کو مریض جس چارپائی پر سوئے اس کے سرہانے کی طرف کے پائے ۴ انچ یا ۱۶ انچ بلند کر دیں۔ البتہ تکیہ سر کے نیچے ہونا ضروری ہے۔ تمام رات ہر روز مریض اسی طرح سوئے آسان امراض تپ اور درد وغیرہ تو تین دن میں ہی دور ہوں گے البتہ جن مرضوں کا علاج مشکل ہے مثلاً بواسیر۔ موٹاپا۔ قبض۔ نزلہ وغیرہ۔ ان کے لیے ۴۰ دن تک یہ کورس اسی طرح کریں۔ مرض دوبارہ عود نہ کرے گی۔ ورنہ

صحت تو ۳ یا ۴ دن میں ہو ہی جائے گی۔ دن کو کرنے والا عمل ساتھ ہی کرنا ہو تو تین دن ہی کافی ہیں۔

مزید ہدایات:

گرم مزاج آدمی کو صبح سویرے پاخانہ جانے کی اور بلغمی مزاج آدمی کو بوقت عشاء جانے کی عادت ڈالنا زبردست ممدِ صحت ہے۔ اگر کسی مریض کو غشی ہو تو بائیں پہلو پر لٹا دیں۔ فوراً ہوش آجائے گا یا جس پہلو میں درد ہو اس کو نیچے کردو اور اسی پر سو جاؤ فوراً آرام ہوگا۔ یعنی بیمار عضو کو نیچے اور صحت مند کو اوپر کی طرف بلند کردیں۔ فوراً صحت ہوگی یعنی ناف سے اوپر سر تک جس عضو میں تمام بدن میں مرض ہو عمل بالامرقومہ ع۱ پر عمل کرنے سے سب تکالیف دور ہوں گی مواد کا نضج ہوجائے گا اور ناف سے نچلے حصے میں یعنی امعار سے پاؤں تک تو عمل بالا ع۲ پر عمل کریں۔ فوراً آرام ہوگا۔ اگر مرض عسر العلاج ہو یا لاعلاج ہو تو ضرورت کے مطابق ہفتہ بھر کرسکتے ہیں مثلاً تپ دق۔ لاغری۔ خفقان وغیرہ کے ساتھ دوا بھی شامل رکھیں۔ تپ دق سے صحت ہوجائے گی۔ اگر زندگی ختم ہے تو بحالت صحت ختم ہوجائے گا مرض کوئی نہ ہوگا۔ اور بلغمی مزاج مریض کو اور گرم مزاج آدمی کو ہرگز بلا پانی شربت نہ دیں بلکہ پانی کو معمولی میٹھا کرکے دیں۔ لیکن وجع المفاصل کے لیے ہر چوتھے دن عمل بالا ع۱ اور عمل ع۲ کریں۔ یہ مقوی جملہ اعضاء اندرونی ہے روزانہ نہ۔ تین ہفتہ میں صحت ہوگی

واضح رہے کہ اگر مرض سادہ ہے تو ایک یا دو بار عمل ع۱ کا پورا کورس کرنے سے صحت کلی ہوگی اور اگر مرض مادی ہے تو دو تین روز میں نضج مکمل ہوجائے گا اور صحت ہوجائے گی۔ جلاب دے کر مادہ نکال دیں۔ تپ سب کے سب مادی ہوتے ہیں بجز شوق کے اس لیے تپ دق کا علاج علیحدہ لکھا جاچکا ہے۔ بس عمل ع۱ منضج اخلاط ہے اور عمل ع۲ قبض کشا اور مقوی جملہ اعضاء اندرونی ہے۔

❋

باب ۲۲

اجتماعیات واخلاقیات

نکاح کے لیے موزوں عورت کے انتخاب کا قانون

خالق الخلق نے زمینی کائنات کو جوڑا جوڑا پیدا کیا ہے لہٰذا یہ فطری اور ضروری امر ہے نکاح سے مراد شہوت رانی نہیں ہے بلکہ دنیا میں ایک اور گھر کا اضافہ کرنے کے لیے ایک مرد اور عورت کو عوام کے سامنے ان دونوں کی رضامندی سے زندگی کا ساتھی بنانا ہے تاکہ عوام کو ان پر کوئی اعتراض نہ رہے اور ان دونوں کو عوام سے کوئی جھجک نہ رہے اور مرد جو طاقت ور جنس ہے۔ بیرونی کاروبار سے روزی کمائے۔ کیونکہ یہ کام عورت کا فطری نہیں ہے اور عورت خانگی انتظام بچوں کی پرورش کرے جو مرد کی فطرت نہیں ہے۔ دونوں کے اپنے اپنے کام سنبھال لینے سے گھر آباد ہو جائے گا۔ یہی منشاء الٰہی ہے۔

انسان کو اللہ تعالیٰ نے زمین کو آباد کرنے کے لیے اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا ہے اور تمام کائنات کو اس کا خادم بنا دیا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ جو اصلی مالک اور بادشاہ ہے انسان مالک کے احکام جاری کرے۔ عورت طبعاً بلغمی مزاج، سست، شرمیلی اور کم گو ہوتی ہے تاکہ باحوصلہ ہو مرد کی تابعداری اور بچوں کی پرورش کر سکے اور عورت کو والدین کے گھر سے ہجرت کر کے نجانہ مرد اس لیے جانا پڑتا ہے کہ ہجرت تابعداری اور ہوشیاری میں اضافہ کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کے درمیان سے

حجاب اس لیے اٹھا دیا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے جانثار وفادار، خیرخواہ اور ہمراز بن سکیں اس لیے ساتھی کی دیکھ بھال بہت غور وفکر کا کام ہے چونکہ استاد اول والدہ ہے اس سے بلا محنت سیکھا ہوا تمام عمر نہیں بھولتا اور صحیح ہدایت تہذیب اخلاق، خدا پرستی ہر شخص سے نیک برتاؤ صرف مذہب ہی سکھاتا ہے لہٰذا عورت کو مذہبی تعلیم کی اشد ضرورت ہوتی ہے اور جو تعلیم مادری زبان میں حاصل کی جائے اس میں دماغ حیرت انگیز طور پر ترقی کرتا ہے اور پھر بھی کمزور نہیں ہوتا کسی غیر زبان کی تعلیم دماغ کو کمزور کر دیتی ہے۔ اس سے بچنا اشد ضروری ہے اور جدید مغربی تعلیم سے عورتیں گھر بنانے کے قابل نہیں ہوتیں۔

یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ عورت میں کوئی متعدی اور جدی مرض نہ ہو۔ کیونکہ اولاد عورت کی شکل ہوتی ہے، شکل وصورت، عقل، عادت۔ قسمت امراض سب عورت کی طرف سے آتے ہیں۔

جب نکاح کر لیا جائے تو عورت کے ساتھ ایسا سلوک ہونا چاہیے کہ اس کو حتمی یقین ہو جائے کہ خاوند سے بڑھ کر میرا ہمدرد دنیا میں اور کوئی نہیں ہے اور اس کو سابقہ والدین کا گھر معہ متعلقین سب بھول جائیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو اپنے پاس بٹھا کر باتیں سننے کی عادی بناؤ۔ اپنے اندر اس کی دلچسپی پیدا کرو تاکہ کسی اور کی بات ہی اسے پسند نہ آئے۔ تو اب تمہاری ہدایات کا اثر اور اس پر پورا پورا عمل ہوگا اور وہ تابعداری کا پتلا بن جائے گی۔ عورت کا استاد صرف خاوند ہی ہو اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

خانگی آبادی سے ہی آرام کا آغاز ہوتا ہے۔ گھر کی آمدنی اور خرچ سب اس کے ہاتھ میں دے دیں اور کبھی کبھی ایسی طرز سے محاسبہ کریں کہ اس کو یہ ثابت نہ ہو کہ میرا حساب لیا جا رہا ہے۔ بس ہنسی مذاق اور خوش طبعی میں ہی اندازہ لگا لیں مثلاً

آپ نے سوال کیا کہ گھر میں کچھ پیسے ہیں۔ وہ جواب دے گی کہ چار دن ہوئے آپ نے اتنے پیسے دیے تھے جن سے فلاں چیز خریدلی۔ یہ کام کیا وہ کام کیا۔ باقی اتنے میرے پاس موجود ہیں۔ وہ خود بخود ہی تمام حساب سنا دے گی اور اسے امتحان کا علم ہی نہ ہوگا۔ علمی اور فلسفیانہ گفتگو کی عادی کرنے سے وہ عقل مند ہو جائے گی اور فضول عورتوں سے متنفر ہو جائے گی جو بالعموم بانیٔ فساد ہوتی ہیں۔ جب باتیں کرتے ہوئے رغبت کے آثار دیکھیں بات کا رُخ خدا کی توحید اور خدا اور رسولؐ کی تابعداری کی طرف پھیر دیں عبادت اور اس کے فوائد اور اصولِ پرورش بچگان بتائیں اور ایسی باتوں سے پرہیز کرنا سکھائیں جو برادریوں میں اختلاف پیدا کریں اور رسومات غیر شرعی سے نفرت دلائیں اور ہر شخص سے اچھے سلوک سے پیش آنا سکھائیں۔

مخلوق پر اعتماد رسوائی ہے

باب ۲۳

انسانی پیدائش کا قانون

انسانی پیدائش کا قانون بھی موسم کا پابند ہے۔ ہر پیدائش اپنے اپنے موسم میں ہوتی ہے۔ عورت کا موسم ہر حیض ہے۔ حیض سے تین دن پہلے اور تین بعد موسم حمل ہے۔ ان دنوں میں جماع کرنے سے حمل بالعموم ضرور ہو جاتا ہے لیکن ان چھ دنوں کے علاوہ مہینہ کے باقی دنوں میں جماع کرنے سے ہرگز حمل نہیں ہوتا۔ انسانی پیدائش میں سات حالتیں تبدیل ہوتی ہیں اور چار انتقال وجودی ہوتے ہیں۔ پہلی تبدیلی نطفہ سے علقہ یعنی منجمد خون جو ۴۵ دن میں بنتا ہے۔ دوسری تبدیلی علقہ سے مضغہ یعنی گوشت کا ٹکڑا یہ بھی ۴۵ دن میں بنتا ہے۔ تیسری تبدیلی مضغہ سے بچہ بننا۔ یہ بھی ۴۵ دن میں ہوتا ہے۔ یہ کل ۱۳۵ دن ہیں جو نصف مدت حمل ہے۔ پھر روح پیدا ہوتا ہے بلکہ نصف مدت حمل پر روح پیدا ہونے کا قانون تمام حیوانات میں رائج ہے۔ چوتھی تبدیلی بچہ سے جوانی تک ہوتی ہے۔ اس عرصہ میں تبدیلی کے کئی مدارج ہیں یعنی روح سے فیض یاب ہونے کے بعد ۱۳۵ دن گزرنے پر دنیا میں آتا ہے پھر ۱۳۵ دن گزرنے پر دانتوں کی جگہ بنتی اور بیٹھنا سیکھنے لگتا ہے۔ پھر ۱۳۵ دن گزرنے پر دانت نکل آتے ہیں۔ پھر ۱۳۵ دن میں باتیں کرنا سیکھتا ہے یعنی ہر ۱۳۵ دن پر کچھ تبدیلی سات سال تک ہوتی رہتی ہے۔ یہ بچپن اول ہے پھر سات سال بعد یعنی ۱۴ سال تک بچپن اوسط ہے۔ پھر سات سال یعنی ۲۱ سال تک ہر بچپن ختم اور جوانی شروع ہو جاتی ہے اسی طرح جوانی کا حصہ اول ۲۸ سال کی عمر تک ہے۔ ہر حصہ اوسط ۳۵ سال کی

عمر تک ہے اور ۴۲ سال پر جوانی ختم ہو کر سن وقوف شروع ہو جاتا ہے۔ پانچویں تبدیلی جوانی سے کہولت تک کی ہے اس کے تین حصے ۶۳ سال کی عمر پر ختم ہوتے ہیں اور بڑھاپا شروع ہو جاتا ہے اس کے بھی تین حصے ہیں جو ۶۳ سے ۸۴ کی عمر تک ہیں۔ ساتویں تبدیلی ارزل العمر ہے جو ۸۴ سال کی عمر سے ۱۰۵ سال کی عمر پر ختم ہوتی ہے اور نیا دور بچپن سا ہوتا ہے مگر طاقتیں پیدا نہیں ہوتیں۔

انسان کی عمر دنیا سات پر تقسیم ہوتی ہے۔ ہر سات برس میں ترقی کے وقت میں ترقی اور تنزل کے وقت میں تنزل بڑھتا رہتا ہے۔ ان سب تبدیلیوں میں جو امراض پیدا ہوں ان کا علاج بھی ہو سکتا ہے۔

چار انتقال وجودی ہیں۔ پہلا انتقال نطفہ صلب پدر سے رحم مادر میں جاتا ہے دوسرا انتقال رحمِ مادر سے منتقل ہو کر عالم دنیا میں آتا ہے۔ تیسرا انتقال عالم دنیا سے منتقل ہو کر عالم برزخ میں جاتا ہے۔ چوتھا انتقال عالم برزخ عالم عقبےٰ میں جاتا ہے جو نقائص کسی عالم میں پیدا ہوں ان کا علاج بھی اسی عالم میں ہو سکتا ہے۔ بعد انتقال دوسرے عالم میں جا کر علاج ممکن نہیں ہے۔

مثلاً نطفہ کا علاج صلب پدر میں تو ہو سکتا ہے رحم مادر میں آ کر نہیں ہو سکتا اور رحم میں پیدا شدہ امراض کا علاج رحم میں تو ہو سکتا ہے لیکن دنیا میں آ کر نہیں ہو سکتا اور دنیا میں آ کر جو روحانی امراض گناہ اور خلاف ورزی احکام الٰہی سے پیدا ہوتے ہیں ان کا علاج بھی دنیا میں ہی توبہ۔ عمل صالح، ترک بغاوت اور اطاعت خداوندی سے ہی ہو سکتا ہے لیکن عالم برزخ میں جا کر نہیں ہو سکتا اور عالم برزخ میں جو معیار مقرر ہو گا۔ عالم عقبےٰ میں اسی معیار کے مطابق اوزانِ اعمال ہو کر جزا یا سزا کا مستحق قرار پائے گا عالم عقبےٰ آخری اور دائمی قیام گاہ ہے لہٰذا وہاں جزا و سزا بھی دائمی ہے۔

یہ دنیا:

یہ دنیا بھی ایک فرد کی مثل ہے۔ دنیا کی ابتدا میں عمر انسان کی کئی سو سال ہوتی تھی کیونکہ دنیا کا بچپن تھا جس میں بچہ کے پورے کفیل والدین ہی ہوتے ہیں اور بچہ کا مکمل بھروسہ انہی پر ہوتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت نوح علیہ السلام تک سب آدمی بے ریش نوجوان ہوتے ہیں اس دور میں انسان کو فنِ شریف تعمیر کردار سکھایا گیا ہے درختوں کے پھل اور نرم پتے اس کی خوراک تھی اور چمڑا پہننے کو تھا۔ بس خدا ہی کفیل تھا اسی پر بھروسہ تھا۔ سفر اور ریاضت کا زمانہ تھا دنیا کا بچپن تھا اور دنیا میں ابھی کوئی عذابِ الٰہی نازل نہیں ہوا تھا۔ حضرت نوح سے حضرت ابراہیم علیہ السلام تک دنیا کی جوانی کا وقت تھا۔ سب آدمی سیاہ ریش جوان رہتے تھے وہ دنیا کی دورِ جوانی کی غفلت اور بدکرداری اور غرور کا زمانہ تھا لہٰذا عذابِ الٰہی آتے رہے لیکن دنیا پھر بھی نہ سمجھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک سن و قوت کہولت کا وقت تھا۔ یہ زمانہ تجربہ کاری کا زمانہ ہے۔ لہٰذا تمام فنون ہوائی سفر آسمان پر جانے کی خواہش ظہور میں آئیں اور کفار پر عذابِ الٰہی نازل بھی ہوتے رہے اور خدا پرستوں کی بخوشی امداد کی جاتی رہی۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا پر بڑھاپا شروع ہوا اب دنیا بوڑھی ہو چکی ہے اور اس کا آخری وقت ہے چونکہ بوڑھا قابل رحم ہوتا ہے اس لیے اب اس پر عذابِ الٰہی نازل نہیں ہوتے۔ بوڑھا عمر کے اس زمانہ میں لاٹھی کے سہارے چلتا ہے محنت مشقت کے قابل نہیں ہوتا عقل اور تجربہ کا دور ہے لہٰذا دنیا والوں کے لیے بوڑھوں کے مناسب حال خوراک لباس اور سواری موجود ہے۔

یہ قانون قدرت ہے کہ مخلوق کو اس کے مناسب حال گزارہ دیا جاتا ہے جس قدر

بوجھ اٹھا سکیں اسی قدر اس پر لادا جاتا ہے جس قدر اپنے آرام کے طریقے سے وہ خود پیدا کریں اسی قدر بیرونی فطرت کی امداد کم کردی جاتی ہے جن کاموں کو عوام ترقی سمجھ رہے ہیں یہ درحقیقت دنیا کا تنزل ہے امداد ربانی کم ہو رہی ہے حکومت۔ دولت۔ آرام طلبی عیش پرستی اور افلاس چاروں اس دور میں گمراہی کے سامان بن گئے ہیں۔

باب ۲۴

بچوں کی پرورش کا قانون

انسان میں جوہر انسانیت پیدا کرنا اور اسے ترقی کے زینہ پر کھڑا کرنے کا یہی زمانہ ہے مگر افسوس کہ جاہل مائیں بچے کی پرورش کے قوانین سے ناواقف ہونے کی وجہ سے اپنے پیارے بچے کو بدعادات کا مجسمہ بنا دیتی ہیں۔

میں نے اپنے ابتدائی زمانہ تعلیم میں علم التعلیم کی ایک کتاب میں ایک دانا انگریز کا یہ قول پڑھا تو نہایت متاثر ہوا کہ " والدین اپنے بچہ کو ۱۸ ماہ کی عمر ہونے تک جو کچھ سکھا سکتے ہیں پھر وہ تمام عمر اسے نہیں سکھا سکتے ہیں "۔ اس ماہر تعلیم کے اس فقرہ نے مجھے حیران کر دیا کہ اس عمر میں بھلا کیا سکھایا جا سکتا ہے۔ مدت تک اس کا یہ قول میرے دل میں کھٹکتا رہا۔ پورے سات سال کے بعد اس کا حل مجھے ایک قرآنی آیت سے معلوم ہوا۔

بہت غور و فکر کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا جس کی طرف اس مرد دانا نے

اشارہ کیا تھا۔ اس سے مجھے پرورشِ اطفال کا ایک انوکھا سبق ملا۔ اور میں نے اس موضوع پر بہت کچھ سوچا اور لکھا۔ ایک طبیب کی حیثیت سے میں جس نتیجے پر پہنچا ہوں وہ یہ ہے کہ جب یہ یقین ہو جائے کہ عورت حاملہ ہو گئی ہے تو مرچ سیاہ ۵ تولہ اور اجوائن دیسی ۵ تولہ ملا کر موٹا سفوف بنا لیا جائے اور ہر روز بقدر ایک ماشہ صبح پانی سے نگل لیا جائے۔ اس عمل سے لازماً اولاد نرینہ ہی ہو گی۔ باذن اللہ تعالیٰ اور ساتھ ہی اولاد ہوشیار اور ذہین ہو گی۔ دورانِ حمل عورت یاوہ گو عورتوں کی مجلس سے پرہیز کرے۔ صاف ستھرا سفید لباس پہنے۔ رہائشی کمرہ مصفا سفیدی کردہ ہو۔ حاملہ کی خوراک مصفیٔ خون اور زود ہضم ہو۔ گھر کے ہلکے کام کاج میں وہ مصروف و مشغول رہے فارغ اوقات میں دینی اور علمی اور تفریحی کتابوں کا مطالعہ کرے۔ اس کا شوہر اکثر اوقات اس کے پاس بیٹھ کر اس کا حوصلہ بڑھائے اور اس کے سامنے بہادروں اور نیک خو لوگوں کی گفتگو اور کہانیاں بیان کرے۔ صالحین کے حالات پڑھنے سننے سے اس کے جسم میں اثر اور دماغ میں تصور اور خیالات میں اُمنگ پیدا ہو گی۔ بہتر ہے کہ ہر کام کے لیے خواہ وہ گھر کے ہوں یا پڑھنے لکھنے سننے یا مطالعہ کتب وغیرہ کے۔ ان کا ایک پروگرام مرتب کرے اور ہر کام نہایت سلیقے سے اپنے مقررہ وقت پر کرے اس سے بچے میں فطرتاً پابندیٔ وقت محنت اور نیک خیالی مرکوز ہو جائے گی عورت دن کو چارپائی پر لیٹنا چھوڑ دے اور ہر کام محنت اور سلیقہ سے مسلسل کرتی رہے کسی وقت بھی رنج اور غصہ طبیعت میں نہ آنے دے۔ خوش رہنے کے تمام جائز وسائل مہیا رکھے۔ فرحت قلب کے لیے کوئی عمدہ سا نسخہ مفرح قلب تیار رکھے۔

جب ولادت کے دن قریب آئیں تو بدن کے نچلے حصہ کو روزانہ مالش کرے۔ اس سے ولادت کی تکلیف بالکل نہ ہو گی۔ جس وقت بچہ پیدا ہو تو اسے اوندھا

لٹا کر ناڑو کو خوب بھینچ کر صاف کیا جائے اور ناڑو کو چار گرہ کے فاصلہ سے کاٹ دیا جائے اور زچہ کو زود ہضم غذا دی جائے۔ مثلاً دلیا، گندم میٹھا پکا کر اور ضرورت کے مطابق مناسب گھی ڈال کر کھلایا جائے۔ کوئی دیر ہضم و قابض اور طاقت ور غذا نہ دی جائے زچہ کا معدہ ایسی چیزوں کو ہضم نہیں کر سکتا۔ صبح کے وقت ناشتہ میں اور ۳ بجے بعد دوپہر گرم چائے پلائی جائے۔ چار روز گزرنے کے بعد پھر زود ہضم اور مقوی غذا شروع کر دی جائے۔ مثلاً دودھ، گوشت، مرغ و بٹیر وغیرہ۔ ۱۵ دن کے بعد ہر قسم کی مقوی غذا دی جائے پھر اس کے بعد کسی چیز کی پرہیز کی ضرورت نہیں ہے مگر ایسی چیز سے لازماً پرہیز کیا جائے جو خون نفاس کو بند کرے وہ ہرگز نہ دیں اور گاجر مولی یا ایسی چیزیں جو مضعف معدہ اور قابض ہوں۔ ان سے بچے کے دودھ کی مدت تک پرہیز کریں۔

بچے کی پرورش کے بنیادی اصول:

(۱) بچہ کی پرورش کا پہلا اصول یہ ہے کہ بچہ کو ایک علیحدہ چھوٹی چارپائی پر لٹا کر والدہ کی حفاظت میں دے دیا جائے جب بچہ کو بھوک لگے گی تو ماں کا دودھ بھی جوش کرے گا بس اس وقت ماں بیٹھ کر دودھ پلائے یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کبھی لیٹ کر دودھ نہ پلایا جائے۔ جب تک دودھ جوش نہ کرے یعنی بچہ کو بھوک نہ لگے ہرگز دودھ نہ پلائے۔ کبھی بچہ کو اپنے پہلو میں نہ سلائے کہ بخارات آدمی کے زہریلے ہوتے ہیں۔

(۲) جب تک دانت نہ نکلیں دودھ کے سوا اور کوئی غذا نہ دے اگرچہ والدہ کا دودھ کم ہی کیوں نہ ہو۔ اگر دودھ بہت کم ہو تو اس کا علاج کیا جائے۔ اگر علاج سے بھی دودھ کی کمی پوری نہ ہو تو پھر گائے کا دودھ بہتر ہے جس میں برابر کا پانی ملا کر ایک جوش دیا گیا ہو اور تھوڑا میٹھا بھی ملا ہوا ہو۔ کسی حالت میں بچہ کو گود میں بار بار

نہ لیں اور نہ کھلائیں۔ ظاہری پیار کی کوئی ضرورت نہیں ہے بلکہ بچہ کو پڑا ہوا خود ہی ہاتھ پیر مار کر کھیلنے دیں۔ اس فطرتی ورزش میں ہرگز دخل نہ دیں جو قدرت اس سے کرواتی ہے ورنہ بچہ کو رونے کی عادت پڑ جائے گی اور یہ رونے کی عادت بچہ کو بزدل اور ہر بدعادت کا گہوارہ بنا دے گی۔ بچہ کو ہمیشہ پیٹ کے بل لٹایا کریں۔ اس سے اس کا ہضم قوی ہوگا اور قبض نہیں ہوگی۔ اور اس کی ریڑھ کی ہڈی جو ستون بدن ہے مضبوط ہو کر دماغ اور اعصاب بھی قوی ہو جائیں گے اس طرح بچہ سال کے اندر ہی چلنے لگ جاتا ہے۔ اس کے اندرونی اعضاء قوی ہو جاتے ہیں وہ بیمار نہیں ہوتا۔ اور اگر رونے کا عادی ہو گیا ہو تو بھی اس کا رونا ختم ہو جاتا ہے اور پھر تمام عمر کمزور نہیں ہوتا کیونکہ ستون بدن مضبوط ہو جاتے ہیں۔ اب نہ اس کا دماغ کمزور ہوگا اور نہ دیگر امراض ہوں گے اور اگر پشت کے بل لٹایا جائے تو تمام فوائد مذکورہ بالا معدوم ہو جاتے ہیں۔

یاد رکھیے کہ تمام بیماریاں اور کمزوری اعضاء اور برے خصائل والدہ کی گود سے ہی نکلتے ہیں اور زیادہ لاڈ پیار سے ہی پیدا ہوتے ہیں تہذیب، سلیقہ اور ہدایت صرف رعب اور خوف سے ہی آ سکتی ہے اس لیے بچوں پر باپ کا رعب ہونا چاہیے اس لیے باپ کو بچوں کو اٹھانا، کھلانا اور لاڈ پیار اور والدہ کی سی شفقت نہ کرنا چاہیے ورنہ باپ کا رعب جاتا رہے گا۔ اور آگے چل کر بچہ نافرمان اور بدعادت ہو جائے گا اور پھر اس کا کوئی علاج نہ ہوگا۔

والدہ کے لیے لازم ہے کہ وہ بچے کو روزانہ غسل دے اور کپڑے بدلے اور اسے صاف ستھرا رکھے۔ ضرورت کے مطابق تھوڑی دیر بعد پاخانہ پیشاب کروا کر لٹا دیا کرے۔ صرف تین چار دن کی کوشش سے ہی بچہ زمین پر ٹٹی پیشاب کرنے کا عادی ہو جائے گا اور حاجت کے وقت وہ خود نتھنے پھلائے گا اور ہاتھ

پیر مارے گا جس سے والدہ کو خود بخود معلوم ہو جائے گا کہ بچے کو حاجت ہے چنانچہ وہ اسے اٹھا کر حاجت کرا دے اور پھر بستر پر لٹا دے۔ گود میں ہرگز نہ لے۔

جب بچہ زمین پر گھسٹنے لگے تو پھر اس سے صرف زبانی پیار کیا جائے جب اس کے دانت نکل آئیں اور وہ بیٹھنے لگ جائے تو روٹی کھاتے وقت والدہ اسے اپنے ساتھ بٹھائے تاکہ وہ روٹی کھانے کا نمونہ دیکھے مگر اس سے یہ نہ کہا جائے کہ کھا۔ رفتہ رفتہ جب وہ خود ہی ہاتھ بڑھانا شروع کرے تو روٹی کا ٹکڑا ٹکڑا دیا جائے اور جب وہ کھانے لگے تو اسے اپنے ساتھ کھلایا جائے مگر اپنے ہاتھ سے ہرگز نہ کھلائیں، البتہ بہت چھوٹے چھوٹے لقمے بنا کر اس کے پاس رکھ دیں، کیونکہ والدہ کو اس کی بھوک کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ جب وہ خود کھائے گا تو سیر ہو کر خود ہی چھوڑ دے گا نیز شروع پرورش سے ہی اسے سویرے جاگنے یعنی چار بجے صبح سے جاگنے کا عادی کر دیا جائے تاکہ اس کا دماغ طاقت ور اور دانشمند بن جائے۔

یاد رکھیں کہ رات کو روٹی کے بعد کبھی پانی نہ پلایا جائے اور نہ بچے کو پلائیں، اس سے نزلہ پیدا ہوتا ہے اور بچوں کی آنکھیں پانی پینے پلانے سے ہی دکھنی شروع ہو جاتی ہیں، ان فطری قوانین پر عمل کرنے سے بچہ خود بخود دو سالہ ہونے پر دودھ چھوڑ دے گا۔

البتہ جب ابھی دو سال میں سے بھی تین ماہ باقی ہوں تو رات کو دودھ دینا بند کر دیا جائے اور صبح اور تین بجے شام کا وقت مقرر کر دیا جائے۔ چند روز بعد پھر صرف صبح رہنے دیا جائے۔ پھر کچھ دن اس کی یہ عادت ہی جاتی رہے گی۔ یہی طریقہ بچوں کی پرورش کا ہے۔ اس پر جوں جوں عمل کیا جائے گا، اور تجربات ہوں گے بچوں میں جو جو عادات نیکی، فرمانبرداری، سلیقہ، سعادت مندی۔ خدمت شعاری اور شرافت پیدا کرنا مطلوب ہوگا وہی عادات ہم پیدا کر سکیں گے۔

۱۵ سالہ عمر تک بچوں کو معمولی خوراک دی جائے پھر ۱۵ سے ۴۰ سال کی عمر

تک عمدہ مرغن اور طاقت ور غذا دی جائے۔

اس کے بعد پھر وہی پہلے جیسی غذا دی جائے، سادہ معمولی اور زود ہضم۔ کسی علم وہنر یا معرفت الٰہی میں ترقی کرنے کے لیے بچپن سے ہی بچہ کی پرورش میں ایسے خیالات و عادات پیدا کرنے ضروری ہوتے ہیں۔ بچہ کو چار چیزوں سے تو قطعی ناواقف کر دینا ضروری ہوتا ہے۔ (۱) غم۔ (۲) غصہ (۳) فکر اندیشہ اور (۴) غیر ممکن خیالات کی سوچ بچار۔ غیر ممکن خیالات تو مرض حمق کی علامت ہے مگر ممکن خیالات جن کے کرنے کا بھی کوئی مصمم ارادہ نہ ہو وہ بھی غیر ممکن میں ہی داخل ہیں یہ جائز ہوں یا ناجائز یا ایسے خیالات جن میں عقلِ انسانی کے احاطۂ علم سے باہر ہیں یا وہ علم انسان کو نہیں دیا گیا ہے مثلاً ذات رب العالمین میں غور کرنا حد عقل سے باہر ہے چونکہ اللہ تعالیٰ غیر محدود ہے جو چیز حد عقل میں آسکتی ہے وہ غیر محدود نہیں ہو سکتی۔ صرف وحدانیت اور پیدائش عالم کی کاریگری پر جو حدِ عقل میں ہے غور کرنا جائز ہے اور اس کی ذات کو غائبانہ بلا دلیل بلا چون و چراں تسلیم کرنا ضروری ہے۔ بچے کو پرہیزگاری اور خدا پرستی سے خواہشات نفسانی پر مکمل قابو پا کر ان کو شریعتِ اسلام کے قوانین کے ماتحت چلانے کا بچپن سے ہی عادی کرنا چاہیے کیونکہ بچپن کی عادت پختہ ہو کر پھر فطرت ثانیہ بن جاتی ہے اور انسان صحیح مسلمان ہو کر نجات اخروی کا امیدوار ہو جاتا ہے۔ اور اعمال قبیحہ سے متنفر ہو کر شیطان کے پنجہ سے نکل جاتا ہے اگر اس سے غلطی ہو بھی جائے تو روح ملامت کرتی اور دل کو شرم آتی ہے خوفِ خدا غالب ہونے پر انسان توبہ کرنے سے مطمئن ہوتا اور معافی ہونے سے دل میں اطمینان پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ دنیا میں انسان ہی خلافت کا عہدہ اور اشرف المخلوقات کا خطاب لے کر آیا ہے یہ عہدہ انسان کے سوا کسی نوری کو یا ناری کو نہیں ملا ہے۔ کیونکہ کرۂ ارض سب سے نیچے ہے یہ متکبر نہیں ہے عاجز ہے۔ زمین سب کے

پاؤں تلے روندی جاتی ہے عاجزی ہی خدا کو پسند ہے۔ اس لیے کائنات کے حقیقی مالک کے قوانین سے انحراف یا تامل کرنا نہ ہی کسی کو زیب دیتا ہے اور نہ ہی ان سے انحراف کر کے دنیا کے لوگ ترقی کر سکتے ہیں۔

خدا کے بندو اللہ تعالیٰ کے ایسے تابعدار بنو کہ اللہ واحد کی محبت کے سوا کوئی دوسری بات تمہیں کسی سے نہ رہے تاکہ دنیا کی باتوں کی طرف سے بے نیازی اور خاموشی اور ایسی تنہائی تم اختیار کر سکو کہ جہاں کوئی آواز نہ آئے وہاں تمہاری توجہ ہو۔ ایسی عبادت کرنے سے تم اپنے مالک کی طرف سے مبشرات کے ذریعے مطمئن ہو جاؤ گے البتہ یاد رکھو کہ یہ موقعہ بھی شیطانی وساوس سے یکسر خالی نہیں ہے۔ انسان کے احساس کے کانوں میں کسی بات سے متعلق کوئی آواز آنا حدیث النفس بھی ہوتا ہے اور مکالمہ الہٰی بھی۔ لیکن حدیث النفس تو الہام شیطانی ہوتا ہے جو سراسر گمراہی ہے۔ اور جس کے کوئی معانی بھی صحیح نہیں ہوتے البتہ مبشرات صحیح بات کی خبر دیتے ہیں اور انسان کا دل ان پر مطمئن ہو جاتا ہے۔ اللہ کے انعامات پر غور کرنا سیدھا راستہ اور صحیح غور و فکر ہے۔

* * *

سخی کا کھانا دوا ہے اور بخیل کا کھانا مرض ہے

باب ۲۵

نفسِ امارہ پر قابو پانے کا قانون

انسان کے جسم کو اس کی روح سے الگ کر کے نہیں رکھا جا سکتا۔ نفسِ امارہ روح کا دشمن ہے۔ نفس امارہ یا شیطان جس نے انسان کی روحانیت کو سلب کرنے کے لیے اس کے دل پر پنجہ مارا ہوا ہے اس کی پیدائش کے چار عنصر ہیں۔ روح کی صحت جسم کی صحت پر اثر انداز ہوتی ہے اس لیے اسے بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ان عناصر کا چارٹ اور علاج اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں۔

البتہ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ روح کو جسم پر بہتری حاصل ہے۔ اس لیے کہ روح نہ ہو تو جسم مردہ اور فانی ہے اور روح کو فنا نہیں ہے وہ عالم بالا میں حکم ربانی سے موجود ہے۔ دوسرے انسان کا حقیقی تشخص روح سے ہے جسم سے نہیں ہے۔ روح نکل جانے کے بعد لوگ کہتے ہیں کہ فلاں آدمی مرگیا ہے اور اس کا جسم دفن کر دیا جاتا ہے۔ اس لیے روح کی اہمیت اور بالاتری شبہ سے بالاتر ہے۔ نفس امارہ روح کو پراگندہ کرتا ہے۔ اس لیے اس پر قابو پانے سے انسان روحانی اعتبار سے بلند ہو جاتا ہے۔ نفس امارہ پر قابو پانے کا چارٹ ملاحظہ کریں۔

۱	۲	۳	۴	۵
نفس امارہ کے یا شیطان کے اثرات	کن وجوہات سے طاقت ور ہوتا ہے پیدائش کے اسباب	انسان کو کیا نقصان ہوتا ہے	اس کا علاج صحت بخش اور مجرب	روحانیت کو کیا فائدہ علاج میں ہوتا ہے
(۱) تکبر اپنے آپ کو بڑا سمجھنا	دنیا کی زنانہ رسومات عورتوں کی معرفت قبضہ کرتا ہے	دنیا کی نظروں میں ذلیل اور بے عزت اور غربت	استغفار زیادہ کرنا نماز میں لمبا قیام اور کلمہ تمجید	روحانیت ترقی کر کے طاقت ور ہوتی ہے۔
(۲) غصہ غیر شرعی رنج	ضد سے بڑھتا ہے اس میں بھی عورت کا دخل ہے	عقل سے دوری اور مختلف جرائم کا ارتکاب	خاموشی اور دل میں کلمہ تمجید آیتہ کریمہ	عقل سلیم اور خوشنودی فروتنی اور اللہ کے سامنے عجز
(۳) طمع حرص وہوا یعنی خواہشاتِ نفسانی	لوگوں کی کمائی پر نظر رکھنا۔ مفت خورہ بننا	دروغ گوئی اور ہر شخص سے مرعوب رہنا	توکل اور صبر کی عادت کرنا۔ اپنی کمائی پر تکیہ کرنا	رزق میں اور ہر کام میں برکت اور عزت بڑھتی ہے
(۴) شہوت عورتوں سے اختلاط	راگ اور عشقیہ ناول۔ تماشہ و سینما سے لگاؤ	بزدلی۔ روح کو سیاہ۔ مکر و فریب کرتا ہے	روزے کثرت سے رکھنا۔ عورتوں کی مجلس سے پرہیز کرنا اور لاحول کا ورد کرنا	روشن ضمیری۔ اور اللہ سے تعلق اور راسخ الاعتقادی

خالق مالک بادشاہ کائنات خداتعالیٰ کے احکام کا اتباع مخلوق کا فرض اور حق ہے جو خواہشات احکامِ الٰہی کے اتباع سے بغاوت پیدا کرتی ہیں انہیں کا نام شیطان ہے جس کو مجسم کر کے آدمی کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔

نفس امارہ ایک غیر تربیت یافتہ گھوڑے کی طرح ہے اگر اس کے منہ میں لگامِ شریعت دے کر اس پر مضبوط سواری کی جائے تو یہ عرش معلی پہ لے جاتا ہے اور اس پر قابو نہ پایا جائے تو وہ دوزخ میں لے جاتا ہے۔ آدمی کی پیدائش کا یہی راز ہے نفس امارہ درست شدہ کا نام ہی نفس مطمئنہ ہے جو نور محض ہے۔ یہی تابع شدہ وہ براق ہے جس نے جناب سرور کائنات ؐ کو معراج کرایا تھا اس کی شکل کسی عارف نے نہایت صحیح بنائی ہے۔ تکبر۔ اوپر کو چڑھنا اس کا خاصہ ہے۔ چستی تیزی غصہ کا خاصہ ہے چار پایوں کا جسم طمع کی علامت ہے۔ چہرہ، سینہ خوبصورت عورت کا شہوت کی علامت ہے مگر شاہ سوار کے نیچے تابع اور مسلمان ہو چکا ہے اس لیے جبرئیل وہاں نہ پہنچ سکا۔ جہاں وہ لے کر چلا گیا اور معراج کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں۔ جو شخص ان خصائل اربعہ میں مشغول ہو کر ان کا تابعدار ہوا وہ دوجہاں میں ذلیل اور بے عزت اور خوار ہو گیا جس شخص نے ان کا مقابلہ کر کے ان کو تابعدار بنا لیا اور شریعت اسلام کے ماتحت ان سے خوب کام لیا وہ نور علیٰ نور ہو گیا جو شخص مقابلہ چھوڑ کر بھاگ کر تارک دنیا ہو گیا وہ اپنے آپ کو تو بچا لے گیا مگر بہادری کا تمغہ اور عالی مرتبہ سے محروم رہا۔

باب ۲۶

ولائت وکرامات

یاد رکھیے کہ انسانی سرشت میں نیکی کے ساتھ بدی بھی ہے اور اس کی فطرت میں یہ چاروں خصائل آتشی ہیں۔ جب تک جسم میں مادۂ منویہ بڑھتا ہے یہ بھی بڑھتے ہیں اور جب کم ہونا شروع ہوتا ہے تو یہ بھی کم ہوتے چلے جاتے ہیں اور ظاہری اسباب دنیا مثلاً خاندانی دولت وحکومت بھی یہی کام کرتی ہے۔ انسان کی گمراہی کے یہی دو بڑے سامان ہیں اس لیے فرقہ صوفیا نے ان کے قلع قمع کے لیے مختلف طریقے ایجاد کیے ہیں جن میں بہت سے غیر شرعی ہیں۔ اگرچہ کشف وکرامات بھی ظاہر ہونے لگتے ہیں لیکن یہ سب کچھ دنیا کے لیے مشقیں ہیں جن کا مسمریزم سے بھی کچھ تعلق ہے۔

ولی کے لیے کشف وکرامات لازمی نہیں ہیں ولایت تو یہ ہے کہ ان خصائل پر خدائی اصولوں کے ماتحت ضبطِ نفس کے ذریعے قابو پایا جائے اور ان سے خدائی احکام کی تابعداری کا کام لیا جائے تاکہ ان میں برائی کی طاقت نیکی سے بدل جائے اور انسان مقرب بارگاہِ الٰہی ہو جائے۔ خدا کی قربت سے ہی انسان کے ہاتھ خدا کے ہاتھ اور اس کے پاؤں خدا کے پاؤں بن جاتے ہیں۔ یہی قانونِ قدرت پر حاوی ہونا ہے اور اسی سے انسان تقدیر یزداں بن جاتا ہے۔

* * *

ضمیمہ

معمولاتِ مطب

مرحوم حکیم سید غلام رسول شاہ گیلانی اپنے معمولات زیادہ تر زبانی رکھتے تھے ان کے طریقِ علاج کا اہم ترین جز یہ تھا کہ وہ ہر گھر میں موجود اشیاء سے مریض کا علاج کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ چند مرکبات اپنے پاس رکھتے تھے جو ہنگامی اور فوری ضرورت کے وقت ان کے کام آتے تھے۔ انہوں نے دوکانداری نہیں بلکہ خدمتِ خلق کا راستہ اختیار کیا تھا۔ ان کا مطب بیشتر ان کا حافظہ اور لوگوں کے گھروں میں موجود مختلف گھریلو ضرورت کی اشیا ہوتی تھیں۔

پھر بھی ان کی بیاض میں بعض نسخے درج تھے۔ ان کے گھر میں بعض ادویہ تیار رہتی تھیں جن کو وہ ہنگامی طور پر استعمال کرتے تھے اور جہاں ضرورت ہوتی ان ادویہ اور مرکبات کو بھی استعمال کرتے تھے۔

میں یہ نسخے ان کی بیاض میں سے لیے ہیں اور ان کے صاحبزادے حکیم سید مرتضیٰ احسن گیلانی سے لیے ہیں جو وہ اپنے مطب کے معمولات میں استعمال کرتے ہیں چونکہ طبی کتب میں بالخصوص جب وہ کسی طبیب سے متعلق ہو معمولاتِ مطب بھی اس کا ایک حصہ شمار ہوتا ہے اس لیے میں نے یہ چند نسخے جمع کر کے یہاں درج کر دیئے ہیں تاکہ یادگار کے طور پر ان کی کتاب میں ضمیمے کے طور پر منسلک رہیں۔ ان کو ضمیمہ میں نے اس لیے قرار دیا ہے کہ یہ ان کی تالیف "فطرت اور صحت" کا حصہ نہیں ہے۔ یہ الگ سے نسخہ جات اس میں شامل کر دیے ہیں تاکہ ان کے معمول کے نسخے بھی مطالعہ کرنے والوں کے سامنے آ جائیں۔

[illegible]

معمولاتِ مطب

سفوفِ مسکّن :

سوڈا سیلی سلاس ۲ تولہ ۔ فینفسٹین تولہ ۔ سورنجان تلخ ۹ ماشہ۔ جوہر لوبان ۶ ماشہ بیش مدبر ۳ ماشہ۔

۲ رتی سے ایک ماشہ پانی سے یا چائے سے دیا جائے۔

ہر قسم کے جسمانی دردوں کے لیے مفید ہے۔

اکسیرِ قلب :

تباشیر اصلی ۔ دھنیا ۔ صندل سفید ۔ الائچی خورد ۔ کہربا ۔ زہر مہرہ خطائی ۔ ہر ایک ۵ تولہ۔

۱ ماشہ سے ۲ ماشہ تک ہمراہ شربت۔

اختلاج قلب بوجہ گرمی ۔ اینمیا ۔ گھبراہٹ گرمی یا حاملہ کے اضطرابی علامات ضعف قلب و دماغ ہمگار۔

دیسی عرق ہاضم :

نوشادر ۳ ماشہ۔ میٹھا سوڈا ۱ تولہ۔ چہار عرق ۱ بوتل۔ سکرین ۱ رتی۔
بقدر ضرورت بعد غذا۔

تریاق الصبیان :

برگ پودینہ ۵ تولہ۔ پوست ہلیلہ ۵ تولہ زرد یا کابلی۔ تربد ۵ تولہ۔ سقمونیہ تولہ۔
بچوں کا پیٹ درد، جلاب کے لیے مفید۔ بلغمی مواد کو صاف کرتا ہے قبض کشا
مقدار خوراک ۱ ماشہ۔

سفوف تبخیر :

بادیان ۶ ماشہ۔ کشنیز خشک ۶ ماشہ۔ دانہ الائچی خورد ۶ ماشہ۔ طباشیر ۶ ماشہ
کوٹ کر سفوف بنالیں۔
تبخیر معدہ کے لیے مفید ہے۔
۳ ماشہ بعد خوراک۔

دائمی نزلہ :

(۱) سہاگہ بریاں (توے پر) کر کے ایک رتی چاٹے یا گرم پانی سے دن میں تین بار۔

(۲) صبر ۱ تولہ، تربد ۱ تولہ۔ رب السوس (جرمنی) ۱ تولہ، کتیرہ گوند ۱ تولہ۔
سب ادویہ پیس کر پانی سے گوندھ کر بقدر نخود گولیاں بنائیں۔ سوتے وقت گرم

پانی سے ۲ گولی۔ جبڑے میں نزلے کے سبب درد ہو تو گرم تیل مل دیں۔

موسمی نزلہ :

عرق ملیریا و نزلہ : اجوائن دیسی ۲½ تولہ۔ پودینہ ۲½ تولہ۔ سونف ۲½ تولہ۔ سنا ۲½ تولہ۔ پانی ۱½ بوتل سے ایک بوتل عرق نکالیں۔

ایک چھٹانک پلانے سے نزلہ ٹھیک ہوگا۔ ملیریا۔ تپ ہو تو دن میں ۳ بار پلائیں

بائی کا درد۔ نزلہ۔ ضعف معدہ :

سفوف کچلہ : کچلا ۲½ تولہ۔ مرچ سیاہ ۱ تولہ۔ دار چینی ۱ تولہ۔ سونٹھ ۱ تولہ۔ سہاگہ بریاں ۱ تولہ۔ مغاں ۱ تولہ

دکچلہ مدبر کریں۔ ہم وزن گھی میں ڈال کر سرخ کر کے ذرا کوٹ لیں) بعد میں دیگر اشیاء کو باریک کر کے ملائیں۔

خوراک۔ ارتی منقہ کے دانہ میں ڈال کر چائے کے ہمراہ صبح یا شام ایک وقت

وجع المفاصل :

اسگند ناگوری۔ سورنجان بریاں ہم وزن پیس کر رکھ لیں۔

خوراک۔ تین ماشہ بکری کے دودھ کی کچی لسی کے ساتھ دیں۔ بعد آرام سفوف کچلہ دیں۔

خسرہ۔ پتی اچھلنا :

عناب ۸ دانہ۔ تخم کرفس تولہ۔ مسور سالم ۲ تولہ۔ جوش دے کر پئیں۔

جنون :

پھٹکڑی ۲۱ ماشہ باریک پیس کر ۳-۳ ماشہ کی ۷ پڑیاں بنائیں۔ صبح دہی میں ملا کر مریض کو دیں۔ روٹی مکھن سے کھلائیں۔ مکھن زیادہ کھائے۔

یرقان :

دہی میں ۲ ماشہ پھٹکڑی ملا کر دیں۔ بریاں کریں۔ ہمراہ مکھن دیں۔

نفخ۔ سوء ہضم :

سوڈا بائیکارب۔ نوشادر۔ نمک سلیمانی۔ ہم وزن سفوف۔ ۳ ماشہ بعد غذا۔

علاج اختناق الرحم (ہسٹیریا۔ جنونی کیفیت)

تخم بھنگ۔ عزفہ۔ کاہو۔ ہر ایک ۱۵ ماشہ۔ نیلوفر ۲½ تولہ۔
خوراک سفوف ۹ ماشہ۔
یہ نسخہ جذبات کے ہیجان کو فرد کرنے کے لیے ہے۔

تپ مرکب :

زنجبیل تولہ۔ دھنیا ۵ تولہ۔
باریک پیس کر سفوف بنالیں۔ خوراک ۶ ماشہ
صفراوی بخار کے لیے ———————— سرد پانی سے
بلغمی کے لیے ———————— گرم پانی سے

ذیابیطس :

انبہ ہلدی ۵ تولہ۔ اجوائن دیسی ۵ تولہ۔ تخم جامن ایک عدد۔
پیس کر گولیاں بنائیں۔
ابتدائی حالت میں نمولہ تولہ رات کو بھگو کر صبح پانی نتھار کر تخم خیارین میں گھوٹ کر پلائیں۔

قلتِ طمث :

(۱) سہاگہ ۳ ماشہ۔ زعفران ۲ رتی۔
دونوں کو باریک رگڑ کر گرم دودھ کے ساتھ دیں۔
(۲) ریوند خطائی تولہ۔ نوشادر ۶ ماشہ۔ قلمی شورہ ۳ ماشہ۔ تینوں کو باریک کر کے ۲ رتی گرم پانی یا دودھ کے ساتھ تین بار دن میں دیں
(۳) شنگرف۔ نمک ہم وزن پیس کر خوراک ۲ رتی۔ گرم پانی سے روزانہ ایک بار غذا۔ دودھ چاول دونوں وقت دیں۔

شربتِ ہاضم :

املی کا شربت۔ مشتہی۔ معدہ درست کرنے والا۔
املی ۱۰ تولہ۔ اجوائن ۲½ تولہ۔ پودینہ ۲½ تولہ۔ سونف ۲½ تولہ۔ پانی ایک سیر ڈال کر جوش دیں۔ نصف رہ جائے تو نتھار لیں۔ ۳ پاؤ چینی ڈال کر شربت بنا لیں۔
خوراک۔ صبح ۱۰ بجے شام ۳½ بجے۔

دانت کا درد :

(۱) آک کی جڑ کی مسواک۔ ۲۱ دن مسلسل۔ ہر قسم کا درد ہمیشہ کے لیے نہ ہوگا۔
(۲) کیکر کے پھول سایہ میں خشک کر کے سفوف بنائیں۔ کھانے کے بعد منجن کریں۔

ریاح البواسیر :

انتڑیوں۔ پیٹ میں مسلسل گڑگڑاہٹ اور ہوا۔
گوگل۔ تخم پیازی۔ رسونت ہم وزن گولیاں بنائیں
خوراک۔ کھانے کے بعد دونوں وقت ایک گولی۔

نسخہ اٹھراہ و اولاد نرینہ :

(۱) مرچ سیاہ ۵ تولہ، اجوائن دیسی ۵ تولہ۔ دونوں کو موٹا پیس کر یکجان کر لیں۔
خوراک ۱ ماشہ بعد غذا ہمراہ تازہ پانی۔
(۲) اگر خون آنے لگے یا درد ہو تو دن میں ۲ ر ۳ بار دیں۔
اگر حمل جگہ چھوڑ چکا ہو تو خارج کر دیں۔ لاعلاج ہے۔
(۳) تعویذ۔ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ
عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ
(۴) سفوف پر دم کر کے دیں۔ سورت " والشمس " ۴ بار پڑھ کر دم کریں۔

احتباس طمث :

(۱) تیزاب گندھک ۳ ماشہ، سادہ پانی ۹ چھٹانک حل کر کے عرق بنائیں۔ صبح۔ دوپہر

شام بقدر ۲ تولہ۔

پورا ماہ یہ عرق پلائیں اکیلو تل بنا کر دیں۔

(۲) دیرینہ اور شدید درد کیلئے انتہائی موثر نسخہ۔

کلونجی تولہ۔ گڑ دیسی ۳ تولہ۔ پانی ½ سیر۔

پانی میں گڑ اور کلونجی جوش دیں۔ نصف رہنے پر ۲ تولہ گھی ڈال کر پلائیں۔ فوراً آرام ہوگا۔

نزلہ:

تخم دھتورہ۔ اجوائن خراسانی۔ ہم وزن کوٹ کر رکھ دیں۔

کالی مرچ ۲ رتی۔ اسپرین ۱ رتی۔

خوراک۔ ۴ رتی چائے سے۔

سفوف اصلاح معدہ:

زیرہ سیاہ ۱½ تولہ۔ سونٹھ ۶ ماشہ۔ زیرہ سفید ۶ ماشہ۔ تردی ۱½ تولہ۔ سماق ۱½ تولہ۔ پوست ہلیلہ زرد ۱½ تولہ۔ بلیلہ ۱½ تولہ۔ انار دانہ ۴ تولہ۔ نمک لاہوری ۴ تولہ۔

خوراک بڑے ——— ۶ ماشہ
بچے ——— ۱ ماشہ
} دوبار تازہ پانی سے بعد غذا

عمدہ منضج ہے۔ نظام انہضام کی خرابیاں دور کرتا ہے۔

بچوں کے معدے کی تکالیف:

پوست ہلیلہ زرد ۲ رتی۔ تردی۔ پودینہ ہم وزن۔

خوراک ۔ ۲ رتی دن میں ۳ بار۔

بچوں کی تمام بیماریوں میں مفید ہے۔

زیادتی پیشاب۔ کمردرد گردہ۔ ذیابیطس :

فرائی کارب ۳ ماشہ۔ کونین ۳ ماشہ۔ سم الفار ۱ رتی ۔ جنطیانہ ۳ ماشہ۔ افیون ۱½ ماشہ پیس کر ۳۰ گولیاں بنالیں۔

خوراک۔ صبح دوپہر شام۔ ہمراہ پانی۔

دانت کا منجن :

مصطگی رومی ۔ مازو سبز۔ عقر قرحا۔ پھٹکڑی بریاں۔ کتھا۔ سنگ جراح۔ پوست ہلیلہ زرد۔ دانہ الائچی کلاں۔ گیرو۔ ہر ایک تولہ تولہ۔ کافور ۶ ماشہ۔ پیپرمنٹ ۳ ماشہ طوطیا بریاں ۳ ماشہ۔ چھالیہ سوختہ ۲ تولہ۔ چھلکا بادام سوختہ ۲ تولہ ۔ لونگ ۱ تولہ۔ مرچ سفید ۲ ماشہ۔

سب کو پیس کر منجن بنائیں۔

ترکیب :۔ رات کو سوتے وقت انگلی سے دانتوں اور مسوڑھوں پر ملیں۔ کلی کیے بغیر سو جائیں۔ صبح اٹھ کر کلی کریں۔ انشاءاللہ آرام ہوگا۔

* * *